بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیرِ سرپرستی:
عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب قبلہ
سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ | جنوری ۲۰۲۰ء | جلد نمبر ۴۴ شمارہ ۱

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی
منیجر: محمد محبوب عزیزی
تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی
مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی
مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur. Azamgarh
(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ 30 روپے
سالانہ (بذریعہ سادہ) 300 روپے
سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

چیک اور ڈرافٹ
بنام
ASHRAFIA MONTHLY
بنوائیں

کوڈ نمبر ———— 05462
دفتر ماہنامہ اشرفیہ ———— 250149
الجامعۃ الاشرفیہ ———— 250092
دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ
750 روپے
دیگر بیرونی ممالک
25 $ امریکی ڈالر 20 £ پونڈ

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532
اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔
http://www.aljamiatulashrafia.org
E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	سی اے اے، این آر سی اور این پی آر۔ موجودہ حکومت کا عمل اور دنیا کا ردِ عمل	مبارک حسین مصباحی	۳

فقہیات

آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں.............	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۷

نظریات

فکر امروز	اسلام میں رفاہی کاموں کا تصور	انصار احمد مصباحی	۹

قرآنیات

درسِ قرآن	تفسیر سورۂ عصر	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	۱۲

شخصیات

بزمِ تصوف	حضور تاج العارفین کا مقامِ علم	معین الدین بشیر قریشی	۱۵
انوارِ حیات	علامہ مفتی شبیر حسن – چند تابندہ نقوش	مبارک حسین مصباحی	۱۷

عزیزیات

نقوشِ عظمت	صد ہا ہزاراں احترام و عظمت کے پیکر	مولانا منظور احمد خاں عزیزی	۲۲
طرزِ حیات	حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ حیات و خدمات	محمد صدام حسین رضوی	۲۴
پیغامِ عمل	حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اخلاق و محاسن	مولانا محمد عارف رضا نعمانی	۲۷

بزمِ دانش

فکر و نظر	این. آر. سی. اور سی. اے. اے. اہلِ ہند کے لیے مفید یا مضر	مولانا غلام مصطفی النعیمی / مفتی محمد عابد چشتی	۲۹

ادبیات

نقد و نظر	حیات مورخ اسلام	تبصرہ نگار: توفیق احسن برکاتی	۳۳
خیابانِ حرم	نعت و مناقب	قمر جیلانی / مہتاب پیامی / مولانا ضیاء الحسن النعیمی	۳۵

وفیات

سفرِ آخرت	موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس	مبارک حسین مصباحی	۳۶
	شیخ معقولات مفتی شبیر حسن مصباحی دنیا سے کوچ کر گئے	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	۴۴
	آہ مولانا مظفر الدین مصباحی گھوسوی بھی نہ رہے	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	۴۵

مکتوبات

صدائے بازگشت	محمد سبحان رضا سبحانی میاں / محمد عثمان اشرفی / محمد ہاشم اعظم		۴۶

سرگرمیاں

جماعتی سرگرمیاں	کچھوچھہ مقدسہ میں عرس صوفی ملت اور محدثِ اعظم ہند سیمینار	معصوم رضا نوری	۴۸
	عرس مخدوم عالم اور انٹرنیشنل مخدوم اشرف سیمینار		۵۱
خیر و خبر	خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں مقابلۂ تجوید و قراءت / جشن تاجدارِ بغداد		۵۵

اداریہ

این آر سی، سی اے اے اور این پی آر

موجودہ حکومت کا عمل اور دنیا کا ردِّ عمل

مبارک حسین مصباحی

اس وقت ہمارے محبوب ملک ہندوستان کے سیاسی، سماجی، دینی اور تعلیمی احوال انتہائی ابتر ہیں، پورا ملک NRC، CAA اور NPR کے خلاف سراپا احتجاج بنا ہوا ہے، صورتِ حال صرف مسلمانوں کی نہیں بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی، بودھ، پارسی اور آدیواسی بھی بڑھ چڑھ کر ریلیاں نکال رہے ہیں، اس قومی یکجہتی نے ملک کی آزادی ۱۹۴۷ء اور اس سے پہلے کی یاد تازہ کردی ہے۔ ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں جامعہ ملیہ دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جے این یو، دہلی، اور ہندو یونیورسٹی بنارس کو کہ ان کے طلبہ نے سراپا احتجاج بن کر آوازوں کو بلند کیا اور حکومتِ ہند کے کارندوں اور آر ایس ایس کے جوانوں کا ظلم سہہ کر بھی آج تک مختلف انداز سے اپنے احتجاجات درج کرا رہے ہیں، معاملہ صرف ان چند یونیورسٹیوں کا نہیں بلکہ ہند کی ۹۹۳/ یونیورسٹیوں کا تقریبًا یہی حال ہے۔ یونیورسٹیاں، کالجز، مدارس اور دینی جامعات بھی مختلف انداز سے اپنی اپنی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔ طلبہ کسی بھی ملک کا مستقبل ہوتے ہیں، ہماری حکومتوں کو طلبہ کا رخ دیکھنا چاہیے، یہ صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ قومی یکجہتی کے ساتھ ان کی آواز ہمارے ملک کے مستقبل کی آواز ہے، ان کو نہ سمجھنا اپنے انجام سے بے خبر ہونا ہے، مسئلہ صرف ہندوستان کا نہیں بلکہ عالمی سطح کی یونیورسٹیوں میں بھی احتجاجات ہوئے ہیں، چند یونیورسٹیوں کے نام یہ ہیں: آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ۔ یونیورسٹی آف ایڈن برگ، یونیورسٹی آف کولمبیا، ہارورڈ یونیورسٹی، ولگا میکس میلن یونیورسٹی زیورخ، ییلے یونیورسٹی، یونیورسٹی آف برلن، یونیورسٹی آف ایڈن برگ، یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، کورنیل یونیورسٹی آف امریکہ۔

اس موقع پر ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں اہلِ سنت کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبہ کو کہ انھوں نے بڑی سنجیدگی مگر مکمل جوش و خروش کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کے وسیع گراؤنڈ میں ریلی نکالی اور اپنا میمورنڈم ضلع اعظم گڑھ کے اعلیٰ کارندوں کے ذریعہ حکومتِ ہند کو پیش کیا۔

دہلی کے شاہین باغ میں ہزاروں خواتین بل پاس ہونے کے بعد ۱۵/ دسمبر ۲۰۱۹ء سے دھرنے پر بیٹھی ہیں، اسی طرح کولکاتا، پٹنہ، حیدر آباد وغیرہ کثیر مقامات پر بھی سرگرمِ عمل ہیں اور ریلیاں نکال کر سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں۔ مسئلہ صرف ان خواتین کا نہیں جامعہ ملیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جے این یو، ہندو یونیورسٹی اور ہندوستان کے متعدّد صوبوں میں لاکھوں خواتین اور طالبات سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں، مغربی بنگال کی ممتا بنرجی وزارتِ اعلیٰ کی کرسی سے قیادت کرتے ہوئے مسلسل اپنا پیغام نشر کر رہی ہیں کہ دستورِ ہند کے خلاف بننے والی تمام اسکیموں کا ہم اور ہمارا صوبہ شدید مخالفت کر رہا ہے، اس تعلق سے انھوں نے پورے صوبہ میں متعدّد بڑی ریلیاں بھی نکالیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جے این یو میں پر امن احتجاج کرنے والے طلبہ کے ساتھ ظلم و بربریت کا جو ننگا ناچ ناچا گیا اس سے بڑی حد تک آپ واقف ہوں گے، جے این یو میں ہاسٹلوں میں موجود طلبہ و طالبات کے ساتھ دہشت گردی ہوئی، اس میں مظلوم طلبہ کو ہی نشانہ بنایا گیا، یہ دنیا کا نرالا دستور ہے کہ دہلی پولیس کی کرائم برانچ نے مظلوم طلبہ ہی کو مجرم قرار دیا ہے جس میں ایس یو کی صدر محترمہ گھوش کے علاوہ چنچن کمار، پنکج مشرا، سچیتا ناگراج، پریہ رنجن، وکاس پٹیل اور یوگیندر بھاردواج اور دیگر شامل ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جے این یو کے گیٹ پر بڑی تعداد میں پولیس موجود تھی، جے این یو وغیرہ یونیورسٹیز کا عام قانون یہ ہے کہ بغیر اجازت کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا، گیٹ کیپر بھی غائب تھے، جے این یو کی متعدّد طالبات نے فیس بک پر مناظر دکھائے کہ وہ اپنے ضروری کاموں سے باہر گئی تھیں، مگر جب اندر آنے لگیں تو ان سے آئی ڈی طلب کی گئی، وہ اپنی آئی ڈی دکھا کر ہی اندر داخل ہو سکیں جب کہ ستر سے ۲۰۰ تک کی تعداد میں سر ڈھک کر فسادی ظالم اندر داخل ہوئے، مگر ان سے کسی نے آئی ڈی طلب نہیں کی، وہ ہاسٹل کے نشان زدہ کمروں تک پہنچے، متعدّد کمرے بند

تھے تو ان کی کھڑکیوں کے شیشے توڑے اور دروازے توڑ کر اندر داخل ہوئے، فحش گالیاں دیتے ہوئے انھیں خوب پیٹا گیا، ایس یو صدر گھوش اور متعدّد طلبہ کے سر پھاڑ دیے، یہ سارے مناظر فیس بک پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ گیٹ کے باہر جو گاڑیاں کھڑی تھیں وہ واضح طور پر وزیر داخلہ سے منسلک ہونے کا اعلان کر رہی تھیں، پولیس گیٹ پر مستقل دو ڈھائی گھنٹے کھڑی رہی اور ان تمام حادثات کی خبریں پاکر بھی اظہارِ مسرت کرتی رہی اور جب یہ غنڈے باہر جا رہے تھے تو زمین پر لال قالین بچھا تھا، لگتا تھا کہ یہ سیکولرزم کے دشمن کسی بڑی شر انگیزی کا خاتمہ کر کے آرہے ہیں۔

خاص بات یہ ہے کہ ہاسپیٹل میں ان زخمی طلبہ سے سب کو ملنے دیا جا رہا تھا مگر جب پرینکا گاندھی پہنچیں تو انھیں بعض ناخلف ذمہ داروں نے ملنے بھی نہیں دیا۔ اب فلمی دنیا اور سیاسی اور سماجی میدانوں کے لوگ بھی جے این یو کے مظلوم طلبہ کی حمایت میں آگے آ گئے ہیں۔

NRC، CAA اور NPR کے خلاف صرف ہندوستان کا مسلمان نہیں بلکہ ان غیر جمہوری قوانین کی مخالفت میں تمام برادریوں اور تمام مذاہب کے لوگ بھی پیش پیش ہیں، ان ظالمانہ قوانین کا سب سے بڑا نقد فائدہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں ہندو مسلم، سکھ اور عیسائی وغیرہ سب بڑی حد تک متحد ہیں۔ جب کہ وزیرِ اعظم اور وزیر داخلہ کا بنیادی مقصد ہندو مسلم فسادات تھے۔ اس وقت ملک میں قومی یکجہتی کے جو مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں ان کا حصول اربوں روپے خرچ کر کے بھی ممکن نہیں تھا۔ یہ تو صاف طور پر نظر آرہا ہے کہ مرکزی حکومت اور اس پارٹی کی صوبائی حکومتیں اس وقت اقتدار کے غرے میں ہیں، ابھی ان کو سمجھانا بھی آسان نہیں، مگر انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سارا غرہ اور نشہ اہلِ وطن کی بے جا محبتوں کا نتیجہ ہے، اگر یہ محبتیں ختم ہو گئیں تو سارا نشہ اتر جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ایک سچائی ہے کہ لوگوں کا لگاؤ ایک دن میں محبتوں کا روپ نہیں دھارتا، بڑی آہستہ آہستہ یہ صورتِ حال پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب محبتیں جوان ہو جاتی ہیں تو محبتوں کا شباب ایک ہی دن میں گرفتارِ بلا نہیں ہو۔ آپ دیکھیں مہاراشٹر میں کچھ نشہ اترا اور اس کے بعد جھارکھنڈ میں اترا، اس سے قبل کرناٹک میں بھی ڈھیلا ہو گیا تھا، اب صوبہ دہلی میں ختم جائے گا، اسی طرح دیگر ریاستوں میں بھی اتر جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال ہی میں کیرالا کے مچھیروں نے سمندر میں ان نئے اور غیر جمہوری قوانین کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے،، فلاح و بہبود کے لیے ان کے نعروں میں ایک نعرہ تھا مودی تو اور تیرا کالا قانون ہمیں نہیں چاہیے، یعنی اب موجودہ حکومت کے خلاف سمندر میں بھی احتجاج ہو رہا ہے۔

حیرت و افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ وزیرِ اعظم نے دہلی کے ایک بڑے پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں میں ڈیٹیشن سینٹر کوئی نہیں ہے۔ آنکھوں میں دھول جھونکنا ہم سنتے تھے، مگر افسوس وزارت، عظمیٰ کی کرسی سنبھال کر بھی اس قسم کی حرکت کی جا سکتی ہے، یہ سوچا بھی نہیں تھا، کیا ہندوستان میں ڈیرٹیشن سینٹر کوئی نہیں ہے، اسی پس منظر میں چند باتیں ذیل میں عرض ہیں۔

آسام میں باضابطہ چھ ڈیٹیشن سینٹر ہیں، گولپاڑا، کوکراجھار، سلچر، ڈبروگڑھ، جورہاٹ اور تیج پور، سرکاری اعداد و شمار کے مطابق آسام کے فارین ٹریبیونل کے غیر ملکی قرار دیے گئے ان سینٹروں میں اب تک ۲۹/ افراد کی موت ہو چکی ہے۔ ریاست کے پالیمانی میٹری افیئرس چندر موہن پٹواری نے وزیر اعلیٰ سربانند سونووال کی طرف سے ریاستی اسمبلی میں جواب دیتے ہوئے جولائی ۲۰۱۹ء میں کہا کہ آسام کے چھ ڈیٹیشن سینٹر میں کل ۲۵/ افراد کی موت ہو چکی ہے [اس وقت کے لحاظ سے] ان میں صرف دو مرنے والوں کا پتہ بنگلہ دیش کا ہے، باقی سب کا پتہ آسام کا ہے۔ پٹواری نے کہا کہ ان لوگوں کی موت ہاسپیٹل میں بیماریوں کی وجہ سے ہوئی ہے، مگر مرنے والوں کے رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ سینٹر میں انھیں بنیادی سہولیات سے محروم رکھا گیا، کھانے پینے اور رہنے سہنے کی بدنظمی کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہوئے، جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی اذیتوں کو برداشت نہیں کر سکے۔ یہ سچ ہے کہ ان کی موت ہاسپیٹلوں میں ہوئی، مگر اصل وجوہات بیماریاں نہیں بلکہ مسلسل مشکلات کا سامنا تھا۔

یہاں قابلِ ذکر یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء میں آل آسام اسٹوڈینٹس یونین کی قیادت میں چلا آسام آندولن آسام سمجھوتے پر ختم ہو گیا تھا۔ جس کے مطابق ۲۵/ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد ریاست میں آئے لوگوں کو غیر ملکی مانا جائے گا اور واپس ان کے ملک بھیج دیا جائے گا، سمجھوتے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۱ء کے درمیان جن لوگوں کے نام ووٹر لسٹ میں ہوں گے ان کو ڈیلیٹ کرتے ہوئے اگلے دس سال تک ان کا ووٹ کرنے کا حق چھین لیا جائے گا۔

اس بنیاد پر NRC تیار کیا گیا تھا، جس کو اب ڈیلیٹ کیا جا رہا ہے، اس کے مطابق ریاست کا کوئی بھی باشندہ اگر یہ ثابت نہیں کر سکا کہ اس کے آبا و اجداد ۲۴/ مارچ ۱۹۷۱ء سے پہلے یہاں آکر نہیں بسے تھے اسے غیر ملکی قرار دے دیا جائے گا۔

آسام میں چھ ڈٹیشن سینٹر ہیں لیکن ان کو ضلع جیلوں میں بنایا گیا ہے، ان میں ایک ہزار لوگوں کو رکھا گیا ہے، ایک ساتواں سینٹر زیر تعمیر ہے۔ آسام کے سابق وزیر اعلیٰ اور سینئر کانگریسی رہنما ترون گگوئی نے کہا کہ مودی جھوٹے ہیں۔ آسام کے گولپاڑا ضلع کے مٹیا میں تین ہزار غیر قانونی مہاجروں کے رہنے کے مدنظر ایک بڑے ڈٹیشن سینٹر کی تعمیر کے لیے نریندر مودی کی حکومت نے ۴۶/ کروڑ روپے منظور کیے تھے، وہ اچانک کہتے ہیں کہ ملک میں کوئی ڈٹیشن سینٹر نہیں ہے۔ انھوں نے مودی کے دہلی والے بیان پر تنقید کرتے ہوئے کہا ۲۰۱۸ء میں چھیاسی کروڑ روپے کس کے لیے منظور کیے گئے تھے، اس کا واضح مطلب ہے کہ مودی جی جھوٹے ہیں۔

کہا جا رہا ہے کہ شہریت ترمیمی بل CAA اور NRC سے مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، اس وقت ہمارے سامنے آسام کے سونت پور ضلع میں بسنے والے مسلم باشندوں کے بارے میں یہ خبر ہے کہ انھیں بنگلہ دیشی قرار دیتے ہوئے صرف اس وجہ سے ان کے گھر مسمار کر دیے گئے کہ وہ اس مخصوص علاقے کے ووٹر نہیں تھے جہاں وہ مقیم تھے، ان کے پاس ملک کے اور تمام دستاویزات موجود ہیں لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی، ۲۶/ خاندانوں کو بے گھر کر دیا گیا، اپنی زمین سے محروم یہ لوگ کھلے آسمان کے نیچے کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔

واضح رہے کہ OIC [جو دنیا کے تمام مسلم ممالک کی تنظیم ہے] نے ریاض میں متفقہ طور پر یہ منظور کیا کہ ہندوستان میں شہریت ترمیمی بل CAA اور NRC دستورِ ہند کے خلاف ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور بی جے پی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ اس پر نظرِ ثانی کرے اور ہندو مسلم تفریق سے پرہیز کرے، ترکی کے صدر جناب رجب طیب اردگان اور انڈونیشیا کے صدر ماثر محمد نے بھی سخت تنقید کی ہے اور کچھ کر گزرنے کا عندیہ ظاہر کیا ہے۔

بین الاقوامی ہیومن رائٹس واچ کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر کینتھ روتھ نے کہا ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی حکومت کی مسلم مخالف پالیسیوں کی وجہ سے تنظیم کافی فکر مند ہے مسٹر روتھ نے کہا: ہم کشمیر میں ان کے کاموں، آسام میں ان کے کاموں اور اب حال ہی میں اس امتیازی شہریت قانون کی طرف سے مودی حکومت کی مسلم مخالف پالیسی کے بارے میں انتہائی فکر مند ہیں۔

بلا شبہہ سپریم کورٹ ہمارے ملک کا سب سے معتبر اور قابلِ احترام ادارہ ہے مگر اس پر بھی اب بی جے پی کے اثرات نظر آنے لگے ہیں، ماضی میں جو فیصلے ہوئے ہیں وہ خود ایک مثال ہیں، ان کے تعلق سے عرضیاں بھی خارج کر دی گئیں، یہ بحث کا بر وقت موضوع نہیں، موجودہ این آر سی اور سی اے اے کو بھی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں منظور کا لیا گیا ہے۔ چند حضرات نے ان غیر جمہوری دستوروں کے خلاف سپریم کورٹ میں عرضیاں گزاریں تو وہاں کا جواب تھا کہ پہلے حالات معمول پر آئیں تو سماعت ہوگی۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے ڈاکٹر کے پاس کوئی مریض آیا اور اس کے پیر سے خون بہہ رہا ہے تو ڈاکٹر فرمائیں جب خون رک جائے گا تو علاج شروع کیا جائے گا۔

اب بی جے پی کے لیڈروں نے اقرارِ جرم بھی شروع کر دیا ہے جیسا کہ دلیپ گھوش جو مغربی بنگال میں بی جے پی کے صدر ہیں، انھوں نے کہا کہ یوپی، آسام اور کرناٹک میں ان قوانین کی سخت مخالفت کرنے والے چند کتوں کو ہم نے گولی مار کر جان سے مار دیا، یعنی امن و شانتی کے ساتھ باطل قوانین کی مخالفت کرنے والوں کو کتا کہا اور گولی چلوانے کا اقرار بھی کیا مگر بی جے پی اصل ذمہ داروں کی جانب سے مستقل خاموشی ہے۔ اسی طرح علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی ایک بی جے پی نیتا نے کہا کہ مودی اور یوگی کی مخالفت کرنے والوں کو میں زمین میں گاڑ دوں گا۔

کیرالا حکومت نے آئین کے آرٹیکل ۱۳۱/ کے تحت شہریت (ترمیمی) قانون (سی اے اے) کی آئینی قانونی حیثیت کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا، کسی ریاستی حکومت کی جانب سے مرکز کے اس قانون کے خلاف دائر یہ پہلی پٹیشن ہے۔ عرضی میں پاسپورٹ (ہندوستان میں داخلہ) ترمیمی قوانین ۲۰۱۵ء اور غیر ملکی (ترمیمی) آرڈر ۲۰۱۵ء کو بھی چیلنج کیا گیا ہے جس نے پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے ان غیر مسلم تارکین وطن کے قیام کو منظوری دے دی ہے جو ۳۱/ دسمبر ۲۰۱۴ء سے پہلے اس شرط پر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے کہ وہ اپنے ملک میں مذہبی ظلم و ستم کی وجہ سے وہاں سے بھاگ آئے تھے۔ اس درخواست میں قانون اور انصاف کی وزارت کے سکریٹری اور حکومت ہند کو مدعا علیہ بنایا گیا ہے۔ دراصل آئین کی آرٹیکل ۱۳۱/ حکومت ہند اور کسی بھی ریاست کے درمیان کسی بھی تنازع میں سپریم کورٹ کو بنیادی دائرۂ اختیار دیتا ہے۔ سی اے اے کو چیلنج دینے والی کم از کم ۲۰ عرضیاں عدالت میں زیر التوا ہیں۔

واضح رہے کہ کیرالہ اسمبلی میں گزشتہ سال دسمبر میں شہریت ترمیمی ایکٹ کے خلاف ایک قرارداد منظور کیا تھا۔ اس وقت وزیر اعلی پنرائی

وجین نے شہریت ترمیمی قانون کے خلاف قرارداد پیش کی تھی جس کے بعد اسمبلی میں اسے اتفاق رائے سے منظور کرلیا گیا تھا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلی پنرائی وجین نے کہاکہ مرکزی بی جے پی حکومت ملک کو مذہب کے نام پر تقسیم کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ انہوں نے کہاکہ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کیرالہ میں کوئی حراستی مراکز قائم نہیں ہوں گے۔

کیرالہ کی سیکولرازم، یونانیوں، رومیوں، عربوں کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ ہر ایک ہماری سرزمین پر پہنچا۔ عیسائی اور مسلمان شروع ہی میں کیرالا پہنچ گئے۔ ہماری روایت جامع ہے۔ ہماری اسمبلی کو اس روایت کو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ سی اے اے کے نفاذ کو مساوات کے بنیادی حق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے کیرالہ کے وزیر اعلی نے کہا تھا، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور کی جانے والی سی اے اے ۲۰۱۹ء نے مختلف برادریوں میں تشویش پیدا کردی ہے، اس کے خلاف ریاست بھر میں بھی شدید احتجاج کیا گیا ہے۔ کیرالا میں عام طور پر (سی اے اے کے خلاف) پرامن احتجاج کیا گیا ہے۔ تاہم کیرالہ اسمبلی سے قرارداد کی منظوری کے بعد، کیرالہ کے گورنر عارف محمد خان نے کہاکہ اس اقدام کی کوئی آئینی یا قانونی اہمیت نہیں ہے کیونکہ شہریت ایک مرکزی موضوع ہے۔ خان نے کہا اس قرارداد کا کوئی قانونی یا آئینی جواز نہیں ہے کیوں کہ شہریت صرف ایک مرکزی موضوع ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ملک میں شہریت دینے کے لیے نیا رہنما اصول وضع کیا گیا ہے، مساوات کے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہے جیساکہ آئین کے تیسرے حصہ میں مذکور ہے۔ ۱۱ر دسمبر کو راجیہ سبھا میں شہریت بل کی منظوری کے ایک دن بعد، پنرائی وجین نے نریندر مودی کی زیر قیادت حکومت پر سخت تنقید کی تھی اور کہا تھاکہ "غیر آئینی بل" کی کیرالہ میں کوئی جگہ نہیں ہوگی اور ریاست میں اس پر عمل در آمد نہیں ہوگا۔ لوگوں کو بل کی مخالفت کرنے کے لیے کہتے ہوئے، پنرائی وجین نے دعویٰ کیا تھاکہ مجوزہ قانون سیکولرازم کی نفی ہے۔

لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اب ہندوستان اور دنیا کے بیشتر طبقے شہریت ترمیمی بل CAA اور NRC اور NPR کی شدید مخالف کررہے ہیں، جمہوری ہندوستان کا قانون بھیم راؤ امبیڈکر نے مرتب کیا تھا، جس میں ہر ایک کو اپنے مذہب، اپنی تہذیب، اپنے علاقے اور اپنی زبان کے ساتھ رہنے کا حق ہے۔ ہندو مسلم، سکھ، عیسائی اور دیگر تمام طبقات بحسن وخوبی زندگی گزار رہے تھے، مگر مودی اور شاہ نے اس دستور میں مذہب اور ذات برادری کو داخل کردیا اور سیکولرزم کے خلاف قوانین بناکر ہندو راشٹر کی جانب چل پڑے۔ یہ سب RSS اور BJP اور دیگر ہندو تنظیموں کی دین ہے۔ ان خلافِ دستور قوانین کی ہند اور بیرون ہند سخت مزاحمت ہورہی ہے، ہماری بھی اپیل ہے کہ حکومتِ ہند اپنے اس فیصلے پر نظرِ ثانی کرے اور اولین فرصت میں اس جمہوری ملک میں حسب سابق جمہوری قوانین پر عمل کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہیے

ضروری اطلاع

حج کے جن مسائل پر باتفاقِ رائے فیصلے ہوگئے وہ دسمبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوگئے۔

ایک مسئلہ یہ تھا کہ جو لوگ تمتع کا عمرہ کرکے زیارت کے لیے مدینہ منورہ جاتے ہیں، واپسی میں وہ بیرونی میقات سے اگر قران کا احرام باندھ کر مکہ آئیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں جواز اور عدم جواز دو طرح کی رائیں سامنے آئیں، تین نشستوں میں اس پر طویل بحثیں ہوئیں مگر کوئی متفقہ فیصلہ نہ ہوسکا۔ اس لیے اس مبحث کی اشاعت ابھی موقوف کی گئی۔

محمد احمد مصباحی
صدر مجلسِ شرعی
۸ر دسمبر ۲۰۱۹ء

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ مفتی **محمد نظام الدین رضوی** کے قلم سے

بلا ثبوتِ شرعی کسی کی طرف گناہ کی نسبت بھی کرنا حرام ہے

ہمارے گاؤں میں ایک عورت ہے جو کہتی ہے کہ اس کے اوپر حاضری ہوتی ہے اور مؤکل نے اسے بتایا ہے کہ اس کے اوپر اس کی جٹھانی اور جٹھانی کی بہن نے مل کر کچھ کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اور اس کا بچہ بیمار رہتا ہے۔

جس عورت پر یہ الزام لگایا گیا ہے، انھوں نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے، ایسی صورت میں وہ عورت جو الزام لگا رہی ہے، اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے اور جو لوگ اس الزام کو سچا مان رہے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟؟

حضور اس سوال کا جواب بہت ضروری ہے، کیوں کہ اس مسئلے کی وجہ سے ایک بڑا خاندان بکھر رہا ہے اور تین گاؤں میں فتنہ پھیلا ہوا ہے، جزاک اللہ۔

الجواب

وہ عورت اپنی جٹھانی اور اس کی بہن پر جو الزام لگا رہی ہے وہ اسے دو دیندار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتوں کی شہادت سے ثابت کرے، اگر وہ شرعی شہادت نہ قائم کر سکے تو جٹھانی اور اس کی بہن اپنی قسم میں سچی ہیں اور وہ عورت جھوٹی۔ مسلمان پر بدگمانی حرام ہے اور بلا ثبوتِ شرعی کسی کی طرف گناہ کی نسبت کرنا بھی حرام ہے، لہٰذا وہ عورت شرعی شہادت پیش نہ کرنے کی صورت میں علانیہ توبہ کرے، اپنی جٹھانی اور اس کی بہن سے معافی مانگے اور اللہ کی گرفت سے ڈرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی کے ایصالِ ثواب کا کیا مطلب؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ ذوی الاحترام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ عام مسلمان اپنے وہابی بیٹے یا باپ کے مرنے کے بعد ان کے ایصالِ ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں چندہ دے تو مسجد کے متولیوں کو اس کا چندہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیوں اور اگر ناجائز ہے تو اس پیسے کا کیا کیا جائے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ وہابی کے ایصالِ ثواب کا کیا مطلب؟ جب کہ وہابیوں کے متعلق احکام سے سب واقف ہیں تو متولیوں کو ایسا پیسہ لینا کیسے جائز ہوگا؟

الجواب

اگر باپ یا بیٹا واقعی عقیدے کے لحاظ سے وہابی ہے تو وہ جماہیر فقہائے کرام و علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ ائمۂ اربعہ کی تقلید شرک اور ان کے مقلدین مشرک ہیں، حالاں کہ دو صدی کے بعد سے ساری دنیا کے مسلمان آج انھیں چاروں مذاہب میں منحصر ہیں، جن میں بے شمار اولیاء اللہ و محبوبانِ خدا بھی شامل ہیں اور اولیاء اللہ یا محبوبانِ خدا بلکہ عام مومنین و مومنات کو بھی کافر مان کر کافر کہنا کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا بہ حکمِ حدیث کافر ہے۔ ان کے عقاید کی تفصیل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے رسالہ "الکوکبة الشهابية" اور بہارِ شریعت جلد اول میں ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں ہے:

"احادیث صریحہ صحیحہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ان کا [وہابی/غیر مقلدین] صریح کافر ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل جانا نکلتا ہے وہ کیا یعنی ان کا تقلید کو شرک اور حنفیہ، مالکیہ شافعیہ حنبلیہ عمھم اللہ جمیعاً بالطائفة العلیه، سب مقلدان ائمہ کو مشرکین کو بتانا کہ یہ صراحۃً مسلمانوں کو کافر کہنا ہے اور پھر ایک کو نہ دو کو لاکھوں کروڑوں اور پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامہ مومنین کو جن میں بڑے بڑے محبوبان حضرت عزت و اراکین امت و اساطین ملت و حملۂ شریعت و کملۂ طریقت تھے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے بانی

مذہب کے مرجع و مقتدا اور پدر نسب و علم واقتدا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں:

بعد المأتين ظهر بينهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم و قل من كان لا يعتمد علی مذهب مجتهد بعينه.

دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی نے ظہور کیا کم کوئی رہا جو ایک امام معین کے مذہب پر اعتماد نہ کرتا ہو۔" (ص:۳۰۵)

جو لوگ دو صدی کے بعد سے آج تک بے شمار اولیا، عرفا، فقہا، علما اور دوسرے مؤمنین و مومنات کو کافر مانتے اور کافر کہتے ہیں، وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے، نہ ان کی نماز نماز ہے، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز، نہ ان کی نمازِ جنازہ جائز نہ ان کے لیے ایصالِ ثواب جائز، بلکہ ایسوں کے لیے ایصالِ ثواب کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: کافر خواہ مشرک ہو، یا غیر مشرک اسے ہرگز کسی طرح کسی فعلِ خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

قال الله تعالیٰ: "وَمَا لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝"

انھیں ایصالِ ثواب کرنا معاذ اللہ خود راہ کفر کی طرف جانا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ص:۱۹۶، ج:۱)

نیز اسی میں ہے: "اور مقابرِ کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

قال الله تعالیٰ: "وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝" (فتاویٰ رضویہ، ص:۲۰۸، ج:۴)

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ وہابی کے لیے ایصالِ ثواب کا قصد بھی کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)- جسے معلوم ہو کہ اس کا باپ یا بیٹا عقیدے کے لحاظ سے وہابی ہے، ساتھ ہی اس کا حکم بھی اسے معلوم ہو اور وہ اس کے ایصالِ ثواب کے لیے مسجد میں چندہ دے تو یہ منجر الی الکفر ہوگا، اس پر لازم ہے کہ اس قصد سے توبہ کرلے، کلمہ پڑھے اور بیوی والا ہو تو تجدیدِ نکاح بھی کرلے، رہ گیا متولی کا یہ چندہ مسجد کے لیے قبول کرنا تو اس میں شرعاً مضائقہ نہیں، مال پاک ہے تو معطی کے قصد سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اس کا قصد خود اس کے ایمان پر اثر انداز ہوگا، جیسے بتوں کے نام پر مشرکین کے چھوڑے ہوئے جانور، ان کی نیت سے حرام نہیں ہوتے، مگر ان کی نیت خود موجبِ کفر ہوتی ہے۔

اور اگر اس آدمی کا باپ یا بیٹا عقیدے کے لحاظ سے وہابی نہ ہو یا اسے قرار واقعی وہابی کا حکم نہ معلوم ہو تو اس پر حکم کفر نہ ہوگا، تاہم اسے توبہ کرلینا چاہیے، ہاں متولی ایصالِ ثواب کی نیت سے نہ لے بلکہ یہ سمجھ کرلے کہ مال حلال وطیب مسجد کے لیے ملتا ہے، جسے لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کسی پر حاضری آنا اور اس کیفیت میں کچھ کہنا

حضور اس بارے میں کچھ خلاصہ فرمادیتے تو بہت بہتر ہوتا کہ کسی پر حاضری آنا اور اسی کیفیت میں کچھ کہنا کہ یہ موکل کا کہنا ہے وغیرہ وغیرہ.... اور لوگوں کا اس کو یقینی طور پر مان لینا؟

الجواب

اس طرح کے امور میں حاضری کم، مکر زیادہ ہوتا ہے اور اگر واقعی آسیب کی حاضری ہو تو اس بات پر اطمینان کر لینا جائز نہیں۔ آسیب یعنی شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے وہ انسانوں کو باہم لڑانے اور ان کے درمیان باہم دشمنی پیدا کرنے کے لیے جھوٹ بہت بولتا ہے، اس لیے اس کی بات کی تصدیق جائز نہیں۔ آسیب کو غیبی امور کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسے کچھ بھی اپنے طور پر جھوٹ سچ بول کر بد گمانی پیدا کرنا اور لوگوں کو لڑانا ہے، اس لیے ہرگز ہرگز اس کی بات نہ سنیں نہ اس پر اعتماد کریں، نہ اس سے کچھ پوچھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امبیڈکر نگر میں ماہ نامہ اشرفیہ حاصل کریں

(۱)- جناب قاری غیاث الدین صاحب جلال پور
وجناب حافظ ظہیر احمد صاحب
مدرسہ ندائے حق، جلال پور، امبیڈکر نگر (یوپی)

(۲) جناب الحاج اقرار احمد صاحب
و کلیم بھائی بک ڈپو والے
پٹرول ٹنکی کے پاس، حیات گنج، ٹانڈی، امبیڈکر نگر (یوپی)

(۳)- حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب
و قاری محمد مکرم صاحب
دار العلوم نظامیہ، کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر

اسلام میں رفاہی کاموں کا تصور

مفتی محمد عبداللہ رضوانی

اسلام امن و شانتی، صلاح و فلاح، ہمدردی و غم خواری، عیادت و تعزیت، خدمت خلق اور رفاہ عامہ کا دین ہے۔ جہاں اسلام دیگر معاملات میں دوسرے مذاہب سے مقدم و ممتاز ہے وہیں خدمت خلق اور رفاہی معاملے میں بھی مقدم و اعلی ہے کیونکہ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حسین مجموعہ کا نام ہے۔ جہاں اسلام اپنے ماننے والوں سے حقوق اللہ کی ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے وہیں حقوق العباد کی ادائیگی پہ بھی زور دیتا ہے، بلکہ اگر اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ایک چوتھائی حصہ عقائد و عبادات کا ہے مگر تین چوتھائی معاملات پر توجہ کرنے کا ہے۔ اور رفاہی کاموں کا تصور درحقیقت حقوق العباد اور احترام انسانیت کے اسلامی فلسفہ کی بنیاد ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ہم کتاب و سنت کے احکام یا عہد رسالت اور خلافت راشدہ کے نظام کا مشاہدہ کریں تو رفاہ عامہ کے منصوبوں اور عوامی فلاح و بہبود کی تدابیر کے اصول اور معاشرتی اصلاحی و فلاحی کاموں کے کرنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔

قرآن میں رفاہی کاموں کا حکم:

اللہ تعالی نے قرآن مقدس میں خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے تصور کو اجاگر کرتے ہوئے کئی مقامات پر اپنے بندوں کو خدمت خلق کی ترغیب دلائی اور اس کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔

(۱) قرآن کریم میں اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کا وصف بیان کی گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

”وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۔“

(پ:۲۶، سورہ: الذاریات، آیت:۱۹)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔

(کنزالایمان)

اس آیت میں سائل اور محروم دونوں سے مراد محتاج اور ضرورت مند ہیں۔ فرق یہ ہے کہ سائل وہ ہے جو اپنی ضرورت کا اظہار کرکے دوسرے سے مدد کا خوست گار ہو اور محروم سے مراد وہ شخص ہے جو محتاج اور بے یار و مدد گار ہونے کے باوجود حرف سوال زبان پر نہ لائے۔

ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالی نے اپنے اہل ثروت بندوں کے مالوں میں حقوق مقرر فرمایا ہے، جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں پسماندہ حضرات کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔

(۲) ارشاد ربانی ہے:

”لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○“

(پ:۲، سورہ: البقرہ، آیت:۱۷۷)

ترجمہ: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔

(کنزالایمان)

یہ آیت کریمہ جہاں اسلامی عقائد و عبادات کا درس دیتی ہے وہیں معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کا عالمی پیغام دیتی ہے۔ اس آیت کریمہ کے مطابق اصل نیکی یہ ہے کہ انسان ایمانیات کے نتیجہ میں اپنے مال و دولت سے محبت و رغبت کے باوجود اسے معاشرتی اور رفاہی کاموں میں خرچ کرے۔ اللہ تعالی نے اس آیت مقدسہ میں رشتہ داروں، غریبوں، یتیموں، مسکینوں، مصیبت زدوں، لاچار لوگوں کے حق

میں خرچ کرنے کی ترغیب فرما کر اسلام کے تصور رفاہ کو اجاگر فرمایا ہے۔
اور دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے رفاہی امور کے لیے ایک مستقل نظام وضع فرمایا اور سماج و معاشرہ کے ہر پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے ایک لائحہ عمل مقرر فرما کر اہل ثروت حضرات سے اس پہ عمل پیراں ہونے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۰﴾

(پ:۱۰، سورہ:التوبہ، آیت:۶۰)

ترجمہ: زکوۃ تو انھیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کرکے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں ہر قسم کے بے کس و مجبور اور محتاج و پریشان لوگوں کا ذکر کیا گیا اور ایسے لوگوں کے لیے جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ اپنی جامعیت و استیعاب میں تاریخی عوامل کے تحت ہر زمانے میں رونما ہونے والے فقر و احتیاج اور بے کسی و بے چارگی پہ حاوی ہے۔

ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو حاجت مند ہوں، معاشی و اقتصادی طور پر بالکل تباہ حال ہوں، جو غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں، تعلیم و علاج سے محروم ہوں یا سفر پہ قدرت نہ رکھتے ہوں یا دوران سفر اس قابل نہ رہے ہوں کہ آگے سفر کر سکیں، اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں ایسے لوگوں کے لیے اسلام کا بنیادی اصول مقرر فرمایا تاکہ حق داروں کے حقوق اور حاجت مندوں کی ضروریات کو لوگ انفرادی و اجتماعی سطح پر پوری کر سکیں۔

احادیث میں رفاہی کاموں کی ترغیب:

رفاہ عامہ اور خدمت خلق کے حوالے سے سیکڑوں احادیث ملتی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے سانے رفاہی کاموں کی اہمیت کو واضح فرمایا اور انسانوں کی پریشانیاں دور کرنے، ان کے لیے سہولتیں فراہم کرنے اور ان کے کام آنے کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من نفس عن مومن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة ومن يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا و الآخرة والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون اخيه" (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۵۸۱)

ترجمہ: جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالی قیامت میں اس کی تکلیف کا ازالہ فرمائے گا۔ جو شخص کسی مشکل میں پھنسے آدمی کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دیگا۔ اللہ تعالی اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے لوگوں کو دوسروں کی بھلائی کرنے کی ترغیب دلائی اور اس کے ثواب کو بیان فرمایا۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے انسانوں کی خیر خواہی کرنے اور نفع مندی چاہنے والوں کو لوگوں میں سب سے بہتر شخص قرار دیا، آپ فرماتے ہیں:

"خير الناس من ينفع الناس"

(کنزالعمال، ج:۸، ص:۲۰۱)

ترجمہ: لوگوں میں بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

یہ حدیث اگرچہ کلمات کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن معنی و مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر سمندر کو سموئے ہوئے ہے۔ اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے جہاں رفاہی کاموں کی اہمیت کو واضح فرمایا وہیں یہ بھی درس دیا کہ مذہب اسلام میں خدمت خلق اور رفاہی کاموں کا دائرہ کسی ایک فرد یا چند جماعتوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ امت کے تمام افراد اپنی استطاعت کے مطابق اس کے انجام دہی کے ذمہ دار ہیں بعض حضرات سماجی کاموں اور رفاہی خدمات سے صرف بڑے بڑے کام مراد لیتے ہیں اور ان کی ذمہ داری اصحاب ثروت کے سر ڈال دیتے ہیں، حالانکہ اسلام میں خدمت خلق کا دائرہ بہت وسیع ہے جس سے کوئی مستثنی نہیں۔ امیر ہو یا غریب، مالدار ہو یا مفلس ولاچار ہر کسی پہ لازم ہے کہ وہ اپنے معاشرے کے ہر فرد کا بھلا چاہے اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرے۔

(۳) حضور ﷺ نے سماج و معاشرے کی ضروریات کے پیش نظر لوگوں کو نیک کام کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کا حکم فرمایا، تاکہ لوگوں کی ضروریات پوری ہو سکے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

"عن سعد بن عباده قال يا رسول الله ﷺ ان ام

سعد ما تت فأی صدقةافضل قال الماء فحفر بئر ا و قال هذه لام سعد. ”(نسائی،حدیث:٣٤٤٤)

ترجمہ:سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے ان کے لیے کون سا صدقہ بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودوایا اور فرمایا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

اس حدیث پاک میں اگر ہم غور کریں تو ہمارے سامنے یہ بات بالکل عیا ں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا رفاہی نظریہ کتنا بلند ہے۔ اگر میرے آقا ﷺ چاہتے تو کسی اور بھی شیٔ کے صدقہ کا حکم دے دیتے مگر آپ نے پانی کا حکم دیا کیوں کہ اس وقت معاشرے کو پانی کی حاجت تھی اور آپ کا اس کا حکم دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اسلام ایک رفاہی ،فلاحی ،اصلاحی دین ہے جو معاشرے کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے۔ اور اسلام میں سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو سماج کی ضرورت کے پیش نظر کیا جائے۔

رفاہی کام سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں :

جب ہم رفاہی کاموں کا جامع تصور اور وسیع دائرہ سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی اور رفاہی کاموں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ نے انسانوں اور دوسری مخلوقات کی جس قدر خدمت کی، اوران کی بھلائی کے لیے جتنی محنت و مشقت کی اور ان کے لیے تکلیفیں برداشت کیں ہیں دنیا کے کسی مصلح اور مربی نے اتنی خیر خواہی اور بھلائی نہیں کی ہیں ۔آپ نے معاشرے کی فلاح و بہبود اور غربت و افلاس کے انسداد کے لیے صرف لوگوں کو رفاہی کاموں کے کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپنے خود پہل فرمائی اور غریبوں ، مسکینوں ،حاجت مندوں یتیموں ،مظلوموں کی دادرسی فرمائی اور ہر رفاہی کاموں میں حصہ لیا۔ بلکہ آج امت مسلمہ میں خدمت خلق اور رفاہ عامہ کا جتنا کام ہو رہا ہے یہ سارا کام آپ ﷺ کی جامع تعلیمات کا پرتو ہے۔

آپ ﷺ کے خدمت خلق اور چند رفاہی کاموں جھلکیاں :

کعبۃ اللہ کی تعمیر میں حصہ لینا،حلف الفضول میں شرکت ،مسجد قبا کی تعمیر ،مسجد نبوی کی تعمیر ،مواخات بین المہاجرین و الانصار ،صفہ اور اصحاب صفہ کی خدمت ،حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیے باغ لگانا، غزوہ خندق میں اصحاب کرام کی معاونت، مظلوموں کو حق دلانا، حاجت مندوں کی خدمت ،اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دینا، اجتماعی کاموں میں شرکت ،مریضوں کی عیادت کرنا، مہمانوں کی خدمت کرنا، صحابہ کرام کی مالی ضرورتوں کا خیال رکھنا، معاشرتی باتوں کا لحاظ رکھنا وغیرہ۔ آپ ﷺ کے رفاہی کام تاریخ میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہم غلاموں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

یوں ہی اگر ہم صحابہ کرام کی زندگی پر یا خلافت راشدہ ،اموی ،عباسی ادوار کی سماجی خدمات پر نظر ڈالیں تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کی رفاہی تعلیمات کیا ہیں۔ اور اسلام میں خدمت خلق کا کیا مقام ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اتنی مقدار میں کفار و مشرکین کا اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے میں خدمت خلق کا کافی اثر تھا تو یہ بات بے جا نہ ہوگی۔

خدمت خلق اور رفاہ عامہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور دینی فریضہ بھی کیونکہ آج پوری دنیا میں جہاں غربت و افلاس اور بدامنی و بے سکونی پھیلی ہے وہیں اسلام مخالف طاقتوں نے اسلام کو غلط طریقہ سے لوگوں کے سامنے پیش کرکے یہ باور کرانا چاہا ہے کہ اسلام ہمدردی و غم خواری کا مذہب نہیں بلکہ اسلام تشدد پسند مذہب ہے۔ ایسے وقت میں ہمارے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ ہم سماجی خدمات اور رفاہی کاموں کے ذریعہ ہر ایک انسان کا تعاون کرکے اسلام کے اس تصور رفاہ کو پیش کریں اور اسلام کے صحیح رخ کو لوگوں کے سامنے لائیں اور بتائیں کہ اسلام کی نظر میں سماج کا ہر فرد ایک جیسا ہے اور ہر ایک کی پریشانی میں اسلام ہمدردی اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں خدمت خلق اور رفاہی کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

بنارس میں

ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

جناب الحاج ابرار احمد عزیزی

جنرل اسٹور

پیلی کوٹھی،بنارس(یوپی)

تفسیر سورۂ عصر

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

قرآن پاک کی تین سورتیں صرف تین آیات پر مشتمل ہیں، سورۂ کوثر، سورۂ نصر اور سورۂ عصر، سورۂ کوثر اور سورۂ نصر میں رسول اللہ ﷺ کے فضائل و مناقب اور آپ کی مبارک زندگی کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں، جب کہ سورۂ عصر میں ایک کامیاب اور باوقار زندگی گزارنے کے کچھ ایسے رہنما اصول بتائے گئے ہیں جن کے ہوتے ہوئے مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لو تدبر الناس هذه السورة لوسعتهم (۱)۔

یعنی اگر لوگ اس سورت میں تدبر کریں تو یہی ایک سورت ان کے لیے کافی ہوگی، سورۂ عصر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرام جب آپس میں ملاقات کرتے اس سورت کی تلاوت کرتے، پھر سلام رخصت کرکے جدا ہوتے، طبرانی نے المعجم الاوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ملیکہ دارمی سے روایت کی:

كان الرجلان من أصحاب رسول الله ﷺ إذا التقيا لم يفترقا حتى يقرأ أحدهما على الآخر وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ إلى آخرها، ثم يسلم أحدهما على الآخر (۲)۔

یعنی دو صحابہ آپس میں ملاقات کرتے تو جب تک ایک دوسرے کو سورۂ عصر پڑھ کر نہ سناتے جدا نہ ہوتے۔ اس سے سورۂ عصر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اب آئیے اصل سورت کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ یہ سورت ہماری کس طرح راہ نمائی فرماتی ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ زمانے کی قسم، بے شک انسان خسارے میں ہے، لیکن جو ایمان لے آئے اور اچھے کام کیے، ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور صبر کی تلقین کی وہ خسارے میں نہیں۔

سورۂ عصر میں تین آیات، چودہ کلمات اور اڑسٹھ حروف ہیں، قتادہ، مجاہد اور مقاتل کے نزدیک یہ سورہ مدنی ہے جب کہ جمہور مفسرین کے نزدیک مکی ہے۔ سورۂ عصر نزول قرآن کے اعتبار سے ۱۳ ویں، اور ترتیب مصحف کے اعتبار سے ۱۰۳ ویں سورت ہے، یہ سورہ سورۂ تکاثر کے بعد واقع ہے، اور دونوں سورتوں کے مضامین میں اس قدر یکسانیت ہے کہ سورۂ تکاثر کو سورۂ عصر کا مقدمہ اور سورۂ عصر کو سورۂ تکاثر کا تتمہ کہا جا سکتا ہے، کیوں کہ سورۂ تکاثر کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ دنیا طلبی اور ذخیرہ اندوزی میں مصروف ہوکر یاد الٰہی اور فکر آخرت سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں، انھیں اس بات سے بے خبر نہیں ہونا چاہیے کہ سب کو ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے، اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، سورۂ عصر میں فرمایا کہ دنیا کا ہر انسان خسارے میں ہے، اور اس خسارے سے بس وہی لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں جو ایمان لے آئے اور اچھے کام کرتے رہے۔ اس طرح دونوں سورتیں بندوں کو دنیا کے فریب میں آنے سے روکتی ہیں، اور روز آخرت کی تیاری کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔

توضیح وَالْعَصْرِ ۝

کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے، اور اپنے مخاطب کو اعتماد میں لینے کے لیے قسم کا سہارا لیا جاتا ہے، عربی زبان میں قسم کے لیے

(۱)- امام محمد الطاهر بن عاشور، التحرير والتنوير، تفسير متعلقه آیت.

(۲)- امام جلال الدين السيوطي، الدر المنثور في التفسير الماثور، تفسير متعلقه آیت.

استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

مشہور ترین کلمہ واؤ ہے، یہ کلمہ اپنے مدخول کو جر دیتا ہے، اور معنیٔ قسم کا افادہ کرتا ہے، ایسے واؤ کو واؤ قسمیہ کہا جاتا ہے، آیت مبارکہ: وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ کے شروع میں وارد واؤ قسمیہ ہے، کیوں کہ یہ واؤ معنیٔ قسم کا افادہ کررہا ہے، اور اسی کی وجہ سے اس کا مابعد مجرور ہے۔ عصر زمانے کو کہتے ہیں، عصر کی جمع اعصر، اعصار اور عصور ہے، کتب لغت میں عصر کے مختلف معانی مذکور ہیں، مفسرین کرام نے کلمہ عصر کے مفہوم و مراد کی وضاحت کرتے ہوئے بہت سے اقوال بیان کیے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱ – آیت میں نماز عصر کی قسم یاد کی گئی ہے، کیوں کہ نماز پنج گانہ میں نماز عصر کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾۔

نماز پنج گانہ اور درمیانی نماز یعنی نماز عصر کی پابندی کرو، اور اللہ کے حضور اطاعت گزار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔

بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الذي تفوته صلاة العصر كأنما وتر أهله وماله[3].

یعنی جس کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا وہ اپنے مال و اولاد سے محروم ہو گیا۔ نماز عصر کے لیے خصوصی تاکید کی وجہ یہ ہے کہ عموماً لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرتے ہیں، اور دن ڈھلنے کے بعد بیدار ہو کر خرید و فروخت اور دنیوی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں، اسی لیے حکم ہوا کہ ایسی غفلت و لاپرواہی کے وقت میں تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لیے مسجد میں حاضر ہو جاؤ، اور یاد رکھو کہ اگر نماز عصر چھوڑ کر کاروبار میں مصروف رہے تو نہ مال میں برکت ہوگی اور نا ہی اولاد وفادار رہے گی۔

۲ – آیت میں شام کے وقت کی قسم یاد کی گئی ہے، کیوں کہ شام کا وقت، بطور خاص عصر بعد کا وقت بڑا مقدس اور بابرکت ہوتا ہے، سورۂ مائدہ کی ایک منسوخ الحکم آیت میں بعد نماز عصر گواہوں کو حاضر کرنے اور ان سے حلف لینے کا حکم ہے، فرمایا:

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ۔

یعنی دونوں گواہوں کو نماز عصر بعد روک کر قسم لو۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدّد آیات میں مختلف اوقات کی قسمیں یاد کی گئی ہیں، سورۂ فجر میں فجر کی قسم یاد کی گئی ہے، سورۂ مدثر اور تکویر میں صبح کی قسم یاد کی گئی ہے، سورۂ ضحیٰ میں وقت چاشت کی قسم یاد کی گئی ہے، سورۂ شمس اور لیل میں دن کی قسم یاد کی گئی ہے، سورۂ مدثر، تکویر، انشقاق، فجر، شمس، لیل اور ضحیٰ یعنی سات سورتوں میں رات کی قسم یاد کی گئی ہے، جس طرح ان تمام آیات میں مختلف اوقات کی قسمیں آئی ہیں، اور ان سے متعیّنہ اوقات ہی مراد ہیں بالکل اسی طرح آیت مبارکہ: وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾۔ میں بھی شام کی قسم اٹھائی گئی ہے، اور شام کا وقت ہی مراد ہے۔

۳ – آیت میں عصر سے زمانۂ رسالت مراد ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دوسرے تمام زمانوں سے افضل ہے، قرآن کریم میں آپ کی مبارک زندگی سے متعلق مختلف امور کی قسم یاد کی گئی ہے، چناں چہ سورۂ حجر میں آپ کی عمر کی قسم یاد کی گئی، فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾۔

تمھاری زندگانی کی قسم، یہ لوگ اپنی گمرہی میں بھٹک رہے ہیں، سورۂ زخرف میں آپ کی گفتار کی قسم یاد کی گئی، فرمایا:

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

قسم ہے محبوب کی اس دعا کی کہ اے رب! یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

سورۂ بلد میں آپ کے شہر کی قسم یاد کی گئی ہے، فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾

اس شہر کی قسم جب تک آپ اس شہر میں مقیم ہیں۔

جس طرح ان آیات میں آپ کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں کی یاد کی گئی ہے بالکل اسی طرح آیت مبارکہ: وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ میں آپ کے زمانے کی قسم یاد کی گئی ہے۔

۴ – آیت میں مطلقاً زمانے کی قسم یاد کی گئی ہے، کیوں کہ آیت مبارکہ میں الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ مطلق ہے، اس کو نہ کسی اضافت کے ذریعے مقید کیا گیا، نہ کسی صفت کے ذریعے خاص کیا گیا، لہٰذا اس مطلق کو اپنے اطلاق پر جاری رکھتے ہوئے مطلقاً زمانہ مراد لیا جائے گا، علاوہ ازیں زمانہ بجائے خود اللہ رب العزت کی بے پایاں قدرتوں کا ایک عظیم مظہر ہے جس میں ہمہ وقت بے شمار عجائبات کا ظہور ہوتا رہتا ہے، شب و روز کا آنا جانا، ماہ و سال کا گزرنا، ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا

۳ – امام محمد بن اسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب إثم من فاتته صلاة العصر.

گرجنا، بجلیوں کا چمکنا، موسموں کے اختلاف کے ساتھ نوع بہ نوع پھلوں، پھولوں اور فصلوں کا تیار ہونا اللہ کے وجود اور اس کی الوہیت و وحدانیت پر روشن دلیل ہے، اور یہ تمام مظاہر زمانے ہی میں رونما ہوتے ہیں، اسی لیے زمانے کی قسم یاد کی گئی ہے، آیت مبارکہ میں عصر سے زمانہ مراد ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ایک شاذ قراءت میں اس طرح ہے:

والعصر ونوائب الدهر إن الإنسان لفي خسر وإنه لفيه إلى آخر الدهر[4]۔

یعنی زمانہ اور حوادثات زمانہ کی قسم، انسان خسارے میں ہے اور ہمیشہ کے لیے خسارے میں ہے، اس قراءت کی رو سے مذکورہ آیت میں عصر سے مطلقًا زمانہ ہی مراد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

توضیح اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝

اِنَّ: حرف مشبہ بالفعل ہے، یہ معنیٰ تحقیق کا افادہ کرتا ہے، مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے، مبتدا کو نصب اور خبر رفع دیتا ہے۔ الْاِنْسَانَ: اسم جنس ہے، واحد و جمع، قلیل و کثیر، اور مسلم و غیر مسلم پر یکساں طور پر بولا جاتا ہے، انسان پر داخل الف لام استغراق کے لیے ہے، جس کا مفاد یہ ہوگا کہ آنے والے حکم میں سارے انسان برابر کے شریک ہیں۔ لَفِیْ: لام تاکید کے لیے اور فی ظرفیت کے لیے ہے، فی حرف جر ہے، اسی لیے اپنے مدخول کو جر دیتا ہے۔ خُسْرٍ ۝: ربح کی ضد ہے، اس کے معنی نقصان اور ہلاکت کے ہیں، اس پر داخل تنوین تعظیم اور تہویل کے لیے ہے۔ اب ان تمام لغوی توضیحات کی روشنی میں آیت مبارکہ کا معنی ہوگا: بلاشبہ سارے انسان بہت بڑے خسارے میں ہیں۔

واضح رہے کہ انسانوں کے عمومی خسارے کا ذکر إن الإنسان لخاسر، لأخسر وغیرہ کلمات سے بھی ہوسکتا ہے، لیکن ان سب کے بجائے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ کہا، اس کی دو وجہیں سمجھ میں آتی ہیں، ایک تو یہ کہ اس میں فواصل یعنی اواخر آیات کی رعایت ہے، کیوں کہ خاسر، أخسر یا من الخاسرین وغیرہ کہنے سے عصر اور صبر کے ساتھ مطابقت نہیں ہو پائے گی، اسی لیے لَفِیْ خُسْرٍ ۝ فرمایا، دوسرے یہ کہ جو جامعیت و معنویت لَفِیْ خُسْرٍ ۝ میں ہے وہ دوسرے کلمات میں نہیں، کیوں کہ خاسر یا أخسر کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کو خسارہ لاحق ہے، جب کہ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان پورے طور پر خسارے میں گھرا ہوا ہے اور اس کا سفینۂ حیات ہلاکت و خسران کے سمندر میں غوطہ زن ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے خسارے میں ابتلائے خاص و عام کا ذکر کرتے ہوئے پانچ مختلف قسم کے تاکیدی کلمات بیان فرمائے۔ (۱)–قسم کے ذریعے حکم کو یقینی بنایا۔ (۲)–ان حرف مشبہ کے ذریعے مزید تقویت پہنچائی۔ (۳)– الف، لام استغراق کے ذریعے حکم کو عام کیا۔ (۴)–لام کے ذریعے تاکید پیدا کی۔ (۵)– کلمۂ فی کے ذریعے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ سارے لوگ خسارے میں گھرے ہوئے ہیں۔

بظاہر ایک حکم کے لیے اس قدر تاکیدات کی کوئی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی، لیکن اصل معاملہ یہ ہے جب حکم کسی ایک شخص کے لیے ہو، یا زندگی کے کسی ایک گوشے تک محدود ہو تو شک اور انکار کی گنجائش کم ہوتی ہے، لیکن جب حکم عام ہو اور زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہو تو شک، تردد، انکار اور مخالفت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، اور ایسے مواقع پر مقتضائے حال کی رعایت کرتے ہوئے کلام کو مختلف طریقوں سے مؤکد بنا کر پیش کرنا لازم و ضروری ہو جاتا ہے، شاید اسی لیے اتنی تاکیدات کے ساتھ حکم کو موکد کیا گیا۔

یہاں پر ایک اہم سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس عظیم خسارے کا ذکر کیا اس کا تعلق دنیا سے ہے یا آخرت سے؟ اس سلسلے میں مفسرین کرام کی مختلف توجیہات ملتی ہیں، بعض حضرات کے مطابق ان آیات میں دنیاوی خسارے کا ذکر ہے، اور بعض حضرات کے مطابق اخروی خسارے کا ذکر ہے، جب کہ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم نے خسارے کو دنیا یا آخرت کے ساتھ خاص نہیں فرمایا، بلکہ مطلق رکھا، لہٰذا اس حکم کو عام ہی رکھا جائے گا، اور آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ سارے انسان دنیا اور آخرت میں خسارے میں رہیں گے، اور اس خسارے سے بس وہی لوگ محفوظ و مامون رہ سکتے ہیں جن کے اندر اگلی آیت میں بیان کیے گئے چار اوصاف پائے جائیں۔ (جاری)

---

٤ – امام جلال الدين السيوطي، الدر المنثور في التفسير الماثور، تفسير متعلقه آيت.

حضور تاج العارفین کا کامقامِ علم و معرفت

اور اپنے شہزادوں کو عطاے بیعت و خلافت

معین الدین بشر قریشی، گورکھ پوری

حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہٗ کا آستانہ عالمگیر شہرت کا حامل ہے۔ اور اسی شہرت و فیض رسائی خلق کی وجہ سے خانوادۂ اشرفیہ بھی مقبول خاص و عام ہے۔ اسی خانوادے کی معروف و ممتاز شخصیت حضرت مولانا سید شاہ عبدالحئ اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ وجیہ الدین اشرف کا شمار حضور مخدوم سمنانی قدس سرہٗ کے معروف و مقبول سجادگان میں ہوتا ہے۔ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے یہاں حضرت مولانا شاہ عبدالحئ اشرف کی ولادت با سعادت ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ اور ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اعلیٰ تعلیم کے لیے مشہور زمانہ علمی درسگاہ فرنگی محل تشریف لے گئے وہاں چند سال رہ کر سند فضیلت حاصل کی۔

حضرت مولانا عبدالرزاق کان پوری کے تبحر علمی کا چرچا سن کر مزید تعلیم کے لیے آپ کان پور گئے اور مولانا موصوف سے مختلف علوم میں استفادہ کیا۔ بعد حصول علوم عقلیہ و نقلیہ آپ کی طبیعت علم طب کی طرف مائل ہوئی اس کے لیے آپ حیدرآباد کے مشہور طبیہ کالج میں داخل ہوئے اور وہاں سے علم طب میں امتیازی سند لے کر واپس اپنے وطن آئے۔

سید شاہ عبدالحئ علیہ الرحمہ علما و فضلا کے بے حد قدر دان تھے جب بھی علما سے ملاقات ہوتی تو آپ تواضع و اخلاق سے پیش آتے اور اس کا مقصد ان کی صحبت سے استفادۂ علمی ہوتا۔ اوائل عمری سے شاعری سے لگاؤ تھا اور عمر جب بلوغ کو پہنچی تو شوق میں بھی پختگی پیدا ہوئی اور آپ باقاعدہ فکر سخن کرنے لگے۔ شاعری میں آپ نے علامہ سیماب اکبرآبادی سے شرف تلمذ حاصل کیا اور بہت تھوڑی مدت میں آپ کا شمار ایک قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے ہونے لگا۔

آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ وجیہ الدین اشرف نے آپ کو ۱۹۳۵ء میں حضور قدوۃ الکبریٰ مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ کا مسند سجادگی تفویض کیا حضرت مخدوم سمنانی کے جلیل القدر سجادگان کی ایک طویل فہرست ہے مگر اس میں جو نام سب سے نمایاں و ممتاز ہے وہ حضرت سید شاہ عبدالحئ اشرف کا ہے آپ نے اپنے اخلاق عالیہ، خدمت خلق اور سادہ مزاجی کی وجہ سے مرجع خلائق بن گئے۔ علم طب میں مہارت تامہ کی وجہ سے بہت سے مریض بغرض علاج آپ کی خدمت میں آنے لگے اب آپ کو احساس ہوا کہ اپنے معمولات و اشتغال سے وقت نکالنا بھی ضروری ہے۔ (کیوں کہ ایک معالج کی طبی خدمات بھی خدمت خلق ہے) جہاں آپ صاحب سجادہ کی حیثیت سے لوگوں میں مقبولیت رکھتے تھے وہیں ایک طبیب حاذق کی حیثیت سے بھی آپ کا چرچا دور، دور تک ہونے لگا۔ بہت سے مایوس العلاج مریضوں نے آپ کے علاج سے شفا پائی۔

شاہ عبدالحئ اشرف کا گھرانہ آستانۂ مخدوم سمنانی سے نسبت کی وجہ سے طریقت کا گہوارہ مانا جاتا تھا۔ موصوف علم ظاہر میں کامل دستگاہ رکھنے کے باوجود حصول طریقت کا شوق رکھتے تھے مگر رسمی طریقت سے آپ نے اجتناب کیا اور علمی طریقت کی طرف قدم بڑھایا۔ آپ کی اس کوشش اور مزاج کا چرچا خاندان کے اکابر و اصاغر میں ہونے لگا۔ والد گرامی شاہ وجیہ الدین قدس سرہٗ صاحب نظر تھے اپنے فرزند عالی کی اس روش سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے آپ پر خاص توجہ دینی شروع کر دی اور کچھ ہی مدت میں شاہ عبدالحئ صاحب میں آثار و انوار ولایت نظر آنے لگے۔ شاہ صاحب نے جب مسند سجادگی کو زینت بخشی تو آپ کی خانقاہ میں طالبان سلوک و تصوف کا مجمع ہونے لگا۔ تعلیم و ارشاد میں آپ کا انداز بھی دوسروں سے جداگانہ تھا جس میں جیسی استعداد ملاحظہ فرماتے اس کے حسب حال و مزاج اور اد و اشغال بتاتے، فقر و درویشی جو صوفیہ کا طرۂ امتیاز ہے اسے آپ نے اپنے اخلاق و کردار سے ظاہر فرمایا۔

غالباً ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ راقم الحروف سے عالی جناب اقبال حسین ایڈوکیٹ صاحب نے گورکھپور میں بیان کیا کہ میں حضرت مخدوم کچھوچھوی کے عرس مقدس میں برابر حاضر ہوتا اور صاحب سجادہ شاہ عبدالحئ میاں سے میرے عقیدت مندانہ مراسم اور آپ کے دولت کدے پر بھی جاتا رہتا۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ عرس مخدومی میں حاضری کی تیاری کر رہا تھا اپنے احباب جن میں سید صابر حسین (مرحوم) سے میں نے کہا کہ ہم لوگ جب بسکھاری پہنچیں اور اگر آپ رات کے کھانے میں روہو مچھلی بنوا کر کھلائیں تو کیا بات ہوتی مزہ آجاتا۔

ادھر شاہ عبدالحئ اشرف اپنے کاشانۂ ولایت مآب میں حاجت مندوں کی خبر گیری میں مصروف تھے اچانک نشست گاہ سے اٹھے اور گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کسی شخص کو بھیج کر روہو مچھلی منگوا لو اور رات کے کھانے میں مچھلی اور چاول بنا لو گورکھپور سے اقبال وکیل صاحب اور ان کے ہمراہ چند احباب آرہے ہیں یہی کھانا ان لوگوں کو کھلانا ہے۔

اقبال ایڈوکیٹ صاحب کہتے تھے کہ سواری وغیرہ میں دقت پیش آئی اور ہم لوگ عشا کے وقت بسکھاری پہونچے فراغت کے بعد حضرت شاہ عبدالحئ اشرف علیہ الرحمہ نے خود بنفس نفیس دسترخوان لگوایا اور فرمایا وکیل صاحب مچھلی و چاول تناول فرمائیں شاہ صاحب کی بات سن کر مجھے اپنی کہی ہوئی بات یاد آگئی اور میں نے سید صابر حسین صاحب کی طرف غور سے دیکھا

کہ یہ بات یہاں پر سچ ہو گئی۔
اقبال وکیل صاحب اور ان کے قریبی رفقا شاہ عبدالحئ کی روشن ضمیری کے بہت معترف تھے۔ صوفیہ کا ایک خاص وصف اشراق خاطر ہوتا ہے وہ اپنے مخاطب یا معتقد و مرید کے مافی الضمیر کو اپنے نور باطن سے جان لیتے ہیں۔ موصوف کی حیات مبارک میں ایسے صدہا واقعات رونما ہوئے انھیں خوبیوں کی وجہ سے اہل طریقت نے اپنی مجلسوں میں مولانا شاہ عبدالحئ اشرف کو تاج العارفین کے لقب سے یاد کیا اور سچ بھی یہی ہے کہ موصوف میں یہ اوصاف جمیلہ بدرجۂ اتم موجود تھے۔
سید شاہ عبدالحئ اشرف صاحب کا حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ آپ کے مریدین میں متدین لوگ بھی تھے اور صاحب وجد و حال اشخاص بھی تھے صوفی محمد کامل شاہ گورکھپوری نے ایک مجلس میں بتایا کہ میں حضرت تاج العارفین کا مرید ہوں ایک مرتبہ میں نے مرشد گرامی سے پوچھا کہ حضرت ولایت کے حصول کا سب سے آسان راستہ کون سا ہے؟ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحب ان باتوں سے آپ کی جو مراد ہے میں سمجھتا ہوں۔
شاہ عبدالحئ اشرف صاحب اپنے اشراق قلبی سے صوفی کامل شاہ کے خیال پر مطلع تھے مگر آپ نے اخفاے حال کرتے ہوئے حضرت شیخ سراج الدین گنج العلم کی زبان سے اشارہ دے دیا چوں، از وجود خویش بکلی عدم شدم۔ دیدم جمال قدس بہر ذات وصفات
سید شاہ عبدالحئ اشرف علیہ الرحمہ زہد و تقویٰ اور وجد و حال کا ایک پیکر جمیل تھے اسرار درویشی کا برملا اظہار سخت ناپسند تھا۔ رموز تصوف و طریقت کی تعلیم خلوت خاص میں فرماتے تصوف پر جب کبھی گفتگو فرماتے تو یہ جملہ ضرور کہتے کہ مجھے تصوف کی تعریف میں سب سے زیادہ پسندیدہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا یہ قول ہے "التصوف وهو تصفية القلوب باتباع النبي ﷺ" مطلب یہ ہے کہ تصوف صفائے قلب کا نام ہے جو کہ اتباع نبوی کے ساتھ مشروط ہے۔
سید شاہ عبدالحئ اشرف کی زندگی شریعت مطہرہ و سنت نبوی پر کاربند ہونے کی وجہ سے بڑی دلکش و دل آویز نظر آتی تھی اور آپ سے اکتساب فیض کے لیے متشرع لوگوں کے علاوہ اہل جذب و قلندرانہ مشرب کے افراد جوق در جوق امڈتے ہوئے آتے اور گوہر مراد سے بہرہ مند ہو کر لوٹتے۔ ایسی زیبائی و رعنائی کسی صوفی میں کم نظر آتی تھی آج بھی اہل بصیرت و اہل دانش کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

جناب ادریس قریشی تاجر چرم گورکھپور حضور مخدوم سمنانی کے بڑے شیدائی تھے عرس مخدومی کے علاوہ موقع بہ موقع آستانۂ سمنانی پر نیاز مندانہ حاضری دیا کرتے۔ حضرت تاج العارفین کے بڑے مداح تھے ایک بار کا ذکر ہے ہم لوگ گورکھپور سے عرس قدوۃ الکبریٰ میں شرکت کے لیے ساتھ ہی چلے۔ اثنائے سفر کہنے لگے کہ معین الدین صاحب یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ ۲۹ر محرم الحرام کی تاریخ مولانا عبدالحئ اشرف قبلہ خانقاہ معلی کی مجلس سماع میں جلوہ افروز تھے وجد و کیف کا ماحول تھا اس خاکسار کی قلبی کیفیت بھی دگرگوں تھی بعد سماع آپ نے اپنے خاص متوسلین کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا جس میں اقبال حسین ایڈوکیٹ صاحب، سید صابر حسین گورکھپوری عالی مرتبت سعید اختر قدوائی اعظم گڑھی، نیز محترم المقام سید ابو عمیر جیلانی اور عبدالقیوم ڈمراؤں (بہار)، جناب شمیم احمد گونڈوی، قاضی نفیس الحسن عباسی ولد عین الحسن عباسی، (رئیس ٹانڈہ) ضلع امبیڈکر نگر گرامی وقار حافظ غلام رسول صاحب وغیرہم یہ ارشاد سن کر سمجھے کہ شاید عرس کے انتظام و انصرام کی بابت گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔
دریں اثنا شاہ عبدالحئ علیہ الرحمہ نے اپنے سبھی فرزندوں کو بلایا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر ظفر الدین میاں، فخر الدین میاں، بدو میاں وہاج الدین بابو، مظہر الدین میاں اور چھوٹے صاحب زادے معراج میاں کو داخل سلسلہ فرمایا اور نسبت خاندان اشرفیہ بھی تفویض کی جو اس خانوادے کے مشائخ کا دستور ہے۔ بعد بیعت وارشاد اسی مجلس مبارکہ میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی خلافت بھی عطا فرمادی نیز شاہ ظفر الدین میاں کی طرف مخاطب ہوئے اور طرفۃ العین میں اپنے علوم ظاہری و باطنی کا روشن آئینہ بنادیا اور فرمایا بابو ظفر الدین تمھیں خلافت و اجازت بیعت سے نوازا، انہوں نے اپنی تمام اولادوں کو یہ اجازت بھی مرحمت فرمائی تھی کہ اگر وہ چاہیں تو بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری کر سکتے ہیں۔
تاج العارفین کی اسی مخصوص نوازش سے منصب سجادگی اور درگاہ سمنانی کی تولیت جیسے عظیم منصب پر آپ کو فائز کر دیا۔ سید صابر حسین صاحب گورکھپوری اکثر و بیشتر کہتے تھے کہ مولانا ظفر الدین کے رُخ زیبا پر ولایت سمنانی کی نورافشانی اسی مجلس و بخشش کا ثمرہ ہے۔ سید شاہ عبدالحئ اشرف سفر بہت کم کرتے تھے اور بیعت وارشاد کے لیے تو بالکل نہیں کرتے تھے۔ یہ اکتوبر کا مہینہ تھا اور سال ۱۹۶۸ء کا تھا کہ کچھ بنارس کے مریدین کا اصرار ہوا کہ حضرت بنارس تشریف لائیں اور اپنی زیارت و دعا سے نیاز مندان بنارس کو نوازیں آپ سفر سے کتراتے تھے اس کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ معمولات میں فرق آنے کا خطرہ در پیش رہتا ہے اور یکسوئی میں خلل بھی واقع ہوتا ہے۔ بہر کیف لوگوں کے شدید اصرار پر بنارس تشریف لے گئے۔
واقف کاروں کا کہنا ہے کہ تاج العارفین کی طبیعت پہلے بھی کچھ ناساز تھی، قیام بنارس میں اور زیادہ بگڑ گئی اور یہ زیادہ تر قریشی لوگوں سے سننے میں آیا کہ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وہیں آپ کا وصال ہوا۔ زہد و تقویٰ، اخلاق عالیہ اور علم و فضل کا نیر درخشاں قدوۃ الکبریٰ حضرت سید اشرف سمنانی نوراللہ مرقدہٗ کے روضۂ پر نور کے قریب آپ کے مزار کے پائنتی جانب آسودۂ خواب ہے مگر آج بھی ان کا نور طریقت و سوز جگر سلسلۂ اشرفیہ میں جاری و ساری ہے۔ ☆☆☆

انوار حیات

شیخ المعقولات حضرت مفتی محمد شبیر حسن رضوی مصباحی علیہ الرحمہ

حیات و خدمات کے چند تابندہ نقوش

مبارک حسین مصباحی

جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال ۱۱؍ دسمبر ۲۰۱۹ء/۱۴؍ ربیع الغوث ۱۴۴۱ھ بشب جمعرات ۷؍ بج کر ۱۵؍ منٹ پر لکھنؤ ہاسپیٹل میں ہوگیا۔ یہ افسوس ناک خبر پاکر بے پناہ رنج و غم ہوا۔ کلمات استرجاع دہرائے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، حضرت بڑے فضل و کمال بڑی خوبیوں کے حامل شخصیت تھے۔ آپ کا جنازہ لکھنؤ سے قصبہ روناہی ضلع [فیض آباد] ایودھیا لایا گیا۔ اس جانکاہ خبر سے جامعہ اسلامیہ روناہی اور دیگر مدارس اہلِ سنت میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ۱۵؍ ربیع الغوث ۱۴۴۱ھ ۱۳؍ دسمبر ۲۰۱۹ء بعد نماز جمعہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جوار حضرت بابا شرف الدین علیہ الرحمہ ٹیلہ روناہی میں انتہائی غم کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ اور تدفین میں علما، تلامذہ اور عوام و خواص کا جمِ غفیر تھا۔ گرامی وقار حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری دام ظلہ العالی، استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور وصال کی خبر پاکر ہی تشریف لے گئے تھے، بروز جمعہ جامعہ اشرفیہ سے محبِ مکرم حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی، محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد ناظم علی مصباحی، حضرت مولانا حبیب اختر مصباحی، حضرت مولانا مفتی نسیم احمد مصباحی حضرت مولانا ساجد علی مصباحی، حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی شخصیات پر مشتمل ایک قافلہ بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہوگیا

ہمارے بزرگ حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی قابلِ فخر فرزند اشرفیہ تھے، آپ علوم و فنون میں دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ کا تعلق فقہ و حدیث سے تھا، زندگی کے اکثر اوقات میں آپ نے فتویٰ نویسی فرمائی اور قریب باون برس تک آپ نے ایک اعلیٰ مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں، دیگر علوم و فنون میں بھی پڑھنے پڑھانے کا ملکہ حاصل تھا، مگر منطق و فلسفہ اور علمِ کلام میں آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ آپ ایک کامیاب اور بافیض استاذ تھے، آپ کے کثیر باکمال تلامذہ ملک اور بیرونِ ملک مختلف جہتوں سے اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ولادت باسعادت یکم جولائی ۱۹۴۸ء، موضع دیویا لعل متصل بسڈیلہ ضلع [بستی] سنت کبیر نگر [یوپی] میں ہوئی، تعلیم کا آغاز دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ میں ہوا۔ آپ نے وہاں محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، قابلِ صد افتخار استاذ حضرت علامہ اعجاز احمد مصباحی صدر المدرسین تدریس الاسلام بسڈیلہ علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ محمد نعمان اثر قادری مصباحی علیہ الرحمہ سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ، قصبہ روناہی اور دیگر اساتذۂ کرام سے بڑی محنت سے پڑھا۔ آپ نے وہاں ہدایہ، ملا جلال اور میر زاہد وغیرہ اہم کتابوں کا درس بھی لیا اور امتحانات میں کامیابی حاصل فرمائی، اس کے بعد آپ مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، ضلع امبیڈکر نگر [فیض آباد] تشریف لے گئے، وہاں آپ نے مختصر مدت شمس العلما حضرت علامہ قاضی شمس الدین احمد جعفری جون پوری علیہ الرحمہ سے علومِ عقلیہ میں فیض حاصل کیا، اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور آئے اور یہاں آپ نے تفاسیر واحادیث نبویہ اور علوم و فنون میں کمال حاصل فرمایا۔ جامعہ اشرفیہ میں "درجۂ فنون" میں حسب ذیل کتابوں کا درس لیا:

(۱) ملا حمد اللہ شرح سلم (منطق) (۲) قاضی مبارک شرح سلم (منطق) (۳) ملا مبین شرح سلم (منطق) (۴) میر زاہد بر ملا جلال (منطق) (۵) حاشیہ صدرا (فلسفہ) (۶) شمس بازغہ ملا محمود جون پوری (فلسفہ) (۷) تصریح شرح تشریح الافلاک (ہیئت)۔

اساتذۂ کرام میں جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی نور اللہ مرقدہ، مرتبِ فتاویٰ رضویہ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی قدس سرہ، شیخ الادب حضرت علامہ قاضی محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ کے اسماے گرامی بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کی فراغت ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ بحیثیت صدر المدرسین مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ، ضلع بہرائچ یوپی تشریف لے گئے، اس ادارے کے بانی و سرپرست حضرت مولانا مفتی رجب علی قادری علیہ الرحمہ تھے، ایک سال کے بعد آپ کو فتویٰ نویسی کی ذمہ داری بھی دے دی

گئی۔ قریب ۹؍ برس آپ یہاں صدر المدرسین اور بحیثیت مفتی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے جامعہ اسلامیہ قصبہ روناہی ضلع ایودھیا تشریف لے گئے۔ ایک برس کے بعد آپ کو شیخ الحدیث اور صدر شعبۂ افتا کے مناصب مل گئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہات مبذول فرمائیں اور یگانۂ روزگار شخصیات پیدا فرمائیں۔

روحانی تذکار: آپ نیک سیرت اور پابندِ صوم و صلاۃ تھے، کردار کی بلندی کسی بھی انسان کو بلند کرتی ہے۔ آپ ۱۹۶۰ء میں حضور مفتیِ اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔ تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ، انوار المشائخ حضرت سید انوار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی رجب علی قادری علیہ الرحمہ اور گلزارِ ملت حضرت سید گلزار اسماعیل واسطی رزاقی دام ظلہ العالی سے خلافتیں حاصل تھیں۔

قرطاس وقلم کی آبیاری: آپ محقق قلم کار تھے، آپ باضابطہ مفتی تھے، قریب ۱۹۷۰ء سے تادمِ آخر آپ فتویٰ نویسی فرماتے رہے، آپ کے ۷؍ یا ۸؍ رجسٹر ہیں جن کی ترتیب کا کام چل رہا ہے۔ آپ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں فیصل بورڈ کے رکن تھے۔ آپ نے متعدّد موضوعات پر گراں قدر کتابیں، متعدّد درسی کتابوں پر حواشی اور دو ایک کتابوں کی شروحات بھی تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کی ایک کتاب "**امام احمد رضا اور علوم عقلیہ**" ہے۔ اسی عنوان کے تحت آپ کا ایک تحقیقی مضمون سالنامہ "معارفِ رضا" کراچی، پاکستان، شمارہ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ یہ ص:۱۲۱ سے ۱۲۸؍ تک ہے۔ ان آٹھ صفحات میں آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی عبقریت علومِ عقلیہ میں ثابت فرمائی ہے۔

اس مضمون میں حضرت مفتی صاحب نے چار موضوعات پر فلاسفہ و مناطقہ اور مجدد و مفکر امام احمد رضا محدث بریلوی کی فکروں اور فنی تحقیقات کا موازنہ فرمایا ہے۔ نیز فنی علوم و فنون پر ان کی گراں قدر تصانیف و حواشی کی فہرست بھی نقل فرمائی ہے۔ مقالے کے ذیلی عنوانات یہ ہیں:

[۱] تعریف علم کی تحقیقی ترجیحات
[۲] امام احمد رضا کے نزدیک علم کی صحیح تعریف۔
[۳] مقام، تجدید میں تعریف انسان پر امام کا اعتراض۔
[۴] امام کے نزدیک انسان کی صحیح تعریف۔
[۵] امام احمد رضا اور ردِ گردش زمین۔
[۶] بطلان جزءلایتجزی اور امام کا نظریۂ حق
[۷] علومِ عقلیہ میں امام کی تصانیف

حضرت مفتی موصوف علیہ الرحمہ نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں علم کی تعریف، انسان کی تعریف، ردِ گردش زمین، بطلان جزء لا یتجزی، یعنی کل چار موضوعات پر تقابلی جائزہ پیش فرمایا ہے۔ عقل و دانش، فنی و کلامی اور اسلامی و روحانی دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ معروف قدیم فلاسفہ ہوں یا دورِ جدید کے سائنس داں، جہاں جہاں ان کے افکار قرآن و حدیث اور عقل و دانش کے خلاف ہیں، اپنے ان نظریات میں وہ باطل اور غلط ہیں، اور سچی بات بھی یہی ہے۔ ہم ذیل میں صرف ایک بحث کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی امام احمد رضا محدث بریلوی کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام موصوف کو جس علم میں جس حیثیت سے بھی دیکھا جاتا ہے وہ اس فن کے امام بلکہ امام الائمہ نظر آتے ہیں۔ نحو ہو یا صرف، ادب ہو یا معنی و بیان، فقہ ہو یا اصولِ فقہ، حدیث ہو یا اصولِ حدیث، تفسیر ہو یا اصولِ تفسیر، منطق ہو یا فلسفہ، علومِ جدیدہ ہوں خواہ علومِ قدیمہ امام موصوف ان سارے علوم میں مقتدیٰ و امام بلکہ بعض علوم میں موجد و مجتہد نظر آتے ہیں۔ آج تک سارے مناطقہ و فلاسفہ تدقیق کے نام پر جان دیتے رہے، اور فضول تعمقات، لغویات کو تحقیق جانتے رہے حالاں کہ تحقیق جس وصف و کمال کا نام ہے سفہاے فلاسفہ اس سے کوسوں دور رہے۔ آئیے اب مناطقہ و فلاسفہ کی تحقیقات کا جائزہ لیجیے اور ان کے سفہ و جہل کا اندازہ لگاتے ہوئے امام احمد رضا کی فلسفہ و منطق دانی سے موازنہ کیجیے۔" (معارفِ رضا، ص:۱۲۲، شمارہ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء)

"مقامِ تجدید میں تعریفِ انسان پر امام کا اعتراض:

اب آئیے عقلاے روزگار کی تحقیق کو خاص مقامِ تجدید میں ملاحظہ فرمائیے سارے فلاسفہ نے انسانوں کی تعریف کی ہے۔ "الانسان هو حيوان ناطق" انسان حیوان ناطق کو کہتے ہیں۔ اور حیوان کی تعریف کی ہے "هو جسم نامی حساس متحرك بالارادة" حیوان جسم نامی متحرک بالارادہ کو کہتے ہیں اور متقدمین فلاسفہ نے ناطق کی تعریف مدرک کلیات و جزئیات سے کیا ہے۔ منطق کی تمام کتابوں میں انسان وحیوان کی یہی تعریف ملتی ہے۔ انسان وحیوان کی اس تعریف پر متکلمین حضرات نے بہت سے اعتراض قائم فرمائے ہیں لیکن امام علم و فن نے جو معارضات و تحقیقات فرمائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

آئیے مقتداے روزگار امام احمد رضا کی بارگاہ میں اور ان کی

بے مثل تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ اور سفہاے فلاسفہ و مناطقہ کے فضول تعمقات کا امام الفلسفہ والمنطق کی تحقیقات سے موازنہ کریں تاکہ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے کہ یہ حمقائے روزگار فضول تعمقات وتدقیقات کو تحقیقات جانتے تھے اور صرف اصطلاحات منطق و فلسفہ کا انہیں علم تھا,ورنہ علم منطق وفلسفہ جس کا نام ہے اس سے محض جاہل تھے، لاجرم یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگرسفہاے فلاسفہ ارسطاطالیس، بوعلی بن سینا اور محقق طوسی سے لے کر محمود جون پوری تک بلکہ سارے مناطقہ وفلاسفہ اپنے ہوں یا اغیار امام المنطق والفلسفہ سند المحققین کے زمانہ میں ہوتے توان کے سامنے زانوے ادب تہ کرتے اور منطق و فلسفہ کا درس لیتے۔ بلکہ وہ مناطقہ وفلاسفہ جو تدقیقات وتعمقات میں پڑکر جادۂ مستقیم سے منحرف ہوگئے اگر حضرت امام موصوف سے انہیں شرف تلمذ حاصل ہوتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ گمراہ نہ ہوتے۔

”اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”شدت اختلاط وعدم تمائز بحد اتحاد نے سفہاے فلاسفہ کو دھوکا دیا جو ہمیشہ تدقیق کے نام پر جان دیتے اور فضول تعمقات کو تحقیق جانتے ہیں۔ وہ بھی کہاں خاص مقام تحدید میں۔ انسان کی تعریف حیوان ناطق کر بیٹھے حالاں کہ حیوانیت بدن کے لیے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق و مدرک روح ہے بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں خلط ہے۔ جسم نامی متحرک بدن ہے اور حساس و مرید [ارادہ کرنے والا] روح۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی، ج:۲، ص:۶۴،۶۵، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)

اور آگے فرماتے ہیں:

”انسان کی حقیقت اس وقت تک فلاسفہ کو معلوم نہیں۔ انسان کی تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق اور حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ سے اور ناطق کی تعریف مدرک کلیات وجزئیات سے، اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے۔ ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں، گھوڑا حیوان صاہل (ہنہنانے والا جانور) گدھا حیوان ناہق (رینکنے والا جانور) انسان حیوان ناطق (کلام کرنے والا جانور)۔

انھوں نے ناطق کا معنی مدرک کلیات و جزئیات گڑھے جسے اصلاً زبان عرب مساعد نہیں! خیر یوں ہی سہی۔ انسان نام بدن کا ہے، یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموعے کا۔ اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن، دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک۔ سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولاحیوان کا مجموعہ لا حیوان ہوگا اور ناطق ولاناطق کا مجموعہ لاناطق ہوگا۔ غرضے کہ واقع میں کوئی ایسی شے نہیں کہ جس پر حیوان ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے خود ان کا اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز۔

تنت زندہ بجانِ جاں نہانی   تو از جاں زندۂ جاں راندانی

(حوالۂ سابق، ج:۲، ص:۶۵،۶۶)

امام [احمد رضا] کے نزدیک انسان کی صحیح تعریف:

فرماتے ہیں:-

”حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی۔ اس لیے اولیا فرماتے ہیں: ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ“ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا۔ یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب معرفت رب ہولے۔“

(حوالۂ سابق، ج:۲، ص:۶۶)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”سائل نے سوال کیا کہ کیا حضور! حیوانات بھی ناطق ہیں؟ ارشاد فرمایا: بلاشبہ۔ پھر سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ انسان کو اور حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی۔ ناطق ہی انسان کی فصل ہے اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال؟ ارشاد فرمایا، یہ تمیز کسی کے نزدیک ہے، جاہل فلاسفہ، حمقا کے نزدیک ہی جاہل شئ ناطق ہے۔ شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں، نص ہے: قالوا انطقنا الله الذي انطق كل شيءٍ۔ اعضاء کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شے کو ناطق کردیا۔ اور نصوص کا ان کے ظواہر پر عمل واجب، بلاضرورت ان میں تاویل باطل ونا مسموع۔“ (ایضاً، ج:۴، ص:۹۱)

سبحان اللہ امام علم فن نے جس طرح سفہاے فلاسفہ کی، کی ہوئی تعریف کو عقلاً باطل فرمایا، اسی طرح یہ بھی ثابت فرمادیا کہ سفہائے روزگار کی، کی ہوئی انسانوں کی تعریف شرعاً بھی باطل وعاطل ہے۔“

حکمت و فلسفہ کے مباحث پر مشتمل ایک اہم کتاب موسوم بہ **”جَوَامِعُ الحِکَم“** ہے ناشر: مکتبہ علیمیہ، ایس ایس پیلس، مہندوال چوراہا، خلیل آباد، کبیر نگر، اشاعت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء۔

”عرض مؤلف“ ایک صفحہ پر مشتمل ہے، اس میں حضرت مفتی موصوف علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”اب بحمدہ تعالیٰ اور اس کے فضل واحسان سے حکمت و فلسفہ کے اہم مباحث پر مشتمل کتاب مسمّٰی بہ ”جوامع الحکم“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں نے اس میں مسائل فلسفہ کو آسان لفظوں میں بیان

کرنے کی کوشش کی ہے اور حکمت وفلسفہ کے سبھی گوشوں پر روشنی ڈالی ہے، حکمتِ عملی کے مباحث سے فلسفہ کی عامہ کتب خالی ہیں۔ اس کتاب میں اس کے سبھی گوشوں پر کلام کیا گیا ہے، کچھ جدید سائنس کے نظریات بھی بیان کیے گئے ہیں اور فلسفہ کے وہ مسائل جو شریعتِ مطہرہ سے متصادم تھے، ان کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے اور ضرورت کے مطابق ان کا قدرے رد بھی کر دیا گیا ہے۔ اور اسلامی صحیح نظریات بھی پیش کر دیے گئے ہیں۔" (ص:۶)

اپنی "تقریظِ جلیل" میں فاضلِ اشرفیہ ادیبِ شہیر حضرت علامہ مفتی محمد اسلم بستوی شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم انوار القرآن، بلرام پور لکھتے ہیں:

"بسڈیلہ اور اس سے متصل موضع دیوریا لال و دیگر ذیلی دیہات جس نے ایک سے ایک ذہین وفطین علما وفضلا، ادیب وشاعر، رائٹر ایسے پیدا کیے کہ جن کی شہرت کو ہندوستان کی سرحد سمیٹ نہیں سکی۔ آج بھی یہاں کے کچھ علما ایسے ہیں جن کی قابلیت اپنی نظیر آپ ہے، ان میں سرِ فہرست حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب رضوی، شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ روناہی ضلع فیض آباد ہیں۔ جو ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین محقق، عظیم فلسفی اور لائق تحسین فقیہ ہیں جن کی زندگی کے بیش تر ایام درس وتدریس اور اسلامی تحقیق وجستجو میں گزر رہے ہیں، وہ آج بھی ایک طالب علم کی طرح کتابوں میں غرق رہتے ہیں، ان کی یہ محنت طالب علمی کے زمانے سے مشہور ہے اور آج بھی جاری ہے، یہ بالکل سچ مقولہ ہے کہ "آدمی زندگی بھر طالب علم ہی رہتا ہے۔"

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

"زیرِ نظر کتاب "جَوَامِعُ الْحِکَمْ" دو جمعوں کی اضافت کے ساتھ مجمع البحرین کا درجہ رکھتی ہے جو یونانی حکمت وفلسفہ کے نہر سے گزرتی ہوئی اسلامی عقائد وکلام کے آبشار تک پہنچتی ہے۔ "جوامع الحکم" مفتی صاحب موصوف کے کارناموں میں وہ شاہکار تحقیقی کارنامہ ہے جس میں انھوں نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ اسلامی مقاصد و مآل تک قاری کو غیر محسوس طریقے سے پہنچادیا ہے، فللہ در المصنف۔" (ص:۳۰)

حکمت وفلسفہ کے تاریخی اور تحقیقی رموز واسرار کے بعد آپ لکھتے ہیں:

"اس تحریری کام کو مفتی صاحب موصوف نے جس ڈھنگ اور ڈھب سے آگے بڑھا رہے ہیں، وہ مسلمانوں کی نئی نسل اور علما وطلبہ کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ مفتی صاحب موصوف کا یہ کارنامہ انھیں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

جسم تو خاک ہے اور خاک میں مل جائے گا
میں بہر حال کتابوں میں ملوں گا تم کو

۲۵ر محرم الحرام ۱۴۴۶ھ" (ص:۵)

۱۳۶ر صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی کتاب معلومات کا خزانہ ہے، اس میں "تقریظ جلیل" کے بعد وقیع مضامین ہیں، فلسفۂ قدیم کی کسی قدر تاریخ، نامور فلاسفہ کے تذکار اور ان کے بعض مذعومات وخرافات ہیں۔ اسلام اور علم کلام کی روشنی میں ان کی تردیدات ہیں، حضرت مفتی صاحب نے محققین کے دلائل کی روشنی میں ان کے باطل نظریات چودھویں کے چاند کی طرح بے نقاب کر دیے ہیں۔ قرآن واحادیث کی روشنی میں حق پورے طور پر واضح فرمادیا ہے، ذیل میں ہم صرف ایک بحث نقل کرتے ہیں۔

مباحث عقول عشرہ:

"فلاسفہ دس عقلوں کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اَلْوَاحِدُ لَا یَصْدُرُ عَنْهُ اِلَّا الْوَاحِدْ یعنی واحد سے ایک ہی شئ وجود میں آسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی واحد ہے اور وہ بھی ایسا واحدِ حقیقی ہے یعنی ہر اعتبار سے ایک ہی ہے کہ تعددِ جہات بھی نہیں رکھتا لہٰذا اس سے ایک ہی شئ یعنی عقل اول صادر ہوئی، اس نے صرف عقل اول کو بنایا پھر معاذ اللہ معطل ہو گیا، عقل اول نے عقل ثانی اور نواں آسمان بنایا، اور عقل ثانی نے عقل ثالث اور آٹھواں آسمان بنایا اور عقل ثالث نے عقل رابع اور ساتواں آسمان بنایا اور عقل رابع نے عقل خامس اور چھٹا آسمان بنایا، اور عقل خامس نے عقل سادس اور پانچواں آسمان بنایا اور عقل سادس نے عقل سابع اور چوتھا آسمان بنایا، جس پر آفتاب ہے اور عقل سابع نے عقل ثامن اور تیسرا آسمان بنایا اور عقل ثامن نے عقل تاسع اور دوسرا آسمان بنایا اور عقل تاسع نے عقل عاشر اور پہلا آسمان بنایا، جس پر ماہتاب وقمر ہے، پھر عقل عاشر نے ساری دنیا گڑھ ڈالی اور یوں ہی ہمیشہ گڑھتی اور بناتی رہے گی اس لیے فلاسفہ اس کو عقل فعال کہتے ہیں۔

عقل فعال: عقل فعال فلاسفہ کے یہاں عقل عاشر کو کہتے ہیں وہی کائنات عالم کے لیے علت وسبب ہے جس طرح اس عالم میں ایک چیز دوسری چیز سے بنتی ہے اور ایک شئ دوسری شئ کے لیے سبب ہوتی ہے حالانکہ فاعل حقیقی اور بخشندۂ وجود اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح عقل فعال جو عالم عقول میں ایک جوہر مجرد عن المادہ ہے وہی مادہ اور روح وغیرہ دیگر کائنات کے لیے علت وسبب ہے، اسی لیے فلاسفہ اس کو عقل فعال کہتے ہیں۔ [جوامع الحکم، ص:۷۰]

یہ ہیں فلاسفہ کے باطل نظریات، حضرت مفتی موصوف علیہ الرحمہ نے اسلام کے حقیقی حقائق سپردِ قلم فرمائے ہیں، انھیں پڑھیے ور حضرت علیہ الرحمہ کو دعا دیجیے

نوٹ: یہ سب نظریات غلط اور باطل ہیں اور شریعت اسلامیہ اور مذہب کے بالکل خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ساری اشیا اور چیزوں کا خالق ہے، قرآن مقدس میں ہے، اللہ خالق کل شئی فاعبدوہ. اللہ ہی ساری چیزوں کا پیدا فرمانے والا ہے، لہٰذا اسی کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ کا غیر کوئی خالق نہیں، اس کا ارادۂ پاک ساری کائنات و سارے عالم رنگ و بو میں موثر ہے، اس کے سوا نہ کوئی خالق ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی موثر ہو سکتا ہے، موثر حقیقی اور فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کا ارادۂ ازلیہ کائنات عالم میں موثر ہے و بس۔ بغیر اس کے حکم کے کوئی ذرہ نہیں ہلتا اور نہ ہل سکتا ہے، یہ دنیا و کائنات و بزم ہستی سب اس کے وجود پاک کی تجلیاں ہیں جو اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر دال ہیں اور یہ دنیا دار الاسباب ہے اور اسباب فی نفسہ قطعًا کچھ موثر نہیں، ان میں اس کی تاثیر سے اثر پیدا ہوتا ہے۔ جب چاہے تو اثر پیدا ہو اور جب نہ چاہے تو کچھ اثر نہ ہو۔" [جوامع الحکم، ص: ۷۰، ۷۱]

آپ کی تیسری اہم تصنیف **"الحواشی النافعۃ"** ہے۔ در اصل فلسفۂ قدیم کی ایک اہم کتاب "ہدایۃ الحکمۃ" ہے، جس کے مصنف ہیں شیخ اثیر الدین مفضل بن عمر الابہری [م: ۶۶۰ھ]، اس کی گراں قدر شرح فرمائی ہے، حضرت علامہ عبد الحق خیر آبادی علیہ الرحمہ [ولادت ۱۲۴۴ھ/ وصال: ۱۳۱۶ھ] ان کے حواشی بنام "الحواشی النافعۃ" تحریر فرمائے ہیں حضرت مفتی شبیر حسن مصباحی بستوی علیہ الرحمہ نے۔

ہمارے ممدوح محشی علیہ الرحمہ دیگر علوم کے ساتھ علمِ کلام اور منطق و فلسفہ میں بھی یکتائے روزگار تھے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں مجلسِ برکات کا قیام درس نظامی کی باضابطہ اشاعت کے لیے کیا گیا ہے جس سے اب تک مکمل مروجہ درس نظامی کی اشاعت ہو چکی ہے۔ حضرت مفتی موصوف کی حیثیت ایک معقولی عالم ربانی کی تھی، اس لئے ارباب مجلس برکات نے "شرح ہدایۃ الحکمۃ" کے مفید حواشی کے لیے آپ کا انتخاب کیا، آپ نے رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ میں آغاز فرمایا اور محرم الحرام ۱۴۲۳ھ میں اس کی تکمیل فرما دی۔ یہ تحشیہ نگاری آپ نے فرصت کے اوقات میں فرمائی۔ ہمارے استاذ گرامی وقار محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی مصباحی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ دامت برکاتہم العالیہ نے باضابطہ نظرِ ثانی فرمائی۔ متعدّد مقامات پر حذف و اضافہ اور تہذیب و تصویب فرمائی، حضرت مفتی محشی کے احوال میں ہے:

"وبعد تمام العمل وتقديمه إلى مجلس البركات اعاد النظر عليه حضرت الشيخ عبد الشكور العزيزي المصباحي، نائب شيخ الحديث بالجامعة الأشرفية، وزاد حذف وهذب وصوب بمواضع شتىٰ وكان جديرا به"

(شرح هداية الحكمة، ص:۸)

۲۳۶ر صفحات پر مشتمل یہ کتاب مجلسِ برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہو چکی ہے۔ باقی کتابیں آپ کی یہ ہیں:

[۴] توضیحاتِ کبریٰ، اردو۔ [۵] حاشیۂ کبریٰ، اردو۔ [۶] الجواہر المنظم شرح مسلم الثبوت [۸] مختصر حالات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

چند اہم فضائل: حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن رضوی مصباحی اپنے تمام فضائل و کمالات کے ساتھ واعظ و مناظر بھی تھے، آپ کی تقریر سننے کا ہمیں بھی شرف حاصل ہوا ہے، سلطان التارکین، قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کے سجادہ نشیں معین المشائخ شیخِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ ہیں، حضرت صاحبِ سجادہ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد ہیں، آپ ہر سال ۲۵ر محرم الحرام کو پہلے دن کے عرس میں مدعو فرماتے تھے، اس عرس میں ہمیں بھی رہنا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مصروفیت کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب کا ناغہ بھی ہو جاتا تھا، ماشاءاللہ! حضرت علوم و فنون کے بحرِ ذخار تھے، یہ رنگ ان کی تقریر میں بھی نظر آتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب پہلے مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ کے فقہی سیمیناروں میں بھی تشریف لاتے تھے، حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے عرس میں بھی جلوہ گر ہوتے تھے اور برسوں پہلے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سالانہ امتحان لینے بھی تشریف لاتے تھے، خود ہمیں بھی جامعہ اسلامیہ قصبہ رونا ہی حاضر ہونے کا اتفاق ہوا ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت سے ملاقات کا شرف بار بار حاصل ہوا، مسکرا کر ملنا، دلچسپ گفتگو فرمانا اور علمی مواقع پر سنجیدہ کلام فرمانا آپ کا وطیرہ تھا، جامعہ اسلامیہ کے منیجر حضرت مولانا قاری جلال الدین رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، نائب سربراہ محبِ مکرم حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ اور جانشین گرامی وقار حضرت مولانا محمد ارشد صاحب اور دیگر اہلِ خانہ کو ہم تعزیت پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حضرت کے درجات بلند فرمائے اور تمام پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

نقوشِ عظمت

حافظِ ملت

صدہاہزاراں احترام وعظمت کے پیکر

منظور احمد خاں عزیزی

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

"اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱" (یٰس: ۲۱)

ان کی پیروی کرو جو تم سے اجرت کا سوال نہیں کرتے اور وہ بذات خود ہدایت یافتہ ہیں۔

اور سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ" (لقمان:۱۵)

اور ایسے شخص کے راستے کے پیروکار بنو جو میری طرف رجوع ہو۔

مرشدی جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یقیناً ایک ایسی ذات ستودہ صفات ہستی ہیں جن کی صبح و مسا اور زندگی کے تمام عادات و اطوار قابلِ اتباع ہیں۔ آپ کی زندگی تعیشات اور تکلفات سے بری ہے۔ یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آپ کو حیات ظاہری میں دیکھا ہے اور پرکھا ہے، اس لیے کہ حضور سیدی حافظ ملت دنیا میں، قال اللہ، قال الرسول کے پیغام ابدی کو نظری اور ملّی دونوں طرح سے پیش کرنے کی خوبو رکھتے رہے اور یقیناً جس کا مطمحِ نظر یہ ہوتا ہے وتعیّشات اور تکلفات سے ماورا ہوتا ہے۔ کیا ہی خوب کہنے والے نے کہا ہے۔

تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں۔

ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
حسن محتاج کب ہے زیور کا

برادرے خواجہ تاش علامہ بدر القادری دام ظلہٗ علینا نے آپ کے لیل و نہار کے احوال اور زندگی کے محرکات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر "حیات حافظ ملت" نامی کتاب امت مسلمہ کو عطا کی ہے۔ بلاریب یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضور حافظ ملت کی تصویرکشی مشین نہ کرسکی مگر علامہ بدر القادری صاحب نے لفظوں اور کلمات کے پیکر میں حضور جلالۃ العلم کا عکس جمیل کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ کتاب مذکور میں حافظ ملت کی زندگی کے مکمل حالات کے ساتھ ان کے کمالات، اوصاف خصوصیات، افکار و نظریات، تعلیمات وارشادات، اجازت واسانید علمی و دینی اسفار، سفر آخرت، ملفوظات، احوال و آثار، مکتوبات، کتابیات اور آپ سے متعلق شخصیات کے احوال بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ کتاب مذکور ہر اس شخص کے لیے قابل مطالعہ ہے جو حضرت کے نقوش حیات کو مشعل راہ بنانے کا عزم رکھتا ہو۔

خیر الاذکیاء حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ کا مقدمہ کتاب مذکور پر ہے جس نے اس کتاب میں چار چاند لگادیے بلکہ یوں کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ حضرت مصباحی صاحب نے اسے دوآتشہ بنادیا ہے۔ اور آپ کی تقدیم نے سارے مضامین کی تصدیق کا کام کردیا ہے۔ چنانچہ آپ رقم طراز ہیں:

"حافظ ملت ایک جہان کمالات و محاسن کا نام ہے، ان کی زندگی کا گلستان متنوع اور رنگ برنگے پھولوں سے مزین ہے۔ ان کی حیات کا ہر میدان سوانح نگار سے طویل جستجو اور لمبی جادہ پیمائی چاہتا ہے، وہ صرف ایک متبحر عالم یا ایک بلند پایہ مدرس یا ایک باکمال خطیب ہی نہ تھے کہ صرف ایک جہت کمال کی تفصیلات رقم کرکے سوانح نگار اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوپائے، بلکہ

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

علامہ قمر الزماں اعظمی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

خدائے قدیر و جبار نے اس محسن ملت کو ایسی قدر جو ہر شناس نگاہ بخشی تھی، وہ زمین پر پڑے ہوئے ناتراشیدہ پتھروں کے اندر پوشیدہ جواہر کو پہچان لیتے تھے اور زمین سے اٹھاکر اس تربیت گاہ میں لے جاتے تھے جہاں سے نکلنے والے ہمیشہ ارباب علم فضل سے خراج

استاذ جامعہ اسلامیہ، سلطان پور

تحسین وصول کرتے رہیں گے۔(حافظ ملت:۳۳۵)

حافظ ملت کے ساتھ اگر الجامعۃ الاشرفیہ کا تذکرہ نہ ہو تو ایسے ہی ہے کہ جیسے گلاب کی رعنائیوں کو تو بیان کیا جائے مگر اس کے خوشبو کو نظر انداز کر دیا جائے۔ یقیناً الجامعۃ الاشرفیہ حافظ ملت کا مقصد زندگی ہے، اسی لیے جب وہ بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں جہاں ایک سچے عاشق کے دل کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ۔

پیش نظر وہ نو بہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے، ہاں یہی امتحان ہے

یقیناً دل تو بارگاہ نبوی میں سجدہ ریز ہے مگر زبان الجامعۃ الاشرفیہ کو دربار نبوت میں نذرانۂ حیات کے طور پر پیش فرماتی ہے اور حضور سرورِ کائنات ﷺ اسے قبول و منظور بھی فرما لیتے ہیں۔ چنانچہ قطب مدینہ حضرت ضیاء الملت والدین شاہ ضیاء الدین مدنی خلیفۂ امام احمد رضا قدس سرہما کی مجلس خاص میں قطب مدینہ کی زبان سے خدمات اشرفیہ کو سراہا جاتا ہے۔خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی اشاعت پر مبارکباد حضور حافظ ملت قبول کرتے ہیں اور اسی مجلس میں جناب الحاج سیٹھ عبد الرؤف صاحب ڈھائی ہزار کا نذرانہ دار العلوم اشرفیہ کے لیے پیش فرماتے ہیں، اس واقعہ کو حافظ ملت نہایت رقت انگیز شادمانی کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور فرماتے یہ الجامعۃ الاشرفیہ کی بارگاہ رسول میں مقبولیت کی دلیل ہے کہ میرے سرکار نے اشرفیہ کے لیے سب سے پہلا چندہ دلوایا تو اب تعمیر ہو کر رہے گی اس کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی اس لیے کہ اب یہ میرے مدینے والے سرکار کی مرضی ہے اور یہ ان کا کرم اس کی تعمیر، ترقی اور بقا کا ضامن ہے۔

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں آئیں
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

قاری ملت حضرت علامہ قاری محمد شبیر احمد عزیزی سابق شیخ الحدیث جامعہ عربیہ سلطان پور کی زبان سے حقیر نے متعدد بار یہ سنا ہے کہ حضور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمان علیہ الرحمہ والرضوان رئیس اڑیسہ یہ فرماتے تھے کہ حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کی تاسیس و تعمیر کر کے قوم کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت دینی کا معقول انتظام کر دیا جس کے لیے حافظ ملت صد تحسینات کے مستحق ہیں، حافظ ملت کے افکار و مقاصد امام احمد رضا کے ترجمان اور صدر الشریعہ امجد علی اعظمی رحمہم اللہ کے علوم کے وارث وناشر و نگہبان ہیں۔ یقیناً آپ جدھر سے گزرے باطل کے خیموں میں کہرام مچا اور حق کا غلغلہ بلند ہوا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی باد بہاری نے مردہ قلوب واذہان کو نئی زندگی فراہم کر کے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ اقبال شاعر مشرق فرماتے ہیں۔

ہزار چشمے تیرے سنگ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر

حافظ ملت کی ذات محمود الصفات کے تقوے، طہارت اور تعمیر امت کے نقوش کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ آپ کی وہ عظیم شخصیت ہے کہ گفتار سے زیادہ کردار میں اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں۔

جب وہ نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

هل جزاء الإحسان الا الاحسان کے تحت ایسے محسن ملت کو خراج عقیدت وتحسین پیش کرنا فرائض ملی میں سے ایک عظیم فریضہ ہے مگر اس نسخہ کو وہی اپنا سکتا ہے جس کے دل میں مسلک وملت کا درد ہو گا کیوں کہ آپ کی ذات نے ہمیشہ اپنے نجی مفادات کو ملی و دینی مفادات پر قربان کیا ہے۔ چنانچہ ایک بار کا واقعہ ہے چند جانثاروں نے عرض کیا کہ حضور موسم گرما میں بغیر ہوا کے آپ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ بجلی لگوا کر روشنی کے ساتھ ساتھ پنکھے کا بھی انتظام کر دیں تا کہ حضرت کو گرمیوں میں آرام ملے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ فقیر کو اس طرح کی کسی شئ کی حاجت نہیں۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر پنکھے سے ایک سے زیادہ آدمیوں کو آرام ملے وہ اچھا ہے یا صرف ایک شخص کا آرام اچھا ہے، ان لوگوں نے کہا کہ حضور زیادہ لوگوں کو آرام ملے وہ اچھا اس پر آپ نے فرمایا: جو پنکھا میرے لیے لگانا چاہتے ہیں اسے مسجد میں لگوا دیجے تا کہ زیادہ لوگوں کو یعنی نمازیوں کو ہوا اور آرام ملے۔

درویشانہ ومومنانہ شان کی جھلک ملاحظہ ہو: کسی موقع پر حضرت کا رہائشی مکان جو خستہ تھا، اس کا تذکرہ ہوا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے مسلمانوں کے لیے جنت کے محل تعمیر کرائے ہیں، اب ہم چند روز کے لیے دنیا کے گھر کی فکر میں پریشانی کیوں مول لیں۔ عصر حاضر میں حضور حافظ ملت کی بارگاہ قدس میں سچی نذر یہ ہو گی کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا ہر طرح سے تعاون کیا جائے۔

وما توفيقنا الا بالله العزیز الحمید وصلى الله تعالیٰ علیٰ حبیبه الرؤف الرحیم.

☆☆☆☆

طرزِ حیات

حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ
حیات و خدمات

محمد صدام حسین رضوی

سرزمین ہندوستان بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے جو ہمیشہ علما، فضلا، صلحا، صوفیا اور اولیاے کرام کا مخزن و محور رہی ہے، جن کی ضیا بار کرنوں سے چار دانگ عالم منور و مجلیٰ ہے اور تا حین قیامت روشن و تابناک ہوتا رہے گا، جنھوں نے اپنی پوری زندگی خدمت دین متین میں وقف کر دی تھی اور بے شمار گم گشتگان راہ کو شریعت و طریقت کی راہ پر گام زن کر دیا نیز جنھوں نے بہت سے ایسے افراد و اشخاص کو پیدا کیا جو ہر چہار جانب اپنے علمی و روحانی فیضان لٹا رہے ہیں اسی سلسلے کی ایک سنہری، روشن و تابناک اور درخشندہ کڑی جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی ثم مبارک پوری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہیں۔

آپ آفاقی فکر و نظر کے حامل، پرعزم حرکت و عمل کی چلتی پھرتی تصویر، جہد مسلسل سعی پیہم اور اخلاص و وفا کے پیکر جمیل علم و حکمت کے بحر بیکراں، عمل و کردار کے سیل رواں اور بے شمار گوناگوں خوبیوں اور فضائل و کمالات کے جامع کامل تھے۔

اسم گرامی: عبدالعزیز، لقب: حافظ ملت،

والد گرامی: حضرت حافظ غلام نور علیہ الرحمہ۔

سلسلۂ نسب: عبدالعزیز بن حافظ غلام نور بن مولوی عبدالرحیم علیہم الرحمۃ والرضوان۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء بروز دوشنبہ مبارکہ کو قصبہ بھوج پور، ضلع مراد آباد، یوپی میں ہوئی۔

خاندانی پس منظر: آپ کے جد امجد حضرت مولوی عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت درجہ پابند صوم و صلاۃ تھے، والد ماجد حضرت حافظ غلام نور علیہ الرحمہ ایک باخدا درویش، نہایت دین دار، متبع سنت، احکام شرع پر کاربند اور صوم و صلاۃ کے سخت پابند تھے، بڑے جید حافظ قرآن اور عاشق رسول تھے، اٹھتے بیٹھتے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے، والدہ ماجدہ بھی احکام دین حنیف کی پابند، غریب پرور تھیں۔

آپ کے والد ماجد حضرت حافظ غلام نور علیہ الرحمہ کی شروع سے ہی تمنا اور آرزو تھی کہ آپ ایک اچھے عالم دین بن کر دین متین کی خدمت کریں، اسی لیے قصبہ بھوج پور میں جب بھی کسی بڑے عالم دین کی آمد ہوتی تو اپنے صاحب زادے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو ان کے پاس لے جاتے اور عرض کرتے: حضور! میرے اس بچے کے لیے دعا فرمادیں، وہ دعا دیا کرتے تھے۔ (حافظ ملت نمبر، ص: ۷۰-۷۱)

جد امجد کی پیشین گوئی: حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا بیان ہے: والدہ ماجدہ نے بارہا فرمایا کہ تمھاری ولادت دوشنبہ مبارکہ کو ہوئی، پڑوس کی عورت یہ کہتی آئی پیر آیا ہے۔ اس وقت تمھارے دادا بیمار تھے، صاحب فراش تھے، انھوں نے اس عورت کو ڈانٹا اور فرمایا: خبر دار! اس کا نام عبدالعزیز ہے، میں نے اس کا نام عبدالعزیز اس لیے رکھا ہے کہ دہلی میں خاتم المحدثین حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ بڑے بلند پایہ عالم گزرے ہیں یہ میرا بچہ عالم ہوگا، دادا کی دعا سے مجھے علم ملا۔ (حوالہ سابق، ص: ۶۷)

ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن: آپ نے ابتدائی تعلیم ناظرہ، حفظ قرآن مجید کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت حافظ غلام نور علیہ الرحمہ سے کی، جب کہ فارسی کی ابتدائی کتب بھوج پور اور پیپل سانہ ضلع مراد آباد میں ہی رہ کر پڑھیں اور کچھ گھریلو حالات کے پیش نظر تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا، اور قصبہ بھوج پور ہی میں مدرسہ حفظ القرآن میں مدرس مقرر ہوئے اور وہاں کی بڑی مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دینے لگے۔

کچھ عرصے بعد حالات بدلے اور والد ماجد کی خواہش اور جد امجد کی پیشین گوئی پوری ہونے کا سامان یوں پیدا ہوا کہ حضرت علامہ عبدالحق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، طبیب حاذق مولانا حکیم محمد شریف حیدر آبادی علیہ الرحمہ علاج و معالجہ کے سلسلے میں بھوج پور میں تشریف لانے لگے اور جب بھی آتے تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی اقتدا

میں نماز ادا کرتے ،ایک دن کہنے لگے:آپ قرآن مجید تو بہت عمدہ پڑھتے ہی ہیں اگر علم طب پڑھنا چاہتے ہیں تو میں پڑھادوں گا،آپ نے جواب دیا:میرا ذریعۂ معاش امامت اور درس و تدریس ہی ہے اور پھر روزانہ مرادآباد سے آنا جانا میری استطاعت سے باہر ہے،حکیم صاحب نے کہا:آپ ٹرین سے مرادآباد چلے جایا کریں اور سبق پڑھ کر بھوج پور سے واپس آجایا کریں،اخراجات کی ذمہ داری میں اٹھاتا ہوں والدماجد نے بھی اس کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:روز کا آنا جانا مناسب نہیں ،لہٰذا مرادآباد میں ہی رہ کر تعلیم مکمل کرو۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ: حکیم صاحب نے آپ کی ذہانت و قابلیت کو دیکھتے ہوئے کہا: میری مصروفیات کثیر ہیں اور آپ کو پڑھانے کے لیے مجھے مزید مطالعہ کرنے کا وقت نہیں ملتا، لہٰذا اب آپ تعلیم جاری رکھنے کے لیے جامعہ میں داخلہ لیجیے، چناں چہ حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے ۱۳۳۹ھ کو تقریبًا ۲۷ ربرس کی عمر میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لے لیا،اور تین سال تک بڑی محنت اور جفاکشی کے ساتھ تعلیم حاصل کی ، مگر اب علم کی تشنگی شدت اختیار کر چکی تھی جسے بجھانے کے لیے کسی بحر بیکراں کی تلاش وجستجو تھی۔

اتفاق سے ۱۳۴۲ھ میں آل انڈیا سنی کانفرس مرادآباد میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے مشہور و معروف اور نامور علماے کرام تشریف لائے جن میں حضور صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ بھی شریک جلسہ ہوئے تھے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے موقع غنیمت دیکھ کر آپ کی بارگاہ میں درخواست کی توآپ نے فرمایا:شوال المکرم سے اجمیر شریف آجائیں ،مدرسہ معینیہ میں داخلہ دلواکر تعلیمی سلسلہ شروع کرادوں گا۔

اسی سال آپ اپنے چند ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ اجمیر شریف پہنچے،جن میں امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے،چناں چہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے سب کو جامعہ معینیہ اجمیر شریف میں داخلہ دلوادیا،تمام درسی کتابیں مدرسین پر تقسیم ہوگئیں مگر حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ ازراہ شفقت ومحبت اپنی تمام مصروفیات سے فارغ ہوکر تہذیب،اصول الشاشی کا درس دیا کرتے اور علم منطق کی مشہور کتاب ”حمداللہ“ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے معاشی پریشانی اور ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھنے کا ارادہ کیا اور دورۂ حدیث پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ نے شفقت ومحبت بھرے انداز میں فرمایا: آسمان زمین بن سکتا ہے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے لیکن آپ کی ایک کتاب بھی رہ جائے ایسا ممکن نہیں ،چناں چہ آپ نے ارادہ ملتوی کردیا اور پوری دل جمعی کے ساتھ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر منازل علم طے کرتے رہے،بالآخر استاد محترم حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ کی نگاہ فیض سے ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے دورۂ حدیث مکمل کی اور دستار ہوئی۔

اساتذۂ کرام: آپ نے جن جلیل القدر اساتذۂ کرام سے اکتساب علم کیا اور جن کی نگاہ فیض سے آسمان علم و فن کے درخشندہ و تابندہ ستارہ بن کر چمکے ، ان میں سے چند مشاہیر اساتذۂ کرام کے اسماے گرامی حسب ذیل ہیں:

والدماجد حضرت حافظ غلام نور، مولوی عبدالحمید بھوج پوری، مولوی حکیم مبارک اللہ، حکیم محمد شریف حیدرآبادی، حضرت مولانا عبدالعزیز خاں فتح پوری، حضرت مولانا اجمل شاہ سنبھلی، حضرت مولانا وصی احمد سہسرامی، حضرت مولانا حافظ سید حامد حسین اجمیری، حضرت صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان۔

(حیات حافظ ملت،ص:۶۲۔۶۳،ملتقطاً)

بیعت وارادت: حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ {متوفیٰ: ۱۳۵۵ھ} کے دور طالب علمی ہی سے معتقد تھے،زمانہ طالب علمی ہی میں آپ حضور اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے،قیام مبارک پور کے دوران حسب سابق حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کی آمد ہوئی توآپ کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔(حافظ ملت نمبر،ص:۵۲۳)

نیز آپ کو اپنے مشفق استاد محترم حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

اکابر اہل سنت کا ادب واحترام: آپ خود باادب تھے اور یہی جوہر آپ نے اپنے فرزندوں اور تلامذہ میں منتقل فرمایا، آپ کو اپنے استادو شیخ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ سے دلی محبت والفت تھی، جب بھی نام لیتے تو نہایت ادب و احترام سے حضرت صدر الشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمۃ فرماتے، سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ

یا اکابر اہل سنت میں جب کسی کا ذکر فرماتے تو تعظیم و توقیر اور احترام سے آپ کی گردن خم ہو جاتی اور ان کی محبت میں آپ کی آنکھیں نمناک ہو جاتیں۔(حیات حافظ ملت، ص:۷۵۷)

مبارک میں آمد حضور حافظ ملت: حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے پوری زندگی اپنے علاقہ سے دور رہ کر دین متین کی خدمت میں گزار دی، وہابیت و دیوبندیت نے موقع کا فائدہ اٹھا کر پورے علاقہ کو مکدر کر دیا، سنیت کا لہلہاتا چمن مرجھانے لگا، اس لیے اجڑے دیار کی آباد کاری اور خزاں رسیدہ چمن کی سبزہ زاری کے لیے آپ نے اپنے شاگرد رشید حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو یہ ذمہ داری سپرد فرمائی۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"شوال المکرم ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ نے خط بھیج کر مجھے وطن سے بریلی شریف بلایا، خط میں کوئی تفصیل نہیں تھی، وہاں پہنچا تو فرمانے لگے: میرا ضلع بالکل خراب ہو گیا، دیوبندیت بڑھ رہی ہے، اس لیے میں آپ کو دین کی خدمت کے لیے بھیج رہا ہوں، میں نے عرض کیا: حضور! میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا، فرمایا: میں نے آپ سے ملازمت کے لیے کب کہا ہے؟ میں تو خدمت دین کے لیے کہہ رہا ہوں، آپ ملازمت سمجھ کر جائیے بھی نہیں، میں چپ ہو گیا تو فرمانے لگے: میں آپ کو دین کی خدمت کے لیے مبارک پور بھیجتا ہوں، جائیے، میں چلا آیا۔(حوالہ سابق، ص:۷۱)

درس و تدریس: آپ ۲۹؍ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ کو مبارک پور پہنچے اور مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم واقع محلہ پرانی بستی، مبارک پور میں تدریسی خدمات میں مصروف ہو گئے، ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کے طرز تدریس اور علم و عمل کے چرچے عام ہو گئے اور تشنگان علم کا ایک سیلاب امنڈ آیا، جس کی وجہ سے مدرسے میں جگہ کم پڑ گئی اور ایک بڑی درس گاہ کی ضرورت محسوس ہوئی، چناں چہ آپ نے اپنی جد و جہد سے ۱۳۵۳ھ میں دنیائے اسلام کی ایک عظیم درس گاہ کی تعمیر کا آغاز گولہ بازار میں فرمایا، جس کا نام تارک السلطنت حضرت سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ کی نسبت سے دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم رکھا گیا، جامعہ اشرفیہ کے فارغین اسی قدیم نام کی نسبت سے "مصباحی" کہلاتے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کا قیام: دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کی عمارت طالبان علوم نبوت کے لیے ناکافی ثابت ہو رہی تھی، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنی بلند نگاہی اور مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ یہ طے کیا کہ قصبہ سے باہر نکل کر وسیع خطہ زمین پر علم کا ایک شہر بسایا جائے، چناں چہ اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے کافی وسیع و عریض زمین خریدی گئی، ۱۹۷۲ء میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری بریلوی، سید العلما حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہما الرحمہ اور دیگر علما و مشایخ کے مقدس ہاتھوں اس کی سنگ بنیاد رکھی گئی اور اس کا مختصر نام "الجامعۃ الاشرفیہ" تجویز ہوا۔

آج جامعہ اشرفیہ مبارک پور سورج کی ہر نئی کرن کے ساتھ ترقی کی ایک نئی منزل طے کر رہا ہے، اس لیے کہ اس کی تعمیر و ترقی میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا خون جگر اور بزرگوں کی دعائیں شامل ہیں۔

وقت کی پابندی: آپ وقت کے انتہائی پابند اور قدرداں تھے ہر کام اپنے وقت پر کیا کرتے تھے، مثلاً آپ اپنے محلہ کی مسجد میں ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتے تھے، تدریس کے اوقات میں اپنی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دیتے تھے، آپ ہمیشہ تہجد کی نماز پابندی سے ادا فرماتے تھے، رات کو کتنی ہی تاخیر سے سوتے مگر فجر کے لیے بیدار ہو جاتے تھے، آپ کی کبھی فجر کی نماز قضا نہ ہوتی۔

علم و فضل: حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے گوناگوں خوبیوں کا مالک بنایا تھا، جہاں آپ ایک ماہر مدرس و معلم تھے وہیں عظیم مفکر، مدبر، فقیہ، مفسر، محدث، مناظر، مصنف، مقرر، شخصیت ساز، صوفی، ولی کامل، عاشق رسول، محسن ملت، قائد ملت، ناصر ملت، امین ملت، آبروے ملت اور حافظ ملت تھے۔

تصنیفات: آپ تحریر اور تصنیف و تالیف میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، آپ نے مختلف عناوین پر مختلف کتابیں تحریر فرمائیں۔ جن میں سے مشہور و معروف حسب ذیل ہیں:

[۱] معارف حدیث [۲] ارشاد القرآن [۳] الارشاد
[۴] المصباح الجدید [۵] العذاب الشدید [۶] انباء الغیب
[۷] فرقۂ ناجیہ [۸] حاشیہ شرح مرقات۔

وصال پر ملال: آپ کی وفات یکم جمادی الاُخرہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱؍ مئی ۱۹۷۶ء کو بوقت رات ۱۱؍ بج کر ۵۵؍ منٹ پر ہوئی، آپ کی آخری آرام گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے صحن میں قدیم دار الاقامہ {عزیزی ہاسٹل} کے مغربی جانب واقع ہے۔ ☆☆☆

حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے اخلاق و محاسن

مولانا محمد عارف رضا نعمانی

تعلیمات نبوی میں سے ایک اہم تعلیم شفقت و محبت کی تعلیم ہے۔ جس پر سرکار دو عالم ﷺ نے خود عمل کر کے لوگوں کو بتایا کہ ''جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

اللہ عزوجل کے نیک بندے اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں پر سختی کے ساتھ کاربند رہتے ہیں اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ انھیں بندگان خدا میں سے ایک نام حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت ۱۳۱۲ھ۔۱۸۹۴ء/وصال ۱۳۹۶ھ۔۱۹۷۶ء) کا نام بھی آتا ہے۔ جنھوں نے اپنی پوری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی اور سنت نبوی پر عمل کر کے گزاری اور تعلیمات نبویہ کی نشر و اشاعت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ ایک جلیل القدر عالم تھے۔ آپ کے علم کا اندازہ کچھ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خاص شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی شاگردی نے حافظ ملت کو علم و عمل کی بلندیوں پر پہنچادیا۔ آپ ایک بلند پایہ محدث تھے اور اچھے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز فقیہ بھی تھے۔

حضور حافظ ملت ایک اچھے عالم ہونے کے ساتھ اخلاق حسنہ کے پیکر بھی تھے۔ چھوٹوں پر بے پناہ شفقت فرماتے، بڑوں کی خوب عزت کیا کرتے، مہمان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے، خواہ مہمان، طالب علم ہی کیوں نہ ہو۔ طالب علموں سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے۔

اگر کوئی طالب علم غلطی کرتا تو اسے گدھا، بیوقوف، بدھو کہنے کی بجائے بڑے ہی پیار بھرے لہجے میں فرماتے "ارے جنتی"۔
(حیات حافظ ملت ص ۳۱۱)

حضور حافظ ملت اپنے استاذ زادے مولانا قاری محمد رضا المصطفیٰ امجدی کراچی کا بڑا احترام کرتے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ پاکستان سے جب میں گھر (گھوسی، انڈیا) پہنچتا تو مجھ سے ملنے کے لیے دوسرے ہی روز حضرت (حافظ ملت)، قادری منزل تشریف لاتے۔ بارہا میں نے درخواست کی کہ حضور میں تو خود حاضر ہونے والا تھا تو فرماتے مجھے خود آکر ملاقات کرنے سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔
(حیات حافظ ملت، صفحہ ۳۱۰، بحوالہ حافظ ملت نمبر، ص ۴۴۶)

ایک بار آپ کو نصیحت کرتے ہوئے ایک مکتوب میں فرمایا کہ ''عزیز محترم! ماشاءاللہ! آپ عقیل و فہیم ہیں آپ کو کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے مگر محبت قلبی اتناعرض کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اپنے مقصد پر نظر رکھتے ہوئے حضرت والد ماجد صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے طرز عمل کو معمول بنائیں۔ (حیات حافظ ملت۔ ص ۱۴۵)

یہ تھی استاذ زادے پر آپ کی شفقت اور محبت اور اس کے علاوہ آپ تمام طلبہ پر یکساں عنایت فرمایا کرتے تھے۔

علامہ حافظ عبدالرؤف صاحب آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ حضور حافظ ملت کے دست و بازو اور قدم قدم پر رفیق و معاون رہے۔ آپ کا انتقال حافظ ملت کی حیات میں ہی ہوگیا۔ وصال پر کچھ اس طرح تعزیت فرمائی ''وہ میرے دست و بازو تھے۔ اس لیے ان کے انتقال کے بعد میں بہت مایوسی کا شکار ہوا، لیکن قدرت الٰہی نے میری رہبری و یاوری فرمائی پھر ذہن میں آیا کہ یہ دنیا کارگاہ عمل ہے۔ یہاں کتنے عظیم سے عظیم اور کتنے بڑے سے بڑے مدبر و منتظم آئے اور چلے گئے'' پھر فرماتے ہیں ''حافظ عبدالرؤف صاحب کے انتقال سے عبدالعزیز کے بازو ٹوٹ گئے۔ عبدالرؤف عبدالعزیز تھے اور عبدالعزیز عبدالرؤف تھے۔''
(سابق۔ ص ۱۳۷)

ان الفاظ سے ایک استاذ کی شاگرد پر شفقت و محبت اور بھروسے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ محبت و عنایت کے ساتھ ساتھ طلبہ جس رتبے کے لائق ہوتے اسے وہ رتبہ بھی دیتے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کو شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی سے بڑی محبت تھی۔ جب کسی وجہ سے شارح بخاری تعلیم حاصل کرنے کے لیے میرٹھ چلے گئے، تو سرکار حافظ ملت کو بڑا افسوس ہوا، اور فرمایا

"شریف الحق" چلا گیا۔ جب حضرت شارح بخاری نے حافظ ملت کی بارگاہ میں معذرت کا خط لکھا تو حضرت نے اس طرح جواب دیا آپ کے چلے جانے کا بے حد افسوس ہے میں ملاقات سے محروم ہوں مگر دعائے خیر کرتا ہوں آپ جہاں کہیں بھی رہیں محنت اور لگن سے پڑھیں۔ (معارف شارح بخاری ص ۲۱۲۔ بحوالہ حیات حافظ ملت ص ۱۵۱)

آپ شارح بخاری علیہ الرحمۃ سے بے حد محبت فرماتے اور آپ کے علم و فضل پر بڑا اعتماد کرتے تھے اور کبھی کبھی مستفتی صاحبان کو فتوی لینے کے لیے آپ کی طرف رجوع کراتے۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا شمار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے۔ حافظ ملت کو آپ پر بڑا ناز تھا۔ آپ تحریک اشرفیہ کے سرگرم معاون اور پر خلوص مشیر رہے۔ ایک موقع پر جلسۂ عام میں حضور حافظ ملت نے ارشاد فرمایا تھا کہ "اگر عبد العزیز کو اللہ تعالیٰ اتنی دولت عطا فرمادیتا تو میں اپنے ارشد کو سونے سے تول دیتا۔" (حیات حافظ ملت ص ۱۵۵)

ایک بار حافظ ملت نے بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی کے بارے میں جلسہ عام میں فرمایا "ہمارے مفتی صاحب بحر العلوم ہیں یہاں لائبریری (اشرفی دار المطالعہ) میں جتنی کتابیں ہیں مفتی صاحب ان سب کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ (مولانا محمد عبد المبین نعمانی)

مولانا قاری محمد یحییٰ مبارکپوری ایک باصلاحیت عالم ہونے کے باوصف بہترین اور خوش الحان قاری بھی تھے۔ آواز میں بے انتہا کشش تھی چنانچہ حافظ ملت اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے قاری محمد یحییٰ جیسا قاری ہندوستان میں نہ پایا"۔ (سابق، ص ۱۵۸)

مولانا عبید اللہ خان اعظمی ایک جلسے کا ذکر کرتے ہیں، جس کی صدارت حافظ ملت فرما رہے تھے۔ جس میں آپ نے الفاظ و تراکیب کے گل بوٹوں سے سجی سنوری تقریر کی۔ جب حافظ ملت کی صدارتی تقریر شروع ہوئی تو حافظ ملت نے مولانا اعظمی کے بارے میں فرمایا کہ "ماشاء اللہ حافظ عبید اللہ صاحب تقریر کی مشین ہیں"۔ (سابق، ص ۳۱۴)

قاضی مولانا محمد شفیع اعظمی طالب علم پر حافظ ملت کی مہربان فطرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

"ہر استاذ صرف اپنے ذہین محنتی اور وفاشناس شاگردوں پر شفیق ہوتا ہے، لیکن حافظ ملت کی خصوصیت یہ ہے کہ غبی سے غبی، بدھو سے بدھو اور بیگانہ سے بیگانہ شاگرد بھی انہیں اتنا ہی عزیز تھا، جتنا ذہین سے ذہین، قابل سے قابل اور قریب سے قریب شاگرد"۔

آپ شاگردوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ مدرسے سے طلبہ کا اخراج آپ کی طبیعت پر بہت شاق گزرتا تھا، آپ فرماتے تھے کہ مدرسے سے طلبہ کا اخراج بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی باپ اپنے کسی بیٹے کو عاق کردے یا جسم کے کسی بیمار عضو کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ طلبہ سے اور ان کی زندگیوں سے آپ کو بے حد محبت تھی، کیوں کہ آپ سے طلبہ کی بربادی نہیں دیکھی جاتی اور آپ طلبہ پر پدرانہ شفقت فرماتے۔ طلبہ کی خبر گیری کرتے۔ بیمار پڑنے پر ان کی عیادت کرتے۔

اسلامی اداروں میں عموماً عید قرباں کے موقع پر کچھ طالب علم مدرسہ میں ہی رک جاتے ہیں۔ فرزندان اشرفیہ بھی ایسے موقعے سے کچھ مدرسے میں ہی رک جاتے ہیں۔ لیکن حضرت کی موجودگی میں کسی کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین سے دور وادی غربت میں عید کے لمحات گزار رہے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے روز حضرت کا معمول تھا کہ موجود تمام طالب علموں کو دعوت دے کر خود ان کی ضیافت فرماتے اور ٹہل ٹہل کر کھلانے پلانے کا کام خود انتظام کر دیا کرتے، چیزیں ختم ہونے پر دوبارہ پھر دینے کی کوشش کرتے، اس ضیافتی سرگرمی کے موقع پر حضرت طلبہ کو کوئی زحمت نہیں دیتے۔ سرپرستی کا ایک نمایاں انداز یہ بھی تھا کہ حضرت آج کے روز تمام طلبہ میں ایک ایک روپیہ بھی تقسیم کیا کرتے تھے۔ تاکہ طلبہ کے ذہن اس معمول کی یاد سے پریشان نہ ہو سکیں جسے ان کے والدین نبھائے رہتے ہیں۔ (حیات حافظ ملت، ص ۲۰۲)

خلاصہ یہ کہ حافظ ملت کی طلبہ نوازی خلوص محبت اور حسن اخلاق کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کے شاگرد رشید علامہ محمد احمد مصباحی بیان فرماتے ہیں کہ " دور طالب علمی میں ایک بار میں اشرفیہ میں بیمار پڑا کسی طرح حضرت کو معلوم ہو گیا۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ حضرت خلاف معمول نیچے میرے کمرے میں تشریف لا رہے ہیں۔ قریب آئے۔ حال پوچھا۔ ہدایت کی اور دعا دے کر تشریف لے گئے"۔ (سابق ص ۱۸۴)

حضرت حافظ ملت کی یہ شفقت و ہمدردی جامعہ اشرفیہ کے تمام طلبہ کے لیے عام تھی۔ اس قسم کے ایک دو نہیں سیکڑوں واقعات ہیں جن سے حضرت کی اخلاقی جامعیت اور حسن سلوک کی ہمہ گیریت ثابت ہوتی ہے۔ مدرسے کے نادار طلبہ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ طلبہ کو مثل اولاد سمجھتے تھے۔ ایسا ہی سلوک آپ اپنے اہل محلہ اور پڑوسیوں کے ساتھ بھی فرماتے۔ آپ کی زندگی سنت نبوی کی آئینہ دار تھی۔ آپ کی زندگی آج بھی امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆☆

این. آر. سی. اور سی. اے. اے. اہلِ ہند کے لیے مفید یا مضر ایک جائزہ

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر وبصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

فروری ۲۰۱۰ء کا عنوان	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت شعاری
مارچ ۲۰۱۰ء کا عنوان	فرضیتِ حج کے باوجود عمرہ کرنا یا کرتے رہنا—ایک شرعی جائزہ

احتجاجی تشدد پر دوہرا سلوک کیوں؟

از: مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی، gmnaimi@gmail.com

حقوق انسانی کے عالمی منشور میں حقوق اقلیت (Rights of minorities) میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ: ”سارے انسان وقار اور حقوق میں برابر ہیں۔“

ہمارے ملک میں بھی دستور ہند کے بنیادی حقوق کے تحت اقلیتوں کے مذہب، زبان اور نسل و تعلیم کی حفاظت و برابری کا اعلان کیا گیا ہے۔ قانون کی رو سے حکومت کسی بھی طرح کا امتیاز نہیں کر سکتی۔ اسی لیے ملک کے حکمران ہوں یا عہدے داران، دستور (constitution) پر حلف اور دستور کی حفاظت کا عہد لیتے ہیں۔ لیکن آزادی کے بعد سے ہی ملک میں نفاذِ قانون پر دوہرا معیار اپنایا گیا۔ قوانین کا اطلاق اقلیت و اکثریت کے پیمانے پر ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اقلیتیں اور خصوصاً مسلمان ہر میدان میں اسی امتیازی تفریق کا شکار ہوتے رہے۔ نوبت یہاں تک آ گئی کہ اب حکومتی اہلکار کھلے عام ظلم و زیادتی پر اتر آئے ہیں۔ حالیہ وقت میں متنازعہ شہریت قانون سی اے اے (CAA) کے خلاف ملک کی عوام نے بلا تفریق مذہب احتجاج کیا۔ احتجاجی دائرہ جب مسلم اکثریتی علاقوں میں پہنچا تو کئی احتجاجی مظاہرے پر تشدد ہو گئے۔ جس میں جان و مال کے ضیاع کے ساتھ عوامی املاک کا بھی نقصان ہوا۔

یہ بات بھی نوٹ کیے جانے لائق ہے کہ جن صوبوں میں غیر بی جے پی پارٹیاں برسرِ اقتدار ہیں وہاں لاکھوں افراد کے مظاہرے بھی پر امن اور تشدد سے پاک رہے لیکن بی جے پی زیر اقتدار ریاستوں میں محض سو دو سو افراد کے مظاہرے بھی تشدد کی زد میں آ گئے۔ پُر تشدد مظاہروں میں اتر پردیش سرِ فہرست ہے۔ صوبے کے دار الحکومت لکھنؤ سمیت سنبھل، نہٹور (بجنور) مظفر نگر، رامپور، امروہہ، ہاپوڑ، علی گڑھ، میرٹھ، کانپور وغیرہ میں جم کر تشدد ہوا۔ اسی تشدد کا سہارا لے کر پولیس انتظامیہ نے کھل کر مذہبی تعصب اور مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مظاہرین پر گولیاں چلائیں جس کے باعث قریب ۲۰ افراد شہید ہو گئے۔ ظلم پر ظلم یہ کہ مسلمانوں پر ہی دنگا و فساد کے مقدمے دائر کر کے ہزاروں افراد کو گرفتار کیا گیا۔ اب انہیں مظلوموں پر عوامی املاک کی بربادی کا الزام لگا کر ہرجانہ وصولی کے نوٹس جاری کیے جا رہے ہیں۔

چند بڑے احتجاجی تشدد:

بھارت میں احتجاجی مظاہروں کا پر تشدد ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ بھارت کی کچھ قوموں کے احتجاج کا مطلب تشدد اور لوٹ مار ہی ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اُن سب مظاہرین کا تعلق ہندو قوم سے ہوتا ہے اِس لئے لاکھوں کروڑوں کا نقصان اور پولیس کا جم کر پٹنا

بھی میٹھی گولی کی طرح ہضم کرلیا جاتا ہے۔ لیکن اگر مظاہرین مسلمان ہوں تو یہی پِٹی ہوئی پولیس ایک دم سے بہادر ہوجاتی ہے۔ ایک نظر پچھلے چند سالوں کے احتجاجی مظاہروں پر ڈالتے ہیں تاکہ موجودہ احتجاجی تشدد پر واویلا مچانے والوں کا اصلی چہرہ سامنے آسکے !!

مئی ۲۰۱۵ء میں راجستھان کی گوجر برادری نے رِیزَرویشن کی مانگ کو لیکر احتجاج شروع کیا۔ ان مظاہرین نے ریلوے ٹریک اور بس اڈوں پر سات دنوں تک قبضہ جمائے رکھا۔ ۲۰۸ ٹرینیں رد کی گئیں، ۱۴۱ ٹرینوں کے روٹ بدلے گئے۔ جس کے باعث قریب ۲۰۰ کروڑ کا نقصان ہوا۔

فروری ۲۰۱۶ء میں ہریانہ کے جاٹوں نے ریزرویشن کو لیکر احتجاج شروع کیا۔ امیدوں کے مطابق احتجاج تشدد میں بدل گیا۔ ۷ ریلوے اسٹیشنوں کو تباہ کر دیا گیا، جس کے باعث ۸۰۰ ٹرینیں رد کرنا پڑیں۔ کئی بس اڈوں اور سرکاری دفتروں میں آگ لگادی گئی۔ سڑکوں کو کھود کر گڈھے بنادئے گئے۔ 1000 سے زیادہ گاڑیاں ۵۰۰ سے زائد دکانیں نذر آتش کردی گئیں۔ کئی شاپنگ مالس میں آگ لگائی گئی۔ بھارت پاکستان کے مابین چلنے والی سمجھوتا ایکسپریس کو روکا گیا۔ سونی پت میں مال گاڑی میں آگ لگائی گئی۔ جیند میں سابق وزیر ستیہ نارائن کے ساتھ مار پیٹ کی گئی۔ گنور ایس ڈی ایم (SDM) کی گاڑی کو آگ لگائی گئی۔ دہلی کو پانی سپلائی کرنے والی منف نہر کو بند کر دیا گیا۔ جسے آرمی نے جاکر کھلوایا۔ مسافروں کے ساتھ لوٹ مار اور خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی تک واقعات ہوئے لیکن حکومت وانتظامیہ کانوں میں تیل ڈالے سوتی رہی۔

رام رحیم نامی بابا کو زنا و قتل کیس میں سزا سناتے ہی ڈیرا بھکتوں کے احتجاج میں جم کر بوال ہوا۔ آج تک اور ٹائمز ناؤ نیوز چینل کی اوبی وین پھونک دی گئیں۔ پنجاب کے مانسا اور ملوٹ ریلوے اسٹیشن پر آگ لگا دی گئی جس کے باعث فیروزپور ڈویژن کی ۱۲۴ ٹرینیں رد ہوئیں۔ فاضلکا اسٹیشن پنجاب میں فیروزپور ڈپو کی بس کو نذر آتش کیا گیا۔ سنگرُور میں بجلی گھر کو ہی آگ لگادی گئی۔ پنچکولہ ہریانہ میں ۱۰۰ سے زیادہ گاڑیوں میں آگ لگادی گئی۔ ذرا سوچیں !! ہفتے بھر تک گوجر مظاہرین ریلوے اسٹیشن اور بس اڈوں پر اودھم مچاتے رہے۔ ۹ دنوں تک جاٹ قوم کے فساد وآگ زنی کے واقعات میں قریب ۳۴ ہزار کروڑ کا نقصان ہوا۔ اس احتجاجی تشدد کے نقصان کی بھرپائی کے لیے ہریانہ حکومت نے "نیشنل ڈزاسٹر مینج مینٹ اتھارٹی" (NDMA) سے ایک ہزار کروڑ روپے کی امداد مانگی تاکہ عوامی املاک کی مرمت و تعمیر کرائی جاسکے۔

رام رحیم کے ڈیرا بھکتوں نے ہفتوں تک سڑکوں پر تشدد مچایا۔ ہفتوں تک عوامی نقل وحمل بند رہی، سڑکوں کو کھودا گیا، اسٹیشنوں کو تباہ کیا گیا لیکن حکومت اور پولیس والوں کی ہمت نہیں ہوئی کہ مظاہرین کو قانون کی طاقت کا احساس کراتے۔ مگر یہی پولیس مسلمانوں کو دیکھتے ہی گولی بندوق سے بات کرتی ہے۔ اس پولیس کی بندوق اور ہمت نہتے مسلمانوں پر کام کرتی ہے۔ حالانکہ اُس وقت ہریانہ وراجستھان میں اسی بی جے پی کی حکومت تھی مگر تب بی جے پی کو اپنا فرض، اور عوامی املاک کی تباہی کا خیال نہیں آیا!!

لیکن یوپی اور دہلی میں اسی بی جے پی کے اشاروں پر پولیس کا انتہائی ظالمانہ چہرہ سامنے آیا۔ جس کے لئے تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

تشدد کی وجوہات اور پولیس کی سفاکیت:

آئین کی دفعہ (۱)۱۹ کے تحت حکومت کے کسی بھی قانون سے عدم رضامندی کا اظہار ہر بھارتی شہری کا آئینی اور بنیادی حق ہے۔ اس کا جمہوری طریقہ احتجاجی مظاہرہ بھی ہے۔ سی اے اے (CAA) مخالف مظاہرین میں عدم اعتماد اس وقت پیدا ہوا جب پولیس نے قریب تمام ہی اضلاع میں دفعہ ۱۴۴ لگاکر ہر قسم کے احتجاج پر پابندی عائد کردی۔ جس کے باعث عوامی غصہ مزید بڑھ گیا۔ اس کے علاوہ کچھ اسباب یہ ہیں:

احتجاجی جلوسوں کو جابجا روک کر پولیس اہلکاروں نے نہایت سخت زبانی اور بدکلامی کا مظاہرہ کیا، نتیجتاً مظاہرین اور پولیس میں ٹکراؤ ہوا۔ پر امن جلوسوں میں بعض ایسے اجنبی افراد بھی مظاہرین میں داخل ہوئے جنہوں نے تشدد کا آغاز کیا۔ ایک وائرل ویڈیو میں بی جے پی کے جھنڈے والی گاڑی سے مظاہرین پر پتھراؤ کیا گیا، جس سے مظاہرین بھڑک گئے۔

اکثر مقامات پر پولیس نے مظاہرین سے ذرا بھی انسانی لب و لہجہ میں بات نہیں کی بلکہ بدکلامی کرتے ہوئے "مقدمہ کرنے اور ہاتھ پیر توڑ دینے" جیسی غیر دستوری زبان استعمال کی۔ انہیں وجوہات کی بنا پر بعض مقام پر عوام بھی مشتعل ہوگئی۔ پولیس چاہتی تو بغیر نقصان پہنچائے بھی مظاہرین کو روک سکتی تھی لیکن نہتے اور کمزور مسلمانوں کو دیکھ کر پولیس نے سیدھا لاٹھی چارج، آنسو گیس اور گولیوں کا استعمال

کیا۔ اب اس بہادر پولیس نے ۴۹۸ لوگوں کو نامزد کرکے قریب ۴۷ لاکھ روپے کی ریکوری کے نوٹس بھیجے ہیں۔

ایک طرف جاٹوں کے تشدد میں ۳۴ ہزار کروڑ کا نقصان ہوا لیکن ہریانہ کی بی جے پی حکومت اور بہادر پولیس خاموش تماشائی بنی رہی لیکن مسلمانوں کے سامنے آتے ہی حکومت و پولیس کو قانون قاعدے بھی یاد آگئے اور نہتے مسلمانوں پر بہادری دکھانے کا جذبہ بھی واپس آگیا۔ پولیس کی سفاکیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ، مظفر نگر میں پولیس نے قریب ۳۰ گھروں میں گھس کر توڑ پھوڑ کی اور قریب ۵۰ سی سی ٹی وی (cctv) کیمرے توڑ دئے۔

سنبھل میں دو نوجوان ہلاک ہوئے۔

میرٹھ میں چھ (۶) نوجوان کی پولیس کی گولی سے موت ہوئی۔

نیز مسلم محلوں میں توڑ پھوڑ بھی کی۔

اب پولیس عوامی املاک کی بربادی کے لیے مظاہرین سے ہرجانہ وصول کرنا چاہتی ہے۔ لیکن جن مکانوں میں پولیس نے توڑ پھوڑ کی ہے ان کا ہرجانہ کون دے گا؟

جو لوگ پولیس کی گولیوں سے مارے گئے ہیں ان کے اہل خانہ کی تسلی کون کرے گا؟

آخر cctv کیمرے کس لئیے توڑے گئے۔؟ کیا کیمروں میں اپنی کرتوتوں کے ریکارڈ ہونے کا ڈر تھا؟ کہانی تو کچھ یونہی دکھائی دے رہی ہے مگر انصاف پسند لوگوں کے لیے وہ ویڈیوز ہی کافی ہیں جو پبلک میں وائرل ہوئے ہیں، بس اب ضرورت یہ ہے کہ قوم مسلم (یا وہ مظلوم جن کے ساتھ یہ ہوا ہے) ان کو محفوظ رکھیں اور کورٹ جانے کی تیاری کریں، اگر دو چار پولیس والوں کو ہی جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا تو سمجھ لیجیے کہ آپ نے اشاروں پر چلنے والی پولیس کو آدھا مفلوج کردیا، اگر اتنا نہ ہو تو کم از کم جب تک کیس کی سماعت ہو رہی ہے ملازمت سے فارغ کردیے جائیں یہ بھی انکے لئے موت سے کم نہ ہوگا۔ ان ویڈیوز کو ان تحریکوں تک پہنچائیں جو ان معاملات میں پیش پیش ہیں، امید کا دامن تھامے رہیں کیں کہ

ان اندھیروں کا جگر چیر کے نور آئے گا
یہ ہیں فرعون تو موسیٰ بھی ضرور آئے گا

این. آر. سی. -تیاری نہیں مخالفت کریں

از: مفتی محمد عابد چشتی، جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف، ضلع اوریا

آر ایس ایس اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والی دیگر زعفرانی تنظیموں نے کئی دہائی پہلے جن منصوبوں اور مسلم مخالف سازشوں کا تانا بانا بنا تھا، بی جے پی اقتدار کے سائے میں انہیں حقیقت کی زمین پر اتارنے کی کوشش زور و شور سے کی جارہی ہے۔ بر اقتدار طاقتوں نے اچھی طرح اس بات کا احساس کرلیا ہے کہ ہندوستان میں مذہبی جذبات کو ہوا دے کر اور نفرتوں کا کارڈ کھیل کر نہ صرف حکومت حاصل کی جاسکتی ہے، بلکہ بآسانی اقتدار کی میعاد کو بھی بڑھایا جاسکتا ہے اور اسی احساس نے آج برسر اقتدار طاقتوں کو مسلم مخالف سازشوں پر مجبور کر رکھا ہے۔

"بابری مسجد" اور "رام مندر" کا کیس ایک ایشو تھا، جس نے زعفرانی فکر کی توسیع میں اہم کردار ادا کیا، اور اسی ایشو کا سہارا لے کر بی جے پی جیسی محدود ترین پارٹی آج بلاشرکت غیرے اقتدار کی کرسی پر براجمان ہوئی، مگر بابری مسجد کا غیر منصفانہ اور آمرانہ فیصلہ آنے کے بعد ایک بڑا ایشو ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ اب ضروری تھا کہ اکثریت طبقہ کے ذہنوں میں مسلمانوں کے خلاف جو نفرت کا بیج بویا گیا ہے اس کا تسلسل برقرار رہے، اس کے لیے حکومت انتہائی خطرناک قدم "این، آر، سی" کی شکل میں اٹھانے جارہی ہے، جس کے نتائج ملک کے مسلمانوں کے حق میں تصور سے زیادہ پریشان کن ہوسکتے ہیں۔

این، آر، سی بل کا نفاذ مسلمانوں کے حق میں کس قدر مفید ہوسکتا ہے اس کا تو دور دور تک سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لیے کہ مفید اور مضر ہونے کی بات اس وقت کی جاسکتی تھی جب اس بل کے نفاذ کے پس پشت واقعی شفافیت، ملک کی سالمیت اور ملک کے باشندوں کو بلا تفریق مذہب و علاقہ منصفانہ تحقیقات کی بنیاد پر شہریت سے جوڑنے کا تصور کارفرما ہوتا۔ مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، اس بل کے نفاذ کے ذریعہ حکومت ایک بر پھر ہندو مسلم فضا ہموار کرنا چاہتی ہے، اس کا مقصد صرف مسلمانوں کو پریشان کرکے انہیں ہر سطح پر کمزور اور ہراساں کرنا ہے، جس سے ہندو ووٹ بینک مضبوط ہوتا ہے این، آر، سی بل کے نہ یہ خفیہ مقاصد ہیں اور نہ ہی پس پردہ سازشیں، بلکہ وزیر داخلہ امت شاہ کے مسلسل بیانات سارے کھیل پر واضح روشنی ڈال رہے ہیں۔

آسام میں این، آر، سی کی رپورٹ آنے کے بعد بی جے پی کو منھ کی کھانی پڑی تھی، اس لیے کہ اس رپورٹ میں جہاں چھ لاکھ مسلمان

اپنی شہریت ثابت کرنے میں ناکام ہوئے، وہیں تیرہ لاکھ ہندو بھی این، آر، سی کے زد میں آکر اپنے ہندوستانی ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کر سکے ہیں، جبکہ دعوے یہ کیے جا رہے تھے کہ تقریبًا پچاس لاکھ مسلمانوں کو ملک سے باہر کا راستہ دکھایا جائے گا، مگر

لو اپنے دام میں خود صیاد آگیا

آسام میں توقع اور مفروضہ تخمینہ کے خلاف رپورٹ آنے سے حکومت وہ سیاسی مفادات حاصل نہیں کر سکی ہے جس کا وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ اس وقتی شکست کے بعد اب حکومت "شہریت ترمیمی بل" لاچکی ہے۔

این، آر، سی بل کا معاملہ ہماری سوچ سے زیادہ خطرناک ہے، جس کا اندازہ آسام سے لگایا جاسکتا ہے، وہاں کس طرح مسلمانوں کو پریشان کیا گیا، ذرا ذرا سی غلطی پر مہینوں آبلہ پائی کروائی گئی، چار چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر تحقیقات کے نام پر پورے کنبہ کو آنے پر مجبور کیا گیا، خواتین بے پردہ ہوئیں، روزگار ٹھپ پڑ گئے، معاشی حالات ناقابل بیان حد تک خراب ہوئے، کسی کی بہن این، آر، سی سے خارج ہوئی، کسی ماں زد میں آئی، تو کسی کی بیوی غیر ملکی قرار دے دی گئی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے کیا واقعی آپ کو لگتا ہے کہ جس طرح ہماری قیادتیں صرف عرس اور جلسوں میں "ایک پیغام" اور مسلمانوں کو دستاویز کی تیاری کا مشوری دے کر اپنا پلہ جھاڑنا چاہ رہی ہیں، وہ آنے والے حالات سے نپٹنے کے لیے کافی ہے؟۔ اگر نہیں اور کسی اعتبار سے نہیں تو ہمارے قائدین کو گہرائی سے سوچ کر قوم کے سامنے تسلی بخش لائحہ عمل پیش کرنا ہوگا۔

جب سے حکومت کے ذریعہ این آر، سی بل کی بات اٹھائی گئی ہے تب سے لے کر آج تک اکثر یہ بات کہی جا رہی ہے کہ مسلمان اپنے دستاویز درست کروالیں، آباؤ اجداد کے ریکارڈ نکلوالیں۔ میں ایسے تمام لوگوں کے خلوص پر حملہ نہیں کرنا چاہتا ہوں، مگر سچ یہ ہے کہ یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے، اس لیے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پورے ہندوستان کے معاشرتی رجحانات کے تناظر میں جائزہ لیا جائے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ دستاویزات کو لے کر کوئی قوم کبھی بیدار نہیں رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ حکومت کو "اپنوں" کو بچانے کے لیے "شہریت ترمیمی بل" لانے کی ضرورت پڑ رہی ہے، اس لیے کہ انہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندوستان میں ہر گھر کا یہ مسئلہ ہے کہ ایک شخص کے تین تین نام ہیں، راشن کارڈ میں "شنکر" شناختی کارڈ میں "شنکر پرجاپتی" اور زمینی کاغذات میں بالکل علاحدہ "ببلو"۔ ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ ووٹر کارڈ بنانے والے گھر گھر پہنچے، کسی گھر میں کوئی نہیں ہے، محلے والوں سے گھر والے کا نام دریافت کیا، لکھوادیا "طفی" جبکہ اس کا اصل نام "طفیل" تھا۔

یہی حال ہر قوم کا ہے یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے، اگر چہ خمیازہ صرف ہمیں ہی بھگتنا پڑے۔ اسی کے ساتھ ساتھ خواتین کا مسئلہ اس سے زیادہ پیچیدہ ہے، تیس تیس سال شادی کے گذرنے کے بعد ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے جس سے وہ اپنے والدین سے رشتہ دکھا سکیں، برتھ سرٹیفکیٹ بنوائے نہیں، اسکول کا منھ تک نہیں دیکھا کہ مارکشیٹ مل جائے، والد کے راشن کارڈ سے نام کٹے ایک زمانہ ہوگیا۔ اب یہ خواتین این آر سی کے لیے کیا تیاریاں کرسکتی ہیں؟؟ اور اگر ان دستاویز کی تیاری اتنی ہی آسان ہوتی تو حکومت کو دیگر قوموں کے اطمینان کے لے ترمیمی بل لانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

میرے خیال سے دستاویز کی تیاری کا اعلان اور مشورہ کئی جہت سے مسلمانوں کے حق میں افادیت کا پہلو لیے ہوئے ہے مگر این، آر، سی جیسے فرقہ واریت اور زعفرانی سوچ پر مبنی بل سے لڑنے اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو درپیش ہونے والے تعلیمی، معاشی اور سماجی مسائل کے حل کے لیے مذکورہ مشورہ حقائق سے ناواقفیت کا عکاس ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی چیز کار آمد ہو سکتی ہے تو وہ ہے "تحریک عدم تعاون"۔ اگر ملک گیر پیمانے پر اس بل کے خلاف متحدہ محاذ پر "عدم تعاون" کی تحریک پورے جوش اور ولولے کے ساتھ چلائی جائے اور مسلمانوں کو اعتماد میں لے کر ملک کی تمام با اثر اور وسیع حلقہ رکھنے والی خانقاہیں اس تحریک کی سرپرستی کریں تو ہم اس بل کے ناقابل تلافی نقصانات سے اپنی قوم کو بچا سکتے ہیں۔

مجھے اس طرح کے بیانات بڑے مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں کہ "مسلمان گھبرائیں نہیں بلکہ تیاری کریں" جو بل لایا ہی اس لیے جا رہا ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو پریشان کیا جائے تو ایسے بل کے لیے تیاری کے بجائے مخالفت اور عدم تعاون کی بات ہونی چاہیے۔ آخر ہم اس بل کو کیوں تسلیم کریں جس میں صرف مسلمانوں کو ٹارگیٹ کیا جا رہا ہے؟ جبکہ دستاویز کے سلسلہ میں دیگر قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں کا حال مسلمانوں سے بہت زیادہ بہتر نہیں ہے۔ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ حکومت کے مسلم مخالف فیصلوں پر اگر ہم یوں ہی نرم رویہ اپناتے رہے اور ہماری خانقاہوں کے "پشتینی قائدین" ذاتی مصلحتوں کے چلتے یوں ہی مہر بلب رہے تو قوم مسلم کے حالات بد سے بدتر ہو سکتے ہیں۔ ہماری آواز تو صدا بصحرا ہے مگر جن کی آواز میں اثر ہے، جو ایوان حکومت میں دھمک پیدا کر سکتے ہیں وہ آگے آئیں اور اپنی قیادت کا حق ادا کریں، قوم کو ان کی قیادت کی ضرورت ہے۔ ☆☆☆

حیات مورخِ اسلام

تبصرہ نگار: توفیق احسن برکاتی

نام کتاب: حیات مؤرخ اسلام [ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی]
مرتبین: مولانا نعیم الاسلام قادری - مولانا محمد احسان شمسی
صفحات: ۵۱۲
اشاعت: اگست ۲۰۱۹ء
ناشر: بیت الحکمت، کریم الدین پور، گھوسی، مئو

بر صغیر ہند و پاک ہی نہیں، بلکہ اردو، فارسی کی ادبی دنیا میں "ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی" ایک قابل احترام ہستی کے روپ میں جانے جاتے ہیں۔ علم و ادب، فکر و آگہی، تحقیق و تنقید، متنی تدوین، ترجمہ و حاشیہ نگاری جیسے جاں گسل میدانوں میں علمی و ادبی محقق کی حیثیت سے مشہور ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی پوری اردو دنیا کی جانب سے صد مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے تحریر و قلم کی عظمت کا تاج محل تعمیر کیا اور علم و ادب کی زمین کو اپنی بے پناہ محنتوں اور کاوشوں سے لالہ زار بنا دیا۔ آپ نے اپنی علمی و تحقیقی کتابوں اور تراجم سے ادبی دنیا کا وہ فسوں توڑ دیا جو سارے علمی و ادبی کاموں کو یونیورسٹی کے اساتذہ اور کالجوں کے لیکچرر کے رہین منت سمجھتا رہا۔ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر ہزارہاں مصروفیات میں الجھا ہوا انسان چالیس سے زائد علمی و تحقیقی کتابیں اہل ادب کے حوالے کرتا ہے اور تحریر و قلم کے شیدائی اپنے تلامذہ کی ایک باذوق جماعت تیار کرتا ہے تو سخت سے سخت متعصب شخص کو بھی رشک آتا ہوگا۔ ان کے درجنوں شاگردوں نے تصنیف و تحقیق کو اپنی امتیازی شناخت بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ استاذ محترم نے صرف اپنے روشن چراغ کو رنگ و روغن فراہم نہیں کیا، بلکہ اس چراغ سے کئی چراغ روشن کیے ہیں جن کی چمک سے ایوان ادب جگمگا رہا ہے اور ملک کی بڑی دانش گاہوں میں اپنا علمی فیضان عام کر رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی ایک خاص اسلوب تحریر کے مالک ہیں جو انھیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے، یہ اسلوب انتہائی پختہ، متین، علمی و استدلالی، تحقیق و تنقید کا رنگ لیے ہوئے، ادبی آہنگ سے مالامال، فکر و تدبر کا زائیدہ، فقہی و ادبی مزاج شناس نظر آتا ہے۔ ابتدا میں وہ شاعری کرتے تھے جس کا اثر ان کی کتابوں، تراجم اور مضامین میں صاف جھلکتا ہے، گویا یہ عشق آشنا تحریر ہے جو ہر آن اپنی مقصدیت و علمیت کا خیال رکھتی ہے، یہاں دل و دماغ کی حضوری کا جلوہ ہے، احادیث نبویہ کی ترجمانی میں بھی وہ اپنی ادبی چمک باقی رکھتی ہے لیکن اس میں جھول بالکل نہیں پیدا ہوتا، بلاوجہ فلسفیانہ موشگافیاں نظر آتی ہیں نہ علامتی ابہام۔ یہ وضاحت میں اس لیے کر رہا ہوں کہ ادبی دنیا کے کچھ افراد گنجلک اسلوب بیان اور علامتی لہجے کو تحریر کی بہت بڑی خوبی سمجھتے ہیں، جہاں ثقیل تراکیب اور بوجھل جملے کراہ رہے ہوں اور معنی و مفہوم کسی حادثے کا شکار ہو جائیں۔

ایسے باکمال مصنف و محقق و تاریخ نگار کی سوانح اور ان کی علمی و تحقیقی شناخت کا تجزیاتی مطالعہ بہر حال ضروری تھا۔ ممبئی قیام کے زمانے میں راقم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی کی علمی و ادبی خدمات پر ایک مبسوط تحقیقی مقالہ لکھا جائے، لیکن یہ خواہش، خواہش ہی رہ گئی، یہاں آنے کے بعد جب "حیات مورخ اسلام" کی تدوین و تالیف کی اطلاع ملی تو کافی خوشی ہوئی کہ مولانا نعیم الاسلام قادری اور مولانا محمد احسان شمسی صاحبان اس قرض کو ادا کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں اور ایک سندی سوانح ڈاکٹر صاحب کی حیات میں کئی درجن معاصر اہل علم کی آرا کے ساتھ کتاب بند ہو گئی ہے۔ دونوں حضرات کو دلی مبارکباد۔ چند ارباب علم کی رائیں ملاحظہ فرمائیں :

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی فرماتے ہیں: "اس دور میں ان کی ذات غنیمت ہے۔" [ص:۸۹]

بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی لکھتے ہیں : "موصوف اپنے ذاتی اخلاق و اوصاف میں سنجیدہ اور متین، صائب الرائے علماے اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں۔ اور تنہا اپنی ذات پر اپنے ارد گرد درس و تدریس، تصنیف و تالیف، امتحانات کے سینٹر وغیرہ مشغلے پھیلا رکھے ہیں، تحریر میں قلم آپ کا رواں دواں اور طرز تحریر دلکش و جاوداں ہے، موضوع متنوع اور طرفگی زیب عنوان ہے۔" [ص:۹۰]

مفتی عبید الرحمن رشیدی لکھتے ہیں : "اولیاے کرام اور بزرگان دین کے احوال و آثار پر مشتمل فارسی میں ایک قلمی کتاب "بحر ذخار" کا ترجمہ کر کے آپ نے ایک بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے۔" [ص:۱۰۳]

علامہ محمد احمد مصباحی فرماتے ہیں : "مولانا [ڈاکٹر عاصم اعظمی] اپنے معاصرین میں اپنی علمی و تحریری خدمات کے باعث ایک امتیازی مقام کے حامل ہیں، وہ محنت و مطالعہ، وسعت نظر، استحضار اور تربیت لوح و قلم کی وجہ سے طلبہ و علما سب کے لیے ایک عمدہ اور قابل تقلید نمونہ ہیں۔ رب

کریم ان کے امثال زیادہ کرے۔" [ص:۱۲۲]

مولانا عبدالمبین نعمانی رقم طراز ہیں: "گھوسی کی سرزمین میں حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی اور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمہ کے بعد مصنف ومترجم کی حیثیت سے آپ [ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی] کا مرتبہ سب سے بلند ہے اور الحمدللہ ابھی تصنیف وترجمہ کا کام جاری وساری ہے۔"[ص:۲۹۲]

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی نے مدینۃ العلماء گھوسی میں ہی اپنا سارا علمی سفر طے کیا ہے، "حدیث نبوی کے اردو تراجم" پر انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔ تحریر وقلم کا ان کا رشتہ زمانہ طالب علمی سے قائم ہے۔ اب تک انھوں نے چالیس سے زائد کتابیں تصنیف وترجمہ کی ہیں۔ ان میں تحقیقی مقالے کے علاوہ داستان حرم، داستان کربلا، خواجہ غریب نواز، محبوب الٰہی، خلفاے راشدین، تفہیم الفرائض، تذکرہ مشائخ عظام، دو جلدیں، مشاہیر حدیث، محدثین عظام، مفتی مجیب الاسلام، احوال وافکار، ائمہ اربعہ، حدیث نبوی: چند مباحث ومسائل، تجلیات حدیث، ہفت اقلیم ولایت، باباے فارسی: احوال وافکار، قمر ملت: نقوش وتاثرات، تذکرہ مولانا علیم اللہ شاہ جیسی کتابیں مستقل تصانیف ہیں۔ تراجم میں تاریخ داؤدی، ترجمہ مونس الارواح، تذکرہ شورش، منتخب اللغات، مناقب رزاقیہ، مرأۃ مداری، فتوحات فیروز شاہی، عجالہ نافعہ، بحر ذخار، تین جلدیں شامل ہیں۔ غیر مطبوع اور زیر ترتیب تصانیف میں پنج گنج ولایت، مشاہیر اسلام، مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، خلاصۃ القواعد، تذکرہ دانش وران گھوسی، فارسی ادب کی تاریخ، تذکرہ شعراے گھوسی، سیرت رسول اعظم، مختصر تاریخ اسلام جیسی اہم کتابوں کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔ ان کے ۴۲؍مضامین کا مجموعہ بھی "نگارشات" کے نام سے چھپ چکا ہے جس کے مرتب ہیں مولانا نعیم الاسلام قادری۔ مذکورہ کتابوں کے صرف نام سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ علمی انجمن کس قدر تیز رفتار اور اپنے مشن میں منہمک ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں میں برکتیں عطا فرماتا ہے۔ معاصرین میں ہی ان کا سکہ رائج الوقت ملتا ہے یہ بجاے خود بہت بڑا کمال ہے۔ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی نے تاریخ وتحقیق اور تذکرہ وسوانح نگاری کے میدان میں بطور خاص اپنی قلمی فتوحات درج کی ہیں لیکن دیگر اہم موضوعات کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، مثلاً ان کی کتاب "تفہیم الفرائض" علم فرائض میں ان کی کامل مہارت اور اس فن کی جزئیات وکلیات سے کماحقہ واقفیت کا پتہ دیتی ہے۔" تجلیات حدیث "انھیں شیخ الحدیث کے منصب جلیل کے لائق گردانتی ہے اور آپ بجا طور پر اس منصب عظمیٰ پر فائز ہیں اور طالبان علم حدیث رہنمائی کر رہے ہیں۔ ان کے کئی اہم مضامین راقم الحروف کی نگاہ سے گزرے ہیں جن میں اسلام کی حقانیت اور شارع اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حقیقت پر بصیرت افروز حقائق پیش کیے گئے ہیں۔ ان کی کئی کتابوں کے مقدمے خود ایک تحقیقی مقالے کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں الگ سے بھی شائع ہونا چاہیے۔ "نگارشات" کے مضامین میں سیرت، تاریخ، تصوف و اخلاق اور شعر وادب جیسے موضوعات برتے گئے ہیں جو مصنف کے عربی، فارسی اور اردو زبان میں مہارت کے ساتھ ساتھ کثرت مطالعہ اور تحقیقی ذوق کا پتہ دیتے ہیں۔ مزید ان کے ورق، ورق سے مصنف کی فکری جودت اور شعوری عظمت بھی مجلا ہوتی نظر آتی ہے۔ مرتب کتاب ان کی تصانیف کے تعارف کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"شہر یارِ تحریر وقلم حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم صاحب قبلہ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف وتراجم اور دستیاب و نایاب مضامین تقریباً بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ بلا شبہہ کمیت وکیفیت کے اعتبار سے آپ کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش سرمایہ اور مایہ ناز پونجی ہے۔ جماعت اہل سنت اس پر جتنا فخر کرے بجا ہے۔ اس دور قحط الرجال میں جب کہ تحریر وقلم کو خاص اہمیت نہیں دی جاتی اور بہت کم لوگ جہان لوح وقلم میں قدم رکھتے ہیں آپ کی ذات استثنائی حیثیت کی حامل ہے۔ ان شاء اللہ آپ اپنی ان خدمات کی بدولت زندہ وپائندہ رہیں گے۔" [ص:۳۲۵]

اس کتاب پر ۵۵ صفحات کو محیط طویل مقدمہ ڈاکٹر صاحب کے تلمیذ مولانا فروغ احمد اعظمی نے "شیراز ہند سے مدینۃ العلماء تک" کے عنوان سے تحریر کیا ہے جو ایک علمی وتاریخی تحریر ہے اور انتہائی قابل مطالعہ۔ صفحہ ۲۰۲ سے ۳۵۰ تک مولانا نعیم الاسلام قادری نے ایک طویل سوانحی داستان رقم کی ہے جو کتاب کا حاصل ہے۔ بقیہ ابتدائی وانتہائی حصوں میں اہل قلم کے مختصر مضامین، تاثرات، آرا، ان کی کتابوں پر لکھی گئی تقاریظ ومقدمے کے اقتباسات، ان کی تصنیفات پر تبصرے، شعری نمونے، اور دیگر شعرا کی منظوم آرا شامل کی گئی ہیں، اس طرح یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔

مرتبین نے حقائق کی تلاش میں کافی محنت کی ہے، ایک مستقل بنیادی سوانحی گوشوں کی دریافت، ان کی کتابوں پر تبصرے حاصل کرنا، تقاریظ کا انتخاب، تاثرات کا حصول یقیناً ایک دقت طلب کام تھا جس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ لیکن مواد کی ترتیب میں کچھ بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ مقدمہ اپنی صحیح جگہ موجود ہے، اس کے بعد تاثرات رکھے گئے ہیں، پھر کتاب کا اصل مواد ہے، بعد میں تبصرے اور منظوم خراج عقیدت شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تاثرات ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے شامل کیے جاتے اور انھیں "ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی: ارباب دانش کی نظر میں" کے عنوان سے ترتیب دیا جاتا اور اصل کتاب کے اخیر میں جگہ دی جاتی تو قاری کو مطالعہ میں دشواری نہیں ہوتی۔ اصل میں قاری مقدمہ کے بعد اصل مواد کو پڑھنا چاہتا ہے جو اسے تاثرات کے طویل سفر کے بعد میسر آئے گا۔

حاصل یہ کہ مرتبین نے اس کتاب میں ایک سوانحی بنیاد فراہم کر دی ہے جس کی روشنی میں ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی کی ذات وخدمات علمیہ تلاش کی جاسکتی ہیں اور اس پر ایک مضبوط عمارت تعمیر ہوسکتی ہے۔ ☆☆

نعت و مناقب

اطاعت کے واسطے

رب نے بنایا ہم کو عبادت کے واسطے
یعنی کہ مصطفٰی کی اطاعت کے واسطے

منھ میں زباں ہے آپ کی مدحت کے واسطے
دل ہے بنا نبی کی محبت کے واسطے

یہ معجزہ بھی دیکھئے مردے بھی جی اٹھے
جابر کے گھر حضور ہیں دعوت کے واسطے

سدرہ پہ کہہ کے حضرت جبریل رُک گئے
آگے کا راستہ ہے نبوت کے واسطے

روئے نبی کی دیکھ لوں خوابوں میں اک جھلک
بے چین ہوں میں ایسی سعادت کے واسطے

ہر اک نبی کہیں گے کہ محمود ہیں وہی
محشر میں عاصیوں کی شفاعت کے واسطے

بوبکر ہوں عمر ہوں کہ عثماں ہوں یا علی
یہ چار ہیں نبی کی خلافت کے واسطے

مدحِ نبی کے ساتھ ہو لب پہ دعا قمرؔ
دنیا میں مسلموں کی حفاظت کے واسطے

☆☆☆☆☆

از: قمر جیلانی، ٹانڈہ

منقبت

درشانِ حضور حافظِ ملت

علیہ الرحمۃ والرضوان

آیا جو لب پہ حافظِ ملت کا تذکرہ
کرنے لگیں ہوائیں بھی حضرت کا تذکرہ

رولے تمام عمر وہ موتی کہ جن کی آب
کرتی ہے فیضِ چشمِ عنایت کا تذکرہ

گونجا کرے گا لفظ ہدایت فضاؤں میں
ہوتا رہے گا ان کی خطابت کا تذکرہ

درسِ بخاری کے لیے ہر صبح تازہ دَم
ہر شَب زباں پہ نصرتِ سنت کا تذکرہ

علم و عمل کا مجمع بحرین ہیں وہی
ہر موجِ عقل کرتی ہے حیرت کا تذکرہ

سینے میں ان کے صرف کلامِ خدا کا نور
ہونٹوں پہ صرف دین و شریعت کا تذکرہ

مہتابؔ میں نے دیکھا ہے لب ہائے غیر کو
کرتے ہوئے خود آپ کی عظمت کا تذکرہ

☆☆☆☆☆

از: مہتاب پیامی

منقبت

درشانِ حضور حافظِ ملت

علیہ الرحمۃ والرضوان

فیضانِ علم، سینوں میں قرآن دے گئے
ہم کو رسولِ پاک کی پہچان دے گئے

باغِ بہشت کا ہمیں رَستہ دِکھا دیا
احمد رضا کے عشق کی اک شان دے گئے

صدر الشریعہ ، مفتیِ اعظم کا فیض ہے
علم و ادب کا قوم کو سلطان دے گئے

باغِ علومِ دینِ نبی وہ لگا دیا
محشر میں منہ دکھانے کا سامان دے گئے

نجدی وہابی دَور میں اپنے جمال سے
عشقِ رسول ، قوتِ ایمان دے گئے

کیا خوب ذاتِ حافظِ ملت کی ہے ضیاؔ
حبِ نبی کا درس وہ ہر آن دے گئے

☆☆☆☆☆

از: مولانا ضیاء الحسن نعیمی رضوی

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

عزیز القدر مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے رفیق کی شہادت

مبارک حسین مصباحی

یہ اندوہ ناک خبر تو آپ کو مل چکی ہوگی کہ دورۂ حدیث کے تلمیذ عزیز القدر مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے رفیقِ سفر جناب ضیاء الحق دیناج پوری ایک سڑک حادثے میں ۲۳/ ربیع النور ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۱/ نومبر ۲۰۱۹ء دن دس بجے کے بعد جاں بحق ہو گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾.

پس منظر یہ ہے کہ عزیزی مرحوم مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجۂ فضیلت کے تلمیذ رشید تھے، گورکھ پور سے قریب پانچ کلو میٹر آگے ان کے ایک سابق ہم سبق ساتھی میکینک تھے، ابتدا میں یہ دونوں دار العلوم قادریہ رضویہ نرائنپور، گوپال گنج میں ہم سبق تھے مگر افسوس انھوں نے تعلیم ترک کر دی اور بائک میکینک ہو گئے، ہمارے مولانا تعطیل میں کبھی کبھار ان کے یہاں چلے جاتے تھے، وہ اپنی بائک سے مبارک پور جامعہ اشرفیہ چھوڑ دیتے تھے، اس بار بھی عید میلاد النبی ﷺ کی تعطیل پر ۷/ نومبر ۲۰۱۹ء کو وہ ان کے یہاں پہنچ گئے تھے، تعلیم کے آغاز کے بعد ۲۱/ نومبر ۲۰۱۹ کو وہ اپنی بائک سے لے کر آرہے تھے، موت کا وقت مقرر ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

” فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴿۳۴﴾ “ (سورہ الاعراف ۷، آیت: ۳۴)

ترجمہ: اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔ (کنز الایمان)

قصبہ دوہری گھاٹ سے قریب تین کلو میٹر جانب اعظم گڑھ موضع جیونٹیا پار کے قریب پہنچے تو ایک بے قابو ٹرک نے نہ صرف بائک کو ٹکر ماردی بلکہ دونوں سواروں کو بھی بری طرح زخمی کر دیا۔ بائک جناب ضیاء الحق ڈرائیو کر رہے تھے، ٹرک میں آپ کا ہیلمٹ بھی پھنس گیا، جسے کاٹ کر آپ کا سر نکالا گیا، عزیز القدر مولانا محمد اشتیاق احمد مرحوم کے چوٹ زیادہ لگی تھی، دونوں بے ہوش تھے، اس دردناک واقعہ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حادثہ کے بعد ڈرائیور نے بڑی چابک دستی سے ٹرک کے ذریعہ فرار ہونے کی کوشش کی مگر قریب کے دیہات وغیرہ سے درجنوں ہمدرد پہنچ گئے اور ڈرائیور کو چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کی مگر وہ کسی طرح اتر کر مقامی تھانے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا، پولیس نے اسے گرفتار کر لیا اور ٹرک کو اپنی کسٹڈی میں لے لیا، اب موقعِ واردات پر پولیس پہنچ چکی تھی، اس نے کسی طرح دونوں زخمیوں کو اٹھایا، ایمبولنس میں داخل کرتے وقت دونوں کی سانسیں جاری تھیں، بروقت کوئی طبی امداد نہیں دی جا سکی، خون بہتا رہا، قریب پچاس کلو میٹر کا فاصلہ طبی امداد کے بغیر طے ہوا، جب کہ اس سے پہلے ہی سے ان کا خون جاری تھا، ضلع اسپتال مئو میں داخل کیا، ڈاکٹروں نے ابتدائی چیک اپ کے بعد ہمارے عزیز مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی کو مرحوم قرار دے دیا اور کچھ ہی دیر کے بعد جناب ضیاء الحق دیناج پوری کو بھی مردہ ڈکلیئر کر دیا۔ جائے واردات کے تھانے سے تھانہ مبارک پور اطلاع پہلے ہی آچکی تھی، تھانے سے یہ الم ناک خبر محترم المقام الحاج سرفراز احمد ناظمِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو کی گئی، انھوں نے اسی وقت الحاج ماسٹر فیاض احمد عزیزی انچارج ڈائننگ ہال جامعہ اشرفیہ کو خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ابھی ضلع اسپتال مئو پہنچ جائیں۔ الحاج ماسٹر فیاض احمد عزیزی مئو پہنچ گئے، آپ نے ضلع اسپتال پہنچ کر بہت سے ضروری امور کی تکمیل کی، اب دونوں کی لاشوں کو سرد خانے میں رکھ دیا گیا۔ پوسٹ مارٹم کا انتظار تھا، اتنے میں سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین تشریف لے گئے، ان کے ساتھ حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی بھی تھے، دونوں نے لاشوں کو دیکھا اور دعائے مغفرت فرما کر واپس ہو گئے۔

پوسٹ مارٹم اور جامعہ اشرفیہ میں نمازِ جنازہ

ہم نے برادرِ گرامی الحاج فیاض احمد عزیزی سے رابطہ کیا، کسی قدر صورتِ حال سے باخبر فرمایا، آپ نے کہا کہ ناظم اعلیٰ الحاج سرفراز احمد بھی اپنے طور پر مسلسل کوشش فرما رہے ہیں، ناظمِ اعلیٰ کی وجہ سے مئو کے ذمہ داروں نے بھی پہنچ کر ہمیں شکریہ ادا کرنے کا موقع دیا۔ نیز آپ نے پوسٹ مارٹم کے حوالے سے فرمایا کہ آج دیگر چند لاشوں کی وجہ سے پوسٹ مارٹم کی امید کم معلوم ہوتی ہے، مگر پھر بھی کسی قدر توقع ہے۔ بعد میں ماسٹر

mubarakmisbahi@gmail.com

صاحب نے بتایا کہ پوسٹ مارٹم کرنے والوں نے کہا کہ ایک کا ہو سکتا ہے، اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم دونوں لاشوں کو ایک ساتھ لے جائیں گے، بروقت ایک کا پوسٹ مارٹم کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اب وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے، کل ۲۲/ نومبر کو دس بجے ہی ہو سکے گا۔ خیر ۲۲/ نومبر ۲۰۱۹ء کو نمازِ ظہر کے بعد کسی طرح پوسٹ مارٹم ہوا، ماسٹر فیاض صاحب رابطے میں تھے، پہلے انھوں نے فرمایا کہ ہم نمازِ عصر سے قبل دونوں لاشوں کو لے کر آجائیں گے، جامعہ میں اعلان بھی اسی پروگرام کے مطابق ہُوا۔ جمعہ کی نماز کے بعد چند اساتذۂ کرام کو حکم دیا گیا کہ وہ غسل اور کفن کا اہتمام کرا لیں۔ محبِ گرامی وقار حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی مدظلہ العالی نے ان تمام امور کی تفصیل ہم سے بیان فرمائی، تحریک دعوتِ اسلامی مبارک پور بھی اپنے دعوتی مرکز کی ہدایت پر کام کر رہی تھی۔ محبِ مکرم الحاج مولانا محمد محبوب عزیزی سرپرست دعوتِ اسلامی مبارک پور جنازوں کے لیے کفن وغیرہ ضروری سامان خرید کر لائے، جب کہ الحاج جابر عطاری، جناب الحاج احسان احمد برتن والے اور الحاج ریاض احمد عطاری وغیرہ پانی اور غسل کرانے کے تمام لوازمات جمع کر چکے تھے، نمازِ عصر کے بعد تمام اساتذۂ اشرفیہ اور تمام طالبانِ علومِ نبویہ گہرے رنج و غم کے ساتھ منتظر تھے، شہزادۂ حضور حافظِ ملت حضرت عزیزِ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ دامت برکاتہم العالیہ بھی اسی مقصد کے لیے تشریف لا چکے تھے، ہم چند لوگ ڈائننگ ہال پہنچ چکے تھے، دعوتِ اسلامی کے فعال ارکان بھی وہاں موجود تھے، دو درجن کے قریب ہمدرد طلبہ بھی پوری طرح تیار تھے، بڑی شدت کے ساتھ شہدائے کرام کی لاشوں کا انتظار کر رہے تھے، مغرب کی اذان سے آدھا گھنٹہ قبل دو ایمبولنس پہنچیں اور بڑی تیزی سے ان لاشوں کو اتارا گیا، اور برق رفتاری سے یکے بعد دیگرے دونوں لاشوں کو غسل دیا گیا اور بڑے ادب و احترام کے ساتھ کفن پہنایا گیا، مغرب کی نماز کے بعد عزیز المساجد کے سامنے اور مزار حضور حافظِ ملت کے پائتیں وسیع میدان میں صفیں لگیں، پوری فضا غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی تھی، اشرفیہ کے در و دیوار مرثیہ خواں تھے، ہر چہرہ افسردہ تھا، جامعہ کی روشنیوں سے بھی اظہارِ غم کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ جنازے لگا دیے گئے تھے، سب کی نگاہیں سربراہِ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ دامت برکاتہم العالیہ کی جانب متوجہ تھیں، مگر آپ نے انتہائی افسردگی کے ساتھ حضرت شیخ الجامعہ سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم العالیہ کو حکم فرمایا، انداز کچھ ایسا تھا کہ حضرت شیخ الجامعہ نہ چاہتے ہوئے بھی انکار نہیں کر سکے۔ بڑی اضطرابی کیفیت میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور دونوں جنازوں کو اٹھا کر گاڑیوں کے قریب لایا گیا، اساتذہ اور طلبہ پر عجیب ہیجانی کیفیت طاری تھی۔ الحاج ماسٹر فیاض احمد عزیزی اور طالب علم مولانا سنجر سلمہٗ کو لے کر گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ کچھ حضرات مرحومین کے متعلقین بھی تھے، وہ بھی بیٹھ گئے۔ اب حضور حافظِ ملت قدس سرہ کے چہیتوں کے جنازے اٹھے:

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

اب دونوں جنازوں کی ایمبولینس روانہ ہوئیں، طالبانِ علومِ نبویہ اور ان کے عزیز دوستوں کے نعروں کی گونج سے فضائے بسیط گونج اٹھی، تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعروں نے ہواؤں کا رخ بدل دیا، مصباحی دولہا !زندہ باد، جنتی دولہا !زندہ باد، کے نعروں نے پورے ماحول کا رنگ بدل دیا۔ ذمہ داران، اساتذہ اور طلبہ نے بھیگی پلکوں اور رندھی ہوئی آواز کے ساتھ دعائے مغفرت کرتے ہوئے دونوں شہیدوں کو رخصت کیا۔

اپنی آبادیوں میں نمازِ جنازہ اور تدفین

یہ دونوں گاڑیاں قریب ۱۰/ بج کر ۳۰/ منٹ پر مرحومین کے گاؤں میں پہنچیں۔ برادرم ماسٹر فیاض احمد عزیزی نے فرمایا: ہم جیسے ہی مرحوم مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی کے گاؤں موضع بوروباڑی، اسلام پور ضلع کشن گنج پہنچے، عجیب وغریب غم واندوہ کا عالم تھا۔ متعدّد آبادیوں کے لوگ وہاں اضطرابی کیفیتوں میں بے چین تھے مرد و خواتین اور بوڑھے بچے سب رو رہے تھے۔

برادر گرامی ماسٹر فیاض احمد عزیزی نے فرمایا کہ ایک غیر مسلم رویندر کمار [جو ہاسپیٹل میں اہم پوسٹ پر ہیں] مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی مرحوم سے بے پناہ محبت کرتے تھے، ان کی محبت کا عالم یہ تھا کہ مولانا کی واپسی کا ٹکٹ عام طور پر وہی نکال کر دیتے تھے، جنازہ جب گاؤں میں پہنچا تو ایک لمحے کے لیے بھی دور نہیں ہوئے، تدفین کے وقت بھی اپنی نم ناک آنکھوں کے ساتھ قبر کے قریب کھڑے تھے اور بھیگی پلکوں سے خراجِ عقیدت و محبت پیش کر رہے تھے، انسان کا اگر اخلاق بلند ہو تو غیر بھی اس کے لیے محبتوں کے دامن کھولے رکھتے ہیں۔ ماب لنچنگ تو چند بد معاشوں کے کرتوت ہیں ورنہ تمام اچھے انسان آج بھی پیار و محبت اور قومی یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اہلِ خانہ اور اعزہ و اقارب کا حال ناقابلِ بیان ہے، ماں کی ممتا کی ترجمانی لفظوں میں ممکن نہیں، یہ وہ احساس ہوتا ہے جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، اس کی تعبیر کے لیے کسی بھی پیرایۂ بیان میں قدرت نہیں۔ اس وقت چھوٹے بھائیوں محمد سرتاج، شہنواز اور یحییٰ عالم وغیرہ کی کیفیتیں کتنی لرزہ خیز رہی ہوں گی اور بہن کی بے تابی کتنی

دردناک رہی ہوگی، اس کو صرف محسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

سب نے اشک بار آنکھوں سے جلدی جلدی زیارت کی، سب کچھ پہلے سے تیار تھا، تاخیر کرنا قطعاً مناسب نہیں تھا صفیں لگیں اور والد گرامی جناب امیر خسرو صاحب نے انتہائی الم ناک ماحول میں اجازت مرحمت فرمائی، نمازِ جنازہ میں مقامی اور بیرونی کافی حفاظ اور علماے کرام تھے، دیگر حضرات کا بھی جمِ غفیر تھا، حسنِ اتفاق حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا غلام محی الدین مصباحی دام ظلہ العالی بھی تھے، آپ قریب کے گاؤں ڈوبل باڑی کے رہنے والے ہیں، ماشاء اللہ نیک اور صالح بزرگ ہیں، انھوں نے پونے بارہ بجے نمازِ جنازہ پڑھائی، رقت خیز ماحول میں تدفین ہوئی اور نمناک آنکھوں سے پرنم فضا میں دعاے مغفرت کی گئی، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ اور بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

اب چند افراد پر مشتمل قافلے جناب ضیاء الحق مرحوم بن شریف الدین کی نمازِ جنازہ کے لیے ان کے گاؤں چپاساکر، متّصل اسلام پور اتر دیناج پور مغربی بنگال کے لیے روانہ ہوگئے۔ یہ کوئی دس بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، یہ حضرات وہاں پہنچے، وہاں بھی غم والم کا ماحول تھا، حضرت مولانا نور حسین مقیم موہن سنگھ، اسلام پور کو اجازت دی اور نمازِ ظہر کے بعد ۲؍ بجے نمازِ جنازہ پڑھائی، تدفین اور دعاے مغفرت ہوئی، اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے طفیل جنتی دولہا بنائے آمین۔

مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی کے مختصر احوال

عزیز القدر مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی کی ولادت باسعادت ۲۶؍ شوال ۱۴۱۷ھ/۵؍ مارچ ۱۹۹۷ء، موضع بوروباڑی متّصل اسلام پور، ضلع کشن گنج بہار میں ہوئی۔ آپ کے گھر کے لوگ غریب مگر دین دار ہیں، والدِ گرامی جناب امیر خسرو سبزی فروش ہیں۔ آپ مرحوم پانچ بھائی اور ایک ہمشیرہ ہیں۔ آپ سب سے بڑے تھے، نیک سیرت، محنتی اور آگے بڑھنے کا جزبہ رکھتے تھے۔ آپ کی تعلیم کا آغاز اپنے ہی گاؤں کے مدرسہ چمن مصطفیٰ میں مولانا شبِ براتی کی درس گاہ میں ہوا۔ اس ادارے میں آپ نے مولانا ابوالحیات سے بھی درس لیا، ناظرۂ قرآن کریم اور پرائمری کی تکمیل کے بعد آپ دار العلوم قادریہ رضویہ نرائن پور ضلع گوپال گنج چلے گئے، اس درس گاہ میں آپ کے خصوصی استاذ حضرت مولانا عبد القادر صاحب اور دیگر اساتذہ سے اعدادیہ اور اولیٰ کی تعلیم مکمل کی، حضرت مولانا عبد القادر صاحب نیک سیرت اور بلند اخلاق ہیں۔ ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر آپ مئو پہنچ گئے تھے، آپ نے ہی اہلِ خانہ سے فرمایا تھا کہ آپ حضرات کے آنے کی ضرورت نہیں ہے، ہم اور الحاج فیاض احمد عزیزی صاحب لاشوں کو بحفاظت لے آئیں گے، واقعی آپ نے خدمت اور ہمدردی کا حق ادا فرما دیا۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور بھی تشریف لائے، اس کے بعد دونوں کے گھر گئے اور دونوں کی تکفین اور غم گساری کے بعد تشریف لائے، اللہ تعالیٰ انھیں اور دیگر اہلِ محبت کو جزاؤں سے سرفراز فرمائے۔

اس کے بعد آپ نے جامعہ حمیدیہ شکر تالاب بنارس میں جماعت ثانیہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ ثالثہ اور رابعہ کی تعلیم کے لیے جامعہ طیبہ معینیہ منڈواڈیہ بنارس میں داخل ہوگئے۔ اس ادارے کے سرپرست شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی سجادہ نشیں خانقاہ رشیدیہ ہیں۔ پھر آپ غازی پور میں مدرسہ چشمۂ رحمت میں داخل ہوئے اور باضابطہ جماعت خامسہ کی تکمیل کی۔ برسوں سے آپ کی خواہش تھی کہ ملک کی عظیم ترین درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تعلیم و تربیت حاصل کریں، مگر اس جامعہ میں ایڈمیشن ہونا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ چند برسوں سے ملک کے مختلف گوشوں میں کوچنگ سینٹر قائم ہوگئے ہیں، اسی طرح ایک "حافظ ملت کوچنگ سینٹر" مظفر پور بہار میں جاری ہے جہاں باضابطہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور وغیرہ بڑے اداروں میں داخلوں کے لیے تیاری کرائی جاتی ہے، اس سینٹر میں تیاری کا وقت شبِ براءۃ کے بعد عید الفطر تک ہوتا ہے۔ مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی نے بھی اس سینٹر میں تیاری کی اور بفضلہٖ تعالیٰ ان کا ایڈمیشن ۲۶؍ جولائی ۲۰۱۷ء کو جماعتِ سادسہ میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں ہوگیا۔

آپ کو حصولِ علم کا بھرپور شوق تھا، آپ کے اساتذہ آپ سے خوب متاثر تھے، قریب دو سال کی مدت میں کسی بھی معاملے میں آپ کی کوئی شکایت نہیں ملی، عام طور پر خاموشی آپ کا وطیرہ تھا، درس گاہوں میں بھی کم بولتے، اسباق پر گہری نگاہ رکھتے، بعض اوقات اگر کسی کتاب کا کوئی سبق نہیں سمجھتے تو اساتذۂ کرام کو پریشان نہیں کرتے بلکہ اپنے ہم سبق ساتھیوں سے سکون سے سمجھنے کی کوشش کرتے اور سمجھ بھی لیتے تھے۔ جامعہ میں عام طور پر طلبہ نمازِ عصر کے بعد کھیلنے میں مصروف ہوجاتے ہیں یا سیر و تفریح کو نکل جاتے ہیں، مگر عام طور پر آپ کا معمول یہ ہوتا کہ کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق ہوجاتے، کبھی کبھار سخت ضرورت کے پیشِ نظر مارکیٹ میں چلے جاتے تھے، ہر کام شائستگی اور سنجیدگی سے انجام دیتے، گزرتے وقت راستے میں اساتذہ مل جاتے یا طلبہ سے ملاقات ہوجاتی تو سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ مسکراتا چہرہ، ہمیشہ باغ و بہار رہتا، ابھی چہرے پر داڑھی مونچھ تو نہیں تھی مگر چہرے کی تابندگی

اعلان کر رہی تھی کہ یہ طالب علم حقیقی طالب علم ہے، جس کے قدموں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں، آب و ہوا میں رہنے والی مخلوقات جن کے لیے دعائیں کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل اور رسول کریم ﷺ کی رحمتیں ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہیں۔ بزرگان دین اور خاص طور پر جلالۃ العلم حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے فیوض و برکات سے سرشار رہتے، بلا شبہہ وہ نیک سیرت، بلند اخلاق اور محنتی طالب علم تھے، ان کے چہرے کا نور بولتا تھا کہ یہ مرد حق جنت کا راہی اور دین کا سپاہی ہے۔

عام زندگی میں آپ اپنے کردار اور اطوار میں نمایاں اور ہر دل عزیز تھے، جو دو طلبہ ان کے ہم جماعت ہیں فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ساتھ ساتھ رہتے تھے، ناشتے اور کھانے میں بھی ساتھ رہتے تھے مگر آج تک کسی بات پر ان سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہوا، یہ ہیں مولانا چراغ عالم مصباحی کٹیہار اور مولانا قمر رضا مصباحی گڑھوا۔ آپ دونوں حضرات نے مزید فرمایا کہ کبھی کبھی ہم لوگ کسی پارٹی کا اہتمام کرتے، اس مجلس میں سب مشترکہ طور پر کھانا وغیرہ تیار کرتے تو حضرت مولانا اشتیاق احمد مصباحی مرحوم اپنا کام شروع کر دیتے، کسی دوسرے سے کبھی نہیں فرماتے کہ آپ کو بھی کرنا ہے، بات اگرچہ معمولی ہے لیکن آپ اس کی تہ میں اتر کر دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے، عام طور پر اختلافات اس قسم کی بنیادوں پر بھی ہوتے ہیں۔ یہ مرحوم کی بلند اخلاقی اور دریادلی تھی، کسی سے کہنے سے بہتر یہ ہے کہ انسان خود ہی اس کام کو انجام دے لے۔ بہترین انسان وہی ہے جس سے زمانے کو فائدہ پہنچے، وہ ہرگز نہیں جس سے لوگوں کو نقصان پہنچے۔

علمی طور پر بھی ان کا ارادہ بہت کچھ کرنے کا تھا، ان دونوں طلبہ نے ہمیں بتایا کہ انھوں نے گورکھ پور کے کسی اسکول میں ہائی اسکول میں ایڈمیشن بھی لے لیا تھا، ان کا ارادہ UPSC کرنے کا تھا۔ مولانا نے اپنے گاؤں میں انگلش اسپیکنگ سینٹر میں داخلہ لے رکھا تھا، وہ چند دن کے لیے بھی اپنے گھر جاتے تو دو ایک گھنٹے کے بعد اپنے سینٹر پہنچ جاتے سینٹر کے استاذ آپ پر اعتماد فرماتے تھے بعض اوقات اپنے سامنے بھی ان سے درس دینے اور مشق کرانے کا حکم دیتے، مولانا مرحوم خاصی بہتر انگلش بولنے پر قادر تھے۔

دونوں شہیدوں کے تذکارِ خیر

آپ پانچ بھائی اور ایک بہن تھے، آپ سب سے بڑے تھے۔ والدین کریمین سے کوئی پوچھے کہ جوان اور سب سے بڑے فرزند ارجمند کی اچانک جدائی کتنا سخت اور ناقابلِ برداشت مرحلہ ہوتا ہے، چھوٹے بھائیوں اور بہن سے کوئی دریافت کرے کہ بڑے بھائی کی موت کتنی دردناک ہوتی ہے، ان کے اعزہ و اقارب کے دلوں سے کوئی پوچھے کہ ان پر کیا گزری ہوگی، اللہ تعالیٰ سب کو صبر و شکر کی توفیق ارزانی فرمائے۔ یہی حال ضیاء الحق مرحوم کا ہوگا، ان کے والدین، اہلِ خانہ اور عزیزوں پر کیا گزری ہوگی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ سب پس ماندگان کو صبر و تحمل کے جذبات سے مالامال فرمائے۔

مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے ہم عمر دوست جناب ضیاء الحق جامعہ اشرفیہ جاتے ہوئے راستے میں ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گئے، دونوں ہی نیک اور صالح تھے، بلا شبہہ مولانا ابھی جماعت ثامنہ میں اشرفیہ کے طالب علم تھے، محنتی اور جفاکش تھے، طالبِ علمی کی موت بھی بڑی فضیلت کی حامل ہوتی ہے، جب کہ آپ تو واقعی راہِ علمِ دین میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اور جناب ضیاء الحق بھی ایک طالب علم کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو چھوڑنے جا رہے تھے، وہ بھی جاں بحق ہو گئے، لہٰذا ان دونوں کی شہادت حکمی میں کوئی شبہہ نہیں، روڈ پر بے یار و مددگار زخموں کی تاب نہ لا کر موت کی آغوش میں پہنچے، بلا شبہہ حق تعالیٰ ان دونوں کی شہادت قبول فرمائے گا۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا جاء الموت طالب العلم وهو على حاله مات شهيدًا."

ترجمہ: جب کسی طالب علم کو موت آجائے جب کہ وہ اس حال میں ہو تو وہ شہید ہوا۔

اسی طرح دوسری حدیث کنز العمال کی ہے:

"قال رسول الله ﷺ من مات في سبيل الله فهو شهيدٌ." (حدیث نمبر ۱۱۲۳۶، ۱۱۱۹۶)

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں موت آئی تو وہ شہید ہے۔

اسی طرح یہ بھی کہ "جو حالتِ سفر میں مرا وہ شہید ہوا۔"

اس طرح قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں کثیر دلائل و شواہد ہیں جن سے ان دونوں کے شہید ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ان دونوں کی شہادت قبول فرمائے۔ آمین۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا تعزیت نامہ

اب ہم چند باتیں پسِ مرگ کی رقم کرتے ہیں:

(۱)-عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین، محترم المقام الحاج سرفراز احمد ناظمِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ اور تمام اساتذۂ کرام، انتظامیہ اور تمام طالبانِ علومِ نبویہ ان دونوں حادثوں پر سخت رنجیدہ ہیں، دل کی گہرائیوں سے اپنی تلاوتوں کا ایصالِ ثواب بھی کیا اور ان کی مغفرت اور جنت الفردوسی ہونے کی دعائیں بھی فرمائیں،حضرت سراج الفقہا نے اپنے قلم سے اپنے پورے جامعہ کی جانب سے تعزیت بھی ارسال فرمائی، جو حسب ذیل ہے۔

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

متعلّم اشرفیہ مولوی اشتیاق احمد مرحوم اور ضیاء الحق مرحوم کے والدین واہلِ خانہ.............. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دونوں بچے وطن سے دور ایک سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن.

تمام اربابِ جامعہ اشرفیہ آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں، موت توسب کو آنی ہے، مگر شہادت کی موت آخرت کی سرفرازیوں کا پیغام ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو طلبِ علم کے لیے گھر سے باہر گیا، وہ جب تک واپس نہ آئے اللہ کے راستے میں ہے۔ (ترمذی ودارمی)

اور حضرت حسن کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جسے موت آئی اور وہ احیاے اسلام کے لیے طلبِ علم میں مشغول تھا تو جنت میں اس کے اور نبیوں کے درمیان ایک درجے کا فاصلہ ہوگا۔ (دارمی)

خداے پاک دونوں بچوں کی بخشش فرمائے اور ان کے جملہ اہلِ خانہ واہلِ قرابت کو صبرِ جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰی وَکلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی.

اسلام پور اور مضافات کے علما بالخصوص مصباحی برادران کو دونوں کے اہلِ خانہ سے مل کر تعزیت کرنی چاہیے۔

۲۴/۳/۱۴۴۱ھ محمد نظام الدین رضوی

۲۲/۱۱/۲۰۱۹ء صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

چند علماو مشائخ کے تعزیتی ارشادات

ان دونوں کی شہادت کی خبر الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ متعدّد ممالک تک پہنچ گئی، ملکی اور غیر ملکی خانقاہوں، اداروں اور تحریکوں کی جانب سے تعزیت نامے نشر کیے گئے، اکثر حضرات نے بذریعہ موبائل حالات کی آگاہی چاہی اور اپنی تعزیتیں پیش فرمائیں، بہت سے اداروں اور شخصیات نے قرآن کریم اور دیگر اوراد ووظائف کا ایصال ثواب فرمایا اور ان دونوں کے جنتی ہونے کی دعائیں فرمائیں، بعض نے مشورے دیے کہ دونوں کے اہلِ خانہ ضرورت مند ہیں اگر ہو سکے تو ان کی مالی مدد بھی فرمائیں۔ ہم ان سب کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذمہ داروں کی جانب سے ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔

سردست ان سب کے اسماے گرامی پیش کرنا تو بہت مشکل ہے تاہم چند اساطین روحانیت اور اربابِ فضل وکمال کے اسماے گرامی پیش کرتے ہیں جنھوں نے بڑی محبتوں کے ساتھ شیر فرمایا، تعزیتیں پیش فرمائیں، اگر ان میں بھی کسی کا نام چھوٹ جائے تو ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔

(۱)- قائدِ ملت حضرت علامہ سید محمود میاں اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ سرکار کلاں، کچھوچھا مقدسہ

(۲)-شیخ الہند حضرت علامہ سید محمد اشرف میاں اشرفی جیلانی بانی وصدر علماو مشائخ بورڈ کچھوچھا مقدسہ۔

(۳)- اشرف العلما حضرت علامہ ابو الحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی جانشین صوفی ملت کچھوچھا مقدسہ۔

(۴) -شیخ طریقت حضرت مولانا ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر، سجادہ نشیں خانقاہ حلیمیہ، الہ آباد۔

(۵)-حضرت مولانا استاذ القراء قاری محمد نور الہدیٰ مصباحی نامہ نگار روزنامہ سہارا اردو، گورکھپور۔

(۶)-حضرت مولانا رحمت اللہ مصباحی، نامہ نگار روز نامہ انقلاب اردو، مبارک پور

اب ہم ذیل میں چند علماو مشائخ کے تعزیت نامے درج کرتے ہیں۔

مولا تبارک و تعالیٰ ان کو درجۂ شہادت عطا فرمائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمتِ شریف

حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

حضرت مفتی صاحب قبلہ............. السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے طالب علم مولوی اشتیاق احمد و ان کے رفیق ضیاء الحق صاحب مرحوم کے سانحۂ ارتحال کی خبر سن کر دل بے حد مغموم ہوا کہ یہ جواں سال طلبہ سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ مولا تبارک و تعالیٰ ان کو درجۂ شہادت عطا فرمائے، ان کے والدین اور اہلِ خانہ پر اس ناگہانی حادثہ کے سبب جو قلبی حالات رونما ہوئے ہوں گے، اس کو صرف محسوس کیا جاسکتا ہے، لکھا نہیں جاسکتا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور خانوادۂ برکات کے دل کے بے حد قریب ہے، لہٰذا ان حضرات کی ہر خوشی ہماری ذاتی خوشی اور ان کا ہر غم ہمارا ذاتی غم ہے۔ لہٰذا ہم اس گھڑی میں آپ سب کے ساتھ سہیم و شریک ہیں، بارگاہِ قاضی الحاجات میں دعا ہے کہ رب کریم ہمارے طلبہ کو تمام زمینی و آسمانی بلاؤں اور حادثات سے محفوظ رکھے۔

حضرت امین ملت دامت برکاتہم العالیہ وجملہ اراکین خاندانِ برکات کی جانب سے آپ حضرات و مرحومین کے والدین تعزیت قبول فرمائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومین کے متوسلین کو اس صبر آزما گھڑی میں صبرِ جمیل کامل کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا گو: سید نجیب حیدر نوری

سجادہ نشیں خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف، ایٹہ، یوپی

مولائے کریم ان کی بے حساب مغفرت فرمائے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

صدام حسین عمادی ذمہ دار مجلس رابطہ بل علمائے ہند نے رکن شوریٰ حاجی شاہد مدنی کے ذریعہ پیغام دیا کہ جناب امیر خسرو کے صاحب زادے اور محمد سرتاج، شہنواز حسین اور یحیٰ عالم کے بھائی جان مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی طالب علم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہند بائک ایکسیڈنٹ کے سبب ۲۳؍ ربیع الاول شریف ۱۴۴۱ھ کو صرف ۱۹؍ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے دوست ضیاء الحق بن شرف الدین بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میں تمام سوگواروں سے تعزیت کرتا ہوں اور صبر و ہمت سے کام لینے کی تلقین۔ یا رب مصطفیٰ جل جلالہ و ﷺ مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ضیاء الحق کو غریقِ رحمت فرما، اے اللہ! ان کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما، مولائے کریم ان کی بے حساب مغفرت فرما اور انھیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا پڑوس عطا فرما، یا اللہ! ان کی قبر پر رحمت و رضوان کے پھولوں کی بارشیں فرما، مولا کریم نور مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ان کی قبروں کو جگمگ جگمگ کر دے، تاحدِ نظر وسیع فرما دے، یا اللہ ان کے سوگواروں کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل مرحمت فرما، پروردگار میرے پاس جو کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اپنے کرم کے شایانِ شان ان کا اجر عطا فرما، یہ سارا اجر و ثواب جناب رسالت مآب ﷺ کو عنایت فرما، بہ وسیلۂ رحمۃ للعالمین میری زندگی کا سارا ٹوٹا پھوٹا عمل جو ہے اس کا ثواب مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ضیاء الحق سمیت ساری امت کو عنایت فرما، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ،

صلوا علی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد.

ایصالِ ثواب کے لیے باجماعت نماز پڑھنے کے فوائد پر ایک ایمان افروز قول پیش کرتا ہوں۔

امام جمال الدین جیشی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: پابندی سے باجماعت نماز پڑھنے والے کو اللہ پاک پانچ انعام عطا فرمائے گا۔ (۱) اس سے رزق کی تنگی دور کر دے گا۔ (۲) اسے قبر کا عذاب نہیں دے گا۔ (۳) اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (۴) پل صراط سے بجلی کی سی تیزی سے گزرے گا۔ (۵) بلا حساب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

صلوا علی الحبیب. صلی اللہ تعالیٰ علی محمد.

تمام سوگواروں سے مدنی التجا ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کے ساتھ ہر دم وابستہ رہیے، ایصالِ ثواب کے لیے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل کیجیے، ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی بھی پابندی کیجیے، بالغان و بالغات جو عاقل بھی ہوں، پچیس پچیس سو روپے کے رسائل ہو سکے تو مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے ایصالِ ثواب کے لیے تقسیم فرما دیجیے۔ ہو سکے تو فیضانِ نماز بھی تقسیم کیجیے، خود مطالعہ بھی فرمائیے، دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ، جامعات المدینہ کے اخراجات میں استعمال کے لیے ٹیلی تھون میں حصہ لیجیے، کچھ نہ کچھ ایصال ثواب کے لیے ٹیلی تھون کی یونٹ بھی جمع کروائیے، ای یونٹ دس ہزار روپے کا ہے، ہو سکے تو ایصالِ ثواب کے لیے بارہ مدنی مذاکروں میں حاضری ہو سکے یا مدنی چینل کے ذریعہ شرکت ہو سکے تو مدینہ مدینہ، ہر مدنی مذاکر سوال و جواب شروع ہونے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ بارہ منٹ تو دیکھ لیجیے، نماز کی پابندی کرتے اور کرواتے رہیے،

مدنی چینل دیکھتے رہیے، بے حساب مغفرت کی دعا کا ملتجی ہوں۔

ارشادات شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ۔

رہِ علم کا مسافر "باغِ فردوس" سے فردوسِ بریں پہنچا

بخدمت اقدس حضور عزیز ملت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہِ اعلیٰ و محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ، صدر المدرسین و جملہ اساتذۂ کرام و حضرات منتظمہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔۔۔۔۔السلام علیکم والرحمۃ والبرکۃ

عزیز گرامی مولانا اشتیاق احمد مرحوم اور ان کے رفیق سفر جناب ضیاء الحق مرحوم کی ایکسیڈینٹل موت کی خبر نے ہم سبھوں کو سوگوار کیا، یقیناً بڑا عظیم اور روح فرسا حادثہ ہے، شہید موصوف کے والدین کی آرزوؤں کا باغ و بہار آشنا ہونے سے قبل مرجھا گیا، نخلِ دل ثمربار ہوتے ہوتے خزاں کے ہاتھ چڑھ گیا، آپ حضرات اور اہلِ خانہ کے رنج و غم کو الفاظ کے پیکر میں نہیں ڈھالا جاسکتا، ہم سب لوگ غم واندوہ میں برابر کے شریک ہیں۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ مرحومین کے صغائر وکبائر معاف فرماکر بہشت بریں کی نعمتوں سے لطف اندوز فرمائے اور آپ حضرات اور ان کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور اجر جزیل سے مالامال کرے۔ (آمین)

"اِنَّ لِلّٰہِ مَا أَخَذَ وَاعْطِی وَکُلّ شَیْءٍ عِنَدَہٗ إِلٰی اَجَلٍ مَسَمیً." (الحدیث)

جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور میں شہید موصوف کے لیے قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ اساتذۂ جامعہ کی تعزیتی میٹنگ ہوئی، سب نے دکھ کا اظہار کیا، مغفرت کی دعائیں کیں۔

دعا ہے کہ خدائے قدیر وغافر اپنے حبیب رؤف و رحیم کے صدقے جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی علمی آبرو باقی رکھے۔ اسے نظرِ بد سے بچائے، طلبۂ اشرفیہ کی حفاظت فرمائے اور اساتذۂ اشرفیہ کو ملت کی ناخدائی کے لیے عمرِ خضر عطا فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلوٰۃ وکمل التسلیم.

شریکِ غم: محمد مسیح احمد قادری مصباحی پرنسپل وشیخ الحدیث
وجملہ اساتذہ وارکان جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور
۲۵/ ربیع النور ۱۴۴۱ھ

آہ شہیدِ راہِ اشرفیہ

مورخہ ۲۱ نومبر ۲۰۱۹ء بروز جمعرات متعدّد ذرائع سے یہ جانکاہ خبر ملی کہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی کے درجہ فضیلت کے طالب علم مولانا محمد اشتیاق احمد اور ان کے ساتھی جناب ضیاء الحق کا ایک سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر دلی صدمہ پہنچا، ہم ایسے غمگین موقع پر مرحومین کے اہل خانہ اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے جملہ اساتذہ وطلبہ اور اراکین کے رنج وغم میں برابر کے شریک ہیں۔

اور دعاء گو ہیں کہ اللہ رؤف ورحیم اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلے سے "مصباحی دولہا، شہید راہ اشرفیہ" کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت نعیم میں اعلی مقام عطافرمائے اور ان کے اہل خانہ واساتذہ ومتعلقین اور محبین کو صبر جمیل واجر جزیل عطافرمائے۔ آمین

شریک غم (مفتی) محمد شبیر احمد صدیقی: ناظم اعلی وجملہ اراکین
مفتی عبدالقدوس مصباحی شیخ الحدیث وصدر المدرسین وجملہ اساتذہ وطلبہ دار العلوم احمد کھٹو سرخیز، احمد آباد، گجرات

اللہ تعالیٰ ان شہیدان راہِ اشرفیہ کی مغفرت فرمائے

۲۱/ نومبر ۲۰۱۹ بروز جمعرات کو فیس بک و وہاٹس ایپ اور دیگر ذرائع سے یہ جانکاہ خبر ملی کہ مادر علمی مرکز علم وادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی کے درجہ فضیلت کے طالب علم مولانا محمد اشتیاق مصباحی اور ان کے دوست جناب ضیاء الحق کا ایک سڑک حادثہ میں انتقال ہو گیا ہے (انا للہ و انا الیہ راجعون) اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر دلی صدمہ پہنچا۔ واقعہ کی تحقیق و تفتیش کے بعد دار العلوم حجازیہ چشتیہ، گھاٹ کوپر، ویسٹ ممبئی ۸۶/ اور دار العلوم فیضان قطب المشائخ وکرولی ویسٹ وے ۷۹/ میں مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی وفاتحہ خوانی ہوئی۔ جس میں دونوں دار العلوم کے اساتذہ اور طالبان علوم نبویہ شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی صاحب نے فرمایا کہ ہم ایسے نمناک اور غمگین موقع پر مرحومین کے اہل خانہ اور مادرِ علمی الجامعۃ الاشرفیہ کے اساتذہ وطلبہ اور اراکین کے رنج وغم میں شریک ہیں اور دعاء گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے وسیلے سے مصباحی دولھا شہیدان راہ اشرفیہ کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے۔ اور ان کے اہل خانہ واساتذہ و متعلقین ومحبین کو صبر جمیل واجر جزیل عطافرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

(شریکان غم)
اراکین حضرت علی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، ممبئی ۸۶۔

"اعزازی....سند و دستار.....دی جائے"

مادر علمی، ازہر ہند، الجامعہ الاشرفیہ، عربی یونیورسٹی مبارک پور، کے درجہ فضیلت سے امسال (۱۴۴۱-۲۰۱۹) فارغ ہونے والے مولانا محمد اشتیاق احمد شہید مصباحی علیہ الرحمۃ جو عرس حافظ ملت وجشن دستار فضیلت سے تقریباً دو ماہ پہلے ہی (۲۳/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ/۲۱/ نومبر ۲۰۱۹ کے آخری عشرہ میں) اپنے ایک ساتھی ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے... مولیٰ تعالی دونوں کو غریق رحمت فرمائے اور متعلقین کو صبر واجر سے نوازے۔ آمین۔

الجامعہ الاشرفیہ مبارکپور کے ارباب حل و عقد سے میری تجویز و درخواست ہے کہ پس مرگ بھی مولانا محمد اشتیاق احمد شہید مصباحی کے لئے اعزازی سند و دستار جاری فرماکر ان کے وارثین ولواحقین کے حوالے کی جائے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ والسلام.......فقط

فتح احمد عیش بستوی مصباحی

حافظ ملت اسلامک اسمبلی، ڈربن۔ ساؤتھ افریقہ۔

دل غمگین اور آنکھیں نم ہیں

مکرمی!............سلام مسنون

مولانا اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے دوست مولانا ضیاء الحق کے سڑک حادثے میں جاں بحق ہوجانے سے دل غمگین اور آنکھیں نم ہیں. مولانا اشتیاق احمد مصباحی عن قریب مہمان رسول سے نایب رسول کے منصب پر فایز ہونے والے تھے کہ وقت اجل آپہنچا اور اللہ جل مجدہ الکریم نے آپ کو مرتبہ شہادت پر فائز فرمادیا۔ موت برحق ہے اور ہر ایک کو آنی ہے لیکن جوانی کی حالت میں جب موت آتی ہے تو اہل خانہ اور لواحقین کچھ زیادہ ہی متاثر اور غم زدہ ہوتے ہیں۔ مولانا اشتیاق احمد اور مولانا ضیاء الحق کی اچانک رحلت سے نہ صرف ان کے والدین اور خاندان والوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے بلکہ جامعہ اشرفیہ اور پوری جماعت اہل سنت سوگوار ہے. اس موقع پر جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ وطلبہ اور ارباب حل وعقد نے اپنے روحانی فرزند مولانا اشتیاق احمد اوران کے دوست سے قلبی وابستگی کا جو ثبوت پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے. یہ عظیم سانحہ اور مرحومین کے ساتھ اساتذہ کرام اور طلبہ وساتھیوں کی عقیدت و محبت اشرفیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مولانا اشتیاق احمد مصباحی کے والدین اور ان کے اعزاواقربا کی خوشیاں غموں میں تبدیل ہوگئیں ہیں لیکن انہیں اللہ کی رضا پر راضی رہنا ہے اور اس بات پر صبر و شکر بھی ادا کرنا ہے کہ اللہ رب العزت نے میرے بیٹے کو شہادت کی موت نصیب فرمائی جس موت کی اہل ایمان تمنا کرتے ہیں. دعا ہے کہ مولی تعالی دونوں مرحومین کی بخشش فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے والدین اوراہل خانہ کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

شریک غم: محمد عرفان قادری

خادم تدریس وصحافت مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن

شاہی مسجد بڑا چاند گنج لکھنو (یوپی)

ہم جامعہ اشرفیہ اور طلبہ کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

لله ما أخذوله ما اعطی و کل شیء عنده باجل مسمی.

بخدمت اقدس! سراج الفقہا، حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔

حضور عالی مرتبت مفتی صاحب قبلہ احفظکم اللہ ----------

السلام علیکم ورحمة الله و برکاته-

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں جماعت فضیلت کے طالب علم مولانا محمد اشتیاق احمد صاحب اور ان کے عزیز ترین دوست ضیاء الحق صاحب کی وطن سے دور اور بہت دور ایک بھیانک سڑک حادثہ میں دردناک موت کی خبر سن کر بے پناہ رنج و غم ہوا۔ سچ مچ یہ جانکاہ حادثہ مرحومین کے اہل خاندان اور والدین کے لیے انتہائی غم واندوہ کا باعث ہے۔ ہم اساتذہ وطلبائے جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف اس مشکل ترین گھڑی اور ناگہانی میں جامعہ اشرفیہ اور ان بچوں کے اہل خانہ اور والدین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

اور بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہیں کہ اللہ جل جلالہ مرحومین کی مغفرت فرمائے، انہیں مرتبۂ شہادت عطا فرمائے، اور ان کے اہل خانہ اور والدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین !

سوگوار: اساتذہ وطلبائے جامعہ احسن البرکات خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، ایٹہ۔

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

آج صبح بروز جمعرات موبائل ہاتھ میں لیتے ہی فیس بک پر نظر ڈالی تو اس حادثہ جانکاہ کی خبر موصول ہوئی. میں نے اس کا اسکرین شاٹ * تنظیم پیغام اسلام گروپ * میں ڈالا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ کیا یہ خبر صحیح ہے۔ خبر کے مطابق دوہری گھاٹ پر ایک بے قابو ٹرک سے ٹکرا گئے اور وہیں اللہ کو پیارے ہو گئے، کچھ دیر کے بعد ان کے ساتھی کی بھی روح پرواز کر گئی. انا للہ و انا الیہ راجعون.

اشرفیہ میں جیسے ہی یہ اطلاع پہنچی نگراں انچارج ماسٹر فیاض احمد عزیزی کچھ طلبہ کے ہمراہ مئو کے لیے نکل پڑے جہاں پوسٹ مارٹم اور متعلقہ سرکاری کارروائی کے مراحل طے ہو رہے تھے، جامعہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی اور مولانا ہارون مصباحی بھی مئو پہنچے۔

موصوف کا تعلق صوبۂ بہار کے کشن گنج سے تھا، تین سال پہلے انھوں نے تحریک اصلاح ملت مظفر پور (بہار) کے سینٹر سے تیاری کی تھی اور درجہ سادسہ میں جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا۔ امسال جماعت فضیلت میں تھے، اور دستار فضیلت سے پہلے ہی انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

ابھی بنا بھی نہ ڈالی تھی آشیانے کی
فلک کو فکر ہوئی بجلیاں گرانے کی!

مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی نیک، محنتی، مخلص اور ملنسار تھے۔

اس غم کی گھڑی میں ہم تمام مصباحی برادران ان کے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تمام مصباحی برادران سے گزارش ہے کہ آپ سب جہاں کہیں بھی ہوں مساجد یا مدارس میں ان کے لیے دعاے مغفرت فرمائیں۔ ائمہ حضرات نماز جمعہ میں ان کے لیے دعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجاً خَيْراً مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النار.

شریک غم

محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی

☆☆☆☆☆

(ص: ۴۵ کا بقیہ).....

آپ کی تصانیف میں تذکرہ امجدی (سوانح حیات والد ماجد) مولانا سمیع اللہ امجدی علیہ الرحمۃ، صفحات ۱۹۱ اور چالیس حدیثیں (ماخوذ از مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صفحات ۶۴، مطبوعہ ہیں۔ کئی تصانیف غیر مطبوعہ ہیں اور کئی ایک زیر ترتیب۔ شروع دور میں آپ کے مضامین رسائل میں شائع ہوتے رہے، ضرورت ہے کہ انھیں جمع کر کے شائع کیا جائے۔

آپ نے بنارس کی کئی مساجد میں پنج وقتہ اور کئی میں جمعہ وعیدین کی امامت فرمائی۔ سالوں تراویح بھی پڑھائی۔ بغیر کسی معاوضے کے محافل میلاد شریف میں شرکت فرمایا کرتے اور وعظ کہتے۔

چار فرزند موجود ہیں۔ جب کہ ایک کا انتقال ہو چکا ہے وہ بھی جوانی کے قریب۔ تین بچے شادی شدہ اور برسر روزگار ہیں۔ سب سے چھوٹا بچہ حفظ کر رہا ہے، شاید وہی جانشین بنے۔ خداے قدیر اسے اچھا حافظ قرآن اور عالم دین بنائے۔ اور تمام اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے، باعمل بنے رہنے اور مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق دے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے ساتھ رحمت و غفران کا معاملہ کرے اور دیگر پسماندگان کو بھی اجر کی توفیق دے، آمین۔

مولانا ایک اچھے اور ذی استعداد عالم و مدرس تھے۔ مضمون نگاری اور تصنیف میں زبان اچھی اور ادب سے بھرپور تھی۔ مولانا لڑائی جھگڑے سے دور رہنے والے اور سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

☆☆☆☆☆

ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

سلطان پور میں

مولانا محمد ابوبکر صاحب

مدرسہ سراج العلوم لطیفیہ، نہال گڑھ

جگدیش پور، سلطان پور (یوپی)

ممبئی میں

مولانا محمد شرف الدین صاحب

نئی سنی مسجد، گھڑپ دیو، ممبئی

سفرِ آخرت

شیخِ معقولات مفتی شبیر حسن مصباحی دنیا سے کوچ کر گئے

از: مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

یہ خبر بڑی وحشت اثر اور افسوس ناک ہے کہ عصر حاضر کے شیخ المعقولات امینِ فقہ وفتویٰ حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن رضوی مصباحی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ روناہی ضلع فیض آباد (یوپی) مختصر علالت کے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کا انتقالِ پُر ملال بدھ کا دن گزار کر یعنی جمعرات کی رات سات بجے ۱۲ دسمبر ۲۰۱۹ء/ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ کو ہوا، میں سفر میں تھا اس لیے جنازے میں حاضر نہ ہو سکا جس کا افسوس ہے۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ بعد جمعہ شہزادہ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری بانی جامعہ امجدیہ گھوسی نے پڑھائی اور روناہی میں تدفین عمل میں آئی۔ کثیر تعداد میں علما و مشائخ اور طلبہ مدارس اسلامیہ نیز عوام اہل سنت نے جنازے میں شرکت کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ روناہی کی سرزمین پر یہ سب سے بڑا جنازہ تھا۔ معلوم ہوا کہ لکھنؤ کے ایک بڑے ہاسپٹل میں کچھ دنوں زیر علاج رہے اور وہیں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ وہاں سے نعش مبارک روناہی لائی گئی جہاں عرصہ دراز سے آپ حدیث و فقہ اور معقولات کی اہم کتابوں کا درس دیتے رہے۔

موصوف کے انتقال سے ملت اسلامیہ ایک بڑے محدث، جید مفتی اور معقولات کے شاندار مدرس سے محروم ہوگئی۔ آپ کی تمام تر توجہ اور کوشش عقائد اہل سنت کی ترویج واشاعت اور افکارِ امام احمد رضا کی تائید وترسیل کی طرف تھی۔

معقولات کی ان منتہی کتابوں پر آپ کو دسترس حاصل تھی جن کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے والے اب خال خال ہی مل سکیں گے۔

استاذ العلماء جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت علامہ الشاہ حافظ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔ جامع العلوم حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی ثم مبارک پوری۔ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی۔ شیخ الادب حضرت علامہ قاضی محمد شفیع اعظمی مبارک پوری علیہم الرحمۃ والرضوان (اساتذہ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور) کے اجلہ تلامذۃ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

دستار فضیلت کے بعد درجہ تحقیق میں داخلہ لیا۔ جسے ان دنوں "فنون" کا درجہ کہا جاتا تھا۔ اس درجے میں آپ نے مندرجہ ذیل کتابوں کا خصوصی درس لیا۔

(۱) ملا حمد اللہ شرح سلم (منطق) (۲) قاضی مبارک شرح سلم (منطق) (۳) ملا مبین شرح سلم (منطق) (۴) میر زاہد بر ملاّ جلال (منطق) (۵) حاشیہ صدرا (فلسفہ) (۶) شمس بازغہ ملا محمود جون پوری (فلسفہ) (۷) تصریح شرح تشریح الافلاک (ہیئت)۔

ان کے ہم درس ساتھیوں میں مولانا احمد رضا مصباحی (ہیڈ کیشیر، جامعہ اشرفیہ معروف بہ بڑے بابو) اور مولانا صفی اللہ گورکھپوری تھے۔ ان میں مولانا مفتی شبیر حسن صاحب علیہ الرحمہ نے ہی اپنی اعلیٰ تعلیم کا بھرم رکھا۔ زندگی بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے اور معقولات کے ساتھ فقہ و فتویٰ سے بھی بھرپور دلچسپی اور مہارت کا مظاہرہ فرمایا۔ مولائے قدیر مفتی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور ان کے فیضان علمی کو جاری رکھنے کی تلامذہ کو توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے پسماندگان کو صبر و اجر سے ہم کنار کرے۔ آمین۔

راقم الحروف، الجامعۃ الاسلامیہ روناہی کے ارباب بست وکشاد اور اساتذہ و تلامذہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور نعم البدل کے لیے دعاگو بھی۔

مولانا میں بہت خوبیاں تھیں۔ اجمالاً عرض ہے کہ بڑے ملنسار خوش اخلاق آدمی تھے۔ علما اور ہم عصروں کی بڑی قدر کرتے۔ بہت بڑے عالم ہوتے ہوئے بھی چھوٹوں سے اچھی طرح ملتے۔ اپنی بڑائی کا ہرگز اظہار نہیں کرتے تھے۔ آپ کے جانے سے مسند فکر وفن سونی ہوگئی۔ جامعہ اسلامیہ روناہی اپنے ایک عالی دماغ مدرس اور ماہر حدیث وفقہ سے محروم ہوگیا۔ ☆☆☆

سفرِ آخرت

آہ! مولانا مظفر الدین مصباحی گھوسوی بھی نہ رہے

از: مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

مولانا مظفر الدین مصباحی فرزندان اشرفیہ میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ کی ولادت ۱۴ دسمبر ۱۹۵۵ء میں بمقام محلہ امجد نگر، گھوسی ضلع اعظم گڑھ (یوپی) ہوئی۔ والد گرامی کا نام مولانا سمیع اللہ امجدی تھا۔ جو ایک عالم باعمل کی حیثیت سے دین اور علم دین کے فروغ میں مصروف عمل رہے۔ بالآخر بھیونڈی مہاراشٹر کی سرزمین پر زندگی کی آخری سانس لی اور ۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ، ۱۱ راگست ۱۹۹۴ء بروز پنج شنبہ انتقال فرما گئے اور وہیں مدفون بھی ہوئے۔

مولانا حافظ مظفر الدین احمد مصباحی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ قصبہ گھوسی بھی مدینۃ العلماء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مقامی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور پہلے عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ کے روحانی عرفانی موقع پر ۱۹۷۷ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

عربی فارسی بورڈ الہ آباد سے فاضل دینیات، فاضل ادب اور فاضل طب کی ڈگریاں حاصل کیں۔ سرکار مفتی اعظم ہند تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ۱۹۶۵ء یعنی بچپن ہی میں بیعت ہو گئے تھے جس کا فیضان قدم قدم پر آپ کے ساتھ رہا۔ خلیفہ مفتی اعظم جناب صوفی ڈاکٹر محمد شہاب الدین صدیقی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے وصال سے پہلے جن لوگوں کو خلافت عطا کی ان میں آپ کا نام نامی بھی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے آپ نے پیری مریدی کا کوئی مشغلہ شروع نہیں کیا۔ تقریر وخطابت اور امامت کے ذریعہ دین کی خدمت کرتے رہے۔

آپ کے اساتذہ میں چند نمایاں نام یہ ہیں: استاذ العلماء حضور حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ، شمس العلما قاضی شمس الدین احمد جونپوری (مصنف قانون شریعت)، قاضی شریعت علامہ محمد شفیع اعظمی، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ حفیظ اللہ قادری (عم محترم)، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، محبوب العلماء مولانا محبوب اشرفی مبارکپوری، علامہ حافظ عبد الشکور عزیزی (شیخ الحدیث)، مولانا اسرار احمد اعظمی، نصیر ملت مولانا نصیر الدین عزیزی، استاذ ادب علامہ یٰسین اختر مصباحی، فاضل گرامی علامہ مولانا افتخار احمد قادری گھوسوی، استاذ الحفاظ حافظ عبد الحمید بنارسی، حافظ قاری محمد یونس کانپوری، حافظ عبید الحق اعظمی وغیرہم۔

آپ نے مندرجہ ذیل مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں

مدرسہ مداریہ لاہرپور سیتاپور، (۲ سال) الجامعۃ الصمدیہ پھپھوند شریف (۳ سال) مدرسہ مدینۃ العلوم جلالی پورہ، بنارس (یوپی) ۱۹۸۱ء سے ۲۰۱۷ء میں ریٹائرڈ ہونے تک یعنی تقریباً ۳۶ سال تک تدریس کا شاندار ریکارڈ قائم کیا۔

کئی سال شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے اور اسی عہدے پر ریٹائر ہوئے اور پھر دو سال کے بعد ہی تقریباً دو ماہ کی علالت سے دو چار ہو کر وطن مالوف گھوسی امجد نگر آبائی مکان میں بولتے بات کرتے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آپ کی سکونت عرصہ دراز سے (تقریباً ۳۰ سال سے) بنارس ہی میں تھی۔ اپنا نجی مکان بھی محلہ چھتن پورہ میں بنوالیا تھا۔ لیکن انتقال سے دس روز قبل خود ہی بچوں سے کہا کہ مجھے گھوسی گھر پر پہنچا دو۔ بچوں نے خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر پہنچا دیا، وہیں آپ نے حیات کی آخری گھڑی گزارتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۴ نومبر بروز پنج شنبہ (جمعرات) صبح سات بج کر چالیس منٹ پر آپ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم گھوسی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی نے امامت کے فرائض انجام دیے اور امجد نگر قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ گھر والوں کے ساتھ گھوسی اور قرب و جوار کے علماء اور مسلمان حضرات سوگوار ہو گئے۔ مدرسہ مدینۃ العلوم جلالی پورہ بنارس کے اساتذہ وطلبا نے اور بہت سے دیگر حضرات نے جنازہ میں شرکت کی اور اپنے رنج وغم کا اظہار کیا۔ (باقی ص: ۴۳ پر)

مکتوبات

قوم اور حکومت ہند سے اپیل

اس وقت ہندوستان میں ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ واقعی تشویشناک بھی ہیں اور ہولناک بھی۔ بے چین و مضطرب کر دینے والا بھی ہے اور سراسیمہ و خوفزدہ کر دینے والا بھی۔ یہ واقعی ہم سب کے لیے ایک کٹھن اور صبر آزما دور ہے۔ آپ کا فریق مخالف اور آپ کا دشمن بلا شبہ دنیوی اعتبار سے بہت طاقتور ہے۔ سیاسی، افرادی، حکومتی اور مالی اعتبار سے ہمارے مقابلے میں اس کی طاقت کئی گنا زائد ہے۔ آج ایوان بالا اور ایوان زیریں میں متعصب اور اسلام مخالف ذہنیت رکھنے والے افراد اکثریت میں ہیں جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اسلام مخالف، مسلمان مخالف، ملک مخالف اور دستور مخالف نئے نئے قوانین منظور کرا کر ملک کی جمہوری اقدار کو پامال کر رہے ہیں۔ ان حالات میں یہاں کا مسلمان اپنے آپ کو نہایت کمزور، بے سہارا اور بے بس محسوس کر رہا ہے۔ متعصب اور فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے افراد ہندوستانی مسلمانوں کو خوفزدہ، دہشت زدہ اور سراسیمہ ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا منصوبہ یہ ہے کہ یہاں کا مسلمان ہماری بالا دستی قبول کرتے ہوئے غلامی اور مزدوری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔ ہمارے کسی بھی ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھانے کی اس کے اندر جرأت نہ رہے۔ جب سے این، آر، سی اور شہریت ترمیمی ایکٹ کے خلاف ملک کے دانشور اور سیکولر طبقے کے ساتھ مسلمانوں نے کثیر تعداد میں ہمت و حوصلہ دکھاتے ہوئے سڑکوں پر آکر حکومت کے خلاف پر امن مظاہرے کرنے شروع کئے ہیں تب ہی سے حکومت نے مسلمانوں کو دبانے، کچلنے اور انہیں مستقبل میں کبھی بھی حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کرنے کے لائق نہ رکھنے کیلئے پولیس، گودی میڈیا اور نیم فوجی دستوں کے ذریعہ ان پر بے پناہ تشدد، ذہنی و جسمانی اذیت پہنچانے کے ساتھ ان پر بھاری بھرکم جرمانے عائد کرنے اور انہیں خطرناک ترین دفعات کے تحت مقدمات میں پھنسانا شروع کر دیا ہے۔ اس وقت ہندوستان خاص کر اتر پردیش میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم حکومت کے اشارے پر پولیس کے ذریعہ ہو رہا ہے وہ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ اس وقت حقیقتاً یہاں کا مسلمان بے حد خوف و ہراس کی زندگی گزار رہا ہے۔ بظاہر اسے کسی کی معاونت اور مدد حاصل ہوتی نہیں دکھائی دے رہی ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں ملک کے ایسے غیر مسلم افراد کو ساتھ لے کر اس ظلم و ستم کے خلاف قانونی طور پر جدوجہد کرنے اور جمہوری طور پر اس کے خلاف پر امن انداز میں آواز اٹھانے کی ضرورت ہے کہ جو سیکولر ذہن رکھتے ہیں اور دنیوی طور پر انسانیت کا درد محسوس کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ظالم کے ظلم کو برداشت کرنے سے ظالم جری ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ظلم اور ہر ظالمانہ قانون کے خلاف پر امن، جمہوری انداز اور قانون کے دائرے میں رہ کر آواز بلند کرنا، احتجاج کرنا اور مظاہرے کرنا ملک کے ہر شہری کا جمہوری و آئینی حق ہے۔ لیکن اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی شاطر دشمن آپ کے مظاہروں میں شامل ہو کر بد امنی نہ پھیلا دے اور کہیں آپ کے مظاہروں کو بے اثر نہ کر دے۔ ملکی املاک کو نذر آتش کرنا، آگ زنی کرنا یا توڑ پھوڑ کرنا یہ بھی قانوناً جرم ہے جس سے مظاہرین کو سختی سے باز رہنا چاہئے۔ آج کے اس ظلم و ستم بھرے ماحول میں جن لوگوں نے پر امن اور جمہوری انداز میں ظلم کے خلاف آواز بلند کی ہے وہ لوگ بلا شبہ قابل مبارک باد ہیں۔ اس سلسلے میں جن مظاہرین پر بلا وجہ غیر قانونی طور پر حکومت کے اشارے پر جو ظلم و ستم ہوا ہے وہ بلا شبہ قابل مذمت ہے۔ ہماری حکومت سے اپیل ہے کہ ملک کے امن و امان کو متاثر کرنے والے قوانین بنانے سے پرہیز کرے۔ شہریت ترمیمی ایکٹ کو فوری طور پر واپس لے، پورے ملک میں این، آر، سی لاگو کرنے سے پرہیز کرے۔ جن مظاہرین خاص کر جن مسلمانوں پر پولیس نے بلا وجہ ظلم و تشدد کیا ہے ان کے خلاف سخت کاروائی کرے، پولیس کی گولی سے جو لوگ اپنی جان سے گئے ہیں ان کے پسماندگان کو اور جو لوگ زخمی ہوئے ہیں انہیں معاوضہ دے، جنہیں غیر

قانونی طور پر گرفتار کیا گیا ہے انہیں رہا کرے اور جن پر مقدمات قائم کئے ہیں ان سے مقدمات واپس لے۔

فقیر قادری **محمد سبحان رضا خاں سبحانی** غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ

درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

اصلاحی وفکری مضامین کی سخت ضرورت

ادیب شہیر، حضرت علامہ مبارک حسین صاحب قبلہ مصباحی مدظلہ النورانی---------السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان ماہ نامہ اشرفیہ اکتوبر ۲۰۱۹ء باصرہ نواز ہوا جس کا ہر مضمون بہت معیاری اور لائق تحسین ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ”خانوادۂ اشرفیہ اور خانوادۂ رضویہ کے علمی و روحانی تعلقات“ قلب وجگر کی تسکین کا سامان ہے، خدا کرے ایسے دور اندیش و نباض افراد ملت کو اور فراہم ہوں تا کہ دین وسنیت کا کام اتفاق واتحاد کے ساتھ جاری رہے۔

آپ کا اداریہ ”وہ باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے“ وقت کی آواز ہے، موجودہ حالات میں قومِ مسلم کو ایسے ہی اصلاحی وفکری مضامین کی اشد ضرورت ہے، مولا عزوجل مسلمانوں کو اپنے احوال پر نظرِ ثانی کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، انبیا و مرسلین کی شان و عظمت کا کیا پوچھنا؟ خداوند قدوس نے انھیں جو عزت وشان عطا فرمائی اور اپنی بارگاہ کا مقرب بنایا پھر ان کی حیاتِ طیبات میں وہ امتیاز رکھا کہ دیکھنے والے آج تک حیرت زدہ ہیں، ان کی زندگی میں قومِ مسلم کے لیے جو تازہ نقوش ہیں انھیں دیکھا جائے، سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سچے دل سے عمل کر کے اپنے شب و روز کو گزارا جائے تو پھر سے انقلاب آسکتا ہے۔ مولا تعالیٰ ماہ نامہ اشرفیہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

محمد عثمان اشرفی ولد حضرت مولانا ابو بکر اشرفی، باسنی

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، باسنی ناگور، راجستھان

موٹی ویشن اور اِنسپریشن

مکرمی!............ سلام مسنون

کسی کو دیکھ کر کچھ کر دکھانے کا حوصلہ پیدا کرنا، چند جملوں سے بڑا سبق حاصل کر لینا، کامیاب لوگوں کو دیکھ کر متاثر ہو جانا اور پھر اپنی قابلیت کو بروئے کار لانا، یہی ہے (motivation) موٹی ویشن اور اِنسپریشن (inspiration) کی دنیا ہے جہاں پہنچنے کے بعد انسان کے اندر ایک عجیب انقلاب برپا ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم موٹی ویٹ (motivet) ہونے اور انسپائر (insipir) یعنی متاثر ہونے کے لیے اور اپنے اندر جدوجہد کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کہاں جائیں؟ کیا موٹی ویشنل بیان دینے والوں کو سنیں جیسا کہ کروڑوں نوجوان سنتے ہیں یا کچھ اور کریں تو مسلم نوجوانوں کو ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ آپ کو موٹی ویشن اور اِنسپریشن کے لیے کہیں اور جانے یا کسی اور کو سننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے دین کو پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، اِسی میں موٹی ویشن اور اِنسپریشن کی ایسی دنیا آباد ہے جو شاید آپ کو کہیں اور دیکھنے کو نہ ملے۔ ہماری یہ بات آپ کو تھوڑی عجیب لگ سکتی ہے کہ دین میں موٹی ویشن اور اِنسپریشن کہاں سے آگیا تو آئیے ہم آپ کو اِس کی ایک جھلک دکھا ہی دیتے ہیں۔

ایک شخص کو آج پوری دنیا امام اعظم ابوحنیفہ کے نام سے یاد کرتی ہے اور کروڑوں لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں، کیا یہ بات آپ کو متاثر نہیں کرتی؟ صرف ۱۷ سال کی عمر میں امام مالک حدیث کا درس دیتے تھے، کیا یہ بات آپ کو تحریک نہیں دیتی؟ امام ابن جوزی نے زمانۂ طالب علمی میں بیس ہزار کتابیں پڑھیں۔ مدرسے کی لائبریری کی چھے ہزار کتابیں پڑھ ڈالیں، پھر بغداد کے کتب خانوں کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر ڈالا، کیا یہ سن کر آپ کو حوصلہ نہیں ملتا؟ امام ابو یوسف کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، ایک طرف جنازہ ہے اور دوسری طرف علم دین پڑھنے کے لیے استاذ کے پاس جانا ہے، ایسے میں ہم کیا کرتے لیکن امام ابو یوسف نے ایک شخص کو بیٹے کو دفن کرنے کی ذمے داری دی اور علم سیکھنے چلے گئے کیا یہ سن کر بھی آپ متاثر نہیں ہوئے؟ مجدد اعظم امام احمد رضا خان بریلوی ۱۲ ؍ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ میں ملکہ حاصل کر لیتے ہیں اور باضابطہ فتویٰ نویسی کرنے لگتے ہیں، حضور حافظ ملت نے اپنی قلیل سی حیات فانی میں تحریر وتدریس فتویٰ نویسی اور مناظرہ کے علاوہ اہل علم وفضل کی صنعت گری کے لیے ایسا کارخانہ اس روئے زمین پر لگا دیا کہ اہل دل تا قیامت احسان شناسی میں سجدہ ریز رہیں گے کیا اب بھی آپ متاثر نہیں ہوئے۔ کسی نے گھر بیچ کر کتابیں خرید لیں، کسی نے سالوں قید رہنا گوارا کیا لیکن حق کا ساتھ نہ چھوڑا، سیکڑوں نے لاکھوں کو شکست دی، اور بھی بہت کچھ ہے جو آپ کو ایسا متاثر کرے گا کہ زندگی بھر کسی غیر سے حوصلہ اور تحریک حاصل نہیں کرنی پڑے گی بس اپنے دین کو پڑھ کر دیکھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں. آپ کو علم وعمل کے جواہر پارے ضرور ملیں گے۔

از: محمد ہاشم اعظمی مصباحی، نوادہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی

مرتب: معصوم رضا نوری

سرزمین کچھوچھا مقدسہ پر عرس صوفی ملت
اور
محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر تاریخی سیمینار

۲۰/اکتوبر بروز اتوار کو کچھوچھا مقدسہ کی سرزمین پر خانوادۂ اشرفیہ کے فرزند عظیم، بطل جلیل صوفیِ ملت، عطائے مخدوم اشرف حضرت سید شاہ جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس سراپا قدس بڑے تزک واحتشام اور شان و شوکت سے انعقاد پذیر ہوا۔ اس حسین و پُر بہار موقع پر جانشین صوفی ملت، شیخ طریقت اشرف العلما حضرت علامہ الحاج ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی نے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر ایک عظیم الشان سیمینار آرگنائز کیا جس میں ملک کے درجنوں مفتیانِ کرام اور معروف قلم کار و دانشوران قوم و ملت نے شرکت فرمائی۔

سیمینار کی سرپرستی شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ دستگیر اشرف اشرفی جیلانی فرزند اکبر صوفی ملت اور صدارت رئیس ملت شیخ طریقت حضرت سید شاہ رئیس اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشیں خانقاہِ شاہِ میراں، کھمبات شریف نے فرمائی۔

سیمینار کا آغاز نبیرۂ صوفیِ ملت حافظ و قاری سید عبدالقادر اشرف اشرفی جیلانی کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ترانۂ اشرفی پڑھا گیا، ترانۂ اشرفی کے بعد جناب سید محمد حیدر شاداب میاں چیف ایڈیٹر ماہنامہ صوفی ملت نے افتتاحی کلمات پیش کیے جس میں انھوں نے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے تمام مندوبین کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر پیش کیا۔ اس کے بعد مندوبین علماو مشائخ میں مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی صاحب قبلہ، مشرف اعلیٰ السید محمود اشرف، دار التحقیق والتصنیف، کچھوچھا شریف، مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب، دارالعلوم امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، پروفیسر سید طارق سعید صاحب پروفیسر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، پروفیسر سید سراج الدین اجملی صاحب، پروفیسر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مولانا ممتاز مصباحی، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی، مولانا مبارک حسین مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا عارف اللہ فیضی، نائب پرنسپل مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو، مولانا ساجد علی رضوی مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، مفتی محمد منظر حسن خاں اشرفی مصباحی، بانی وسرپرست دارالعلوم حجازیہ چشتیہ ممبئی، مفتی عبد الخبیر مصباحی، صدر المدرسین دارالعلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، مفتی کمال الدین اشرفی، صدر مفتی و شیخ الحدیث، ادارہ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی اور مولانا فہیم احمد ثقلینی، ازہری صاحب، صدر المدرسین جامعۃ المصطفیٰ، قصبہ ککرالہ نے بھی محدث اعظم ہند کی حیات و خدمات اپنے قیمتی اور گراں قدر مقالے پیش کیے۔

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی نے اپنے مقالے میں علم حدیث کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اس فن میں روایت و حفظ حدیث اور فقہ حدیث کو کافی اہمیت حاصل ہے اور ان تمام جہتوں سے حضور محدث اعظم ہند یقیناً اپنے دور کے محدث اعظم ہند ہیں۔ آپ نے محدث اعظم ہند کی تفہیم حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس باب میں آپ کی تحریر کتابی خوشبو کے اتنے حسین جامہ میں محفوظ ہے کہ قاری الفاظ و معانی کے حسین سنگم میں ایسا گم ہو جاتا ہے کہ صفحات پہ صفحات پڑھتا جاتا ہے پھر بھی کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

مولانا مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ حضور محدث اعظم ہند وہ باکمال شخصیت تھی جس نے پورے قرآن عظیم کا ترجمہ فرمایا اور علم حدیث میں ایسا مقام تھا کہ زمانہ محدث اعظم ہند کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ ان کے خطبات و مناظرے بھی نرالے تھے، بیٹھتے تو لگتا کہ کوئی شیر بیٹھا

ہے بولتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی مجاہد اعظم ہیں اور عبادت و ریاضت کا عالم یہ تھا کہ تقوی اور پارسائی ان کے ساتھ ساتھ رہا کرتی تھی۔ آپ نے بے شمار اداروں کی سرپرستی فرمائی جن میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور قابل ذکر ہیں. چنانچہ اعلی حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد آپ نے تقریبًا سال جامعہ اشرفیہ کی سرپرستی فرمائی، اس دوران آپ نے ادارہ کو کافی بلندی تک پہنچایا اور ہر مشکل وقت میں مشکل کشائی فرمائی۔ درمیان سال اگر کوئی ضرورت پیش آتی تو آپ اپنے اسفار کو ترک فرماکر مبارکپور تشریف لاتے، کمیٹی بلاتے اور تدبیر و حکمت کے ساتھ الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا دیتے۔

مولانا ساجد رضوی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے اپنے مقالہ میں حضور محدث اعظم ہند کے مجموعۂ کلام "فرش پر عرش" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مجموعۂ کلام حمد و نعت اور منقبت اولیا کا دل کش آمیختہ ہے۔ یہ مجموعہ جہاں حضور محدث اعظم ہند کے شعر خوانی کا ترجمان ہے وہیں ان کے دلی کیفیات، قلبی واردات اور پر خلوص جذبات و احساسات کا آئینہ دار ہے۔

مولانا عارف اللہ فیضی نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضور محدث اعظم ہند کی متعدد جہتیں ہیں، آپ علوم و معانی قرآن کے رموز آشنا مترجم و مفسر قرآن، علوم و معانی حدیث میں عمیق نظر کرنے والے محدث، دین اسلام کے سرگرم مبلغ، لاکھوں مسترشدین کے روحانی مرشد، حق و باطل کے درمیان امتیازی لکیریں کھینچنے والے اور باطل کو شکست فاش سے دوچار کرنے والے مجاہد، بہترین نظم نگار، بلند پایہ شاعر اور ملت اسلامیہ کے برجستہ رہنمائی کرنے والے مونس و بے لوث قائد تھے۔

آخر میں اشرف العلما حضرت علامہ ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی جانشین صوفی ملت نے صدارتی خطبہ پیش کیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

"باوقار مشائخ کرام، نازشِ علم و فن و اہلِ دانش و بینش سب سے پہلے میں آپ تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے استقبال و خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ سب کا ممنون و شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس فقیر اشرفی گدائے جیلانی کی دعوت کو قبول فرما کر آج کی اس عظیم الشان سیمینار کو رونق بخشی، آپ یقین جانیں کہ اس وقت آپ حضرات کی تشریف آوری سے میرے دل پر فرحت و سرور اور تشکر و امتنان کے جو احساسات و جذبات مچل رہے ہیں، انھیں لفظوں میں سمیٹنے سے عاجز و قاصر ہوں، بس اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آج کی ہماری اس نشست کو قبول فرمائے اور اس کے اثرات کو نتیجہ خیز اور دُوررَس بنائے۔

محترم حضرات! اس وقت جس سرزمین کو آپ نے زینت بخشی ہے، یہ کوئی عام سرزمین نہیں، بلکہ ولیوں کی سرزمین ہے، اَقطاب واَبدال اور ابرار واخیار کے اترنے کی سرزمین ہے، شیخ عبدالرحمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بچشم دید مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کا دیدار اور مولائے کائنات اور حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت اسی سرزمین پر ہوئی، یہ وہ سرزمین ہے جسے ہمارے مورث اعلیٰ، حضرت غوث العالم سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی نے اپنی آخری آرامگاہ کے لیے پسند فرمایا اور اس زمین کی خاک کو ایسے ایسے مردان کار اور رجال اللہ سے شرف نسبت حاصل ہے، جن کی مثالیں تواریخ کے اَوراق میں بہت کم ملتی ہیں۔ ماضی قریب کے بزرگوں میں اشرف الصوفیا، امام العرفا، زُبدۃ الاتقیا، حضرت علامہ سید شاہ حُسین اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی مرشد برحق اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مخدوم الاولیاء، نظر کردۂ و پردۂ سہ محبوباں، ہم شبیہ غوث الثقلین، اعلی حضرت مولانا الشاہ سید محمد علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ النورانی، اشرف الحکما حضرت سید نذر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والدماجد حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ، سلطان المناظرین، امام المتکلّمین، عالم ربانی، واعظ لاثانی حضرت سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی، مرشد برحق حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید المفسرین، امام المناظرین حضرت ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فاتح امرڈوبھا، شیر بیشۂ اہلِ سنت حضرت سید شاہ اکمل اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مجذوب کامل، فانی فی اللہ، عارف باللہ حضرت سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرشد برحق حضرت صوفی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، تاج الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حبیب الاولیا حضرت سید حبیب اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حافظ ملت، قاری سبع قراءات حضرت سید شاہ شبیر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد ماجد حضور صوفی ملت، مظہرِ غوثیت، آفتاب اشرفیت، مخدوم المشائخ، سرکار کلاں الحاج الشاہ حضرت علامہ مفتی سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی سجادہ نشیں خانقاہِ اشرفیہ حسنیہ سرکارِ کلاں، امیر ملت حضرت سید شاہ

امیر اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مجاہد دوراں حضرت سید شاہ مظفر حسین اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اشرف الاولیا سید ابو الفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اشرف العلما حضرت علامہ مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ اعظم حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، قطب المشایخ حضرت سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ڈاکٹر سید امین اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، استاذ من حضرت ڈاکٹر سید حمید اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بابائے ملت حضرت سید شاہ تنویر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان جیسی سیکڑوں شخصیات ہیں جن سے اس خاک کو نسبت حاصل ہے اور جنھوں نے صرف قوم وملت کی خدمات، مسلک اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت اور طُرُق صوفیہ کے فروغ کے لیے اپنی زندگی کے تمام تر لمحات قربان کر رکھے تھے یہ اور بات ہے کہ ان بزرگوں کے اخلاص وبے لوثی نے کبھی یہ گوارانہ کیا کہ خدمتِ دین کو حصولِ دنیا اور شہرت وناموری کا ذریعہ بنایا جائے۔

حضرت اشرف العلمانے فرمایا کہ :والد بزرگوار صوفی ملت، نواسۂ محدث اعظم ہند حضرت سید شاہ محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر یہ دوسرا سیمینار ہے جو حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کے عنوان سے موسوم ہے ، حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی وفات کو تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کو ہے، لیکن سچی بات یہ ہے جسے آپ حضرات نے بھی اپنا اپنا مقالہ ترتیب دیتے وقت محسوس کیا ہوگا کہ آپ کی جتنی عظیم شخصیت تھی، آپ پر اتنا عظیم کام آج تک نہ ہوسکا، یقیناً اس میں کہیں نہ کہیں ہم اَخلاف کی کوتاہیوں کا بڑا دخل ہے۔

والد صاحب قبلہ کو اپنے نانا جان سے بے پناہ الفت ومحبت تھی، ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مآثر ومکارم سے آج کی نسلِ نو کو متعارَف ہونا چاہیے اور آج کے مشایخ زادگان کو اپنے اِن عالی ہمت بزرگوں اور اِن قیمتی اثاثوں اور گراں قدر لعل ویَواقیت کے نقوشِ حیات کو پڑھنا چاہیے، تاکہ وہ اپنے بزرگوں کی روایتوں کے سچے امین بنیں اور میدان دعوت وتبلیغ میں اِن اکابر نے جو لکیریں اور خطوط کھینچے ہیں، انھیں اپنے لیے مشعلِ جاوداں بنائیں۔ یہ ایک کڑوی بات ہے کہ ہماری جماعت میں جواہر پاروں کی کمی نہیں البتہ جوہر شناسوں کی کمی ضرور ہے، اس لیے اس وقت کی ناگزیر ضرورت ہے کہ ہم اَفراد سازی کی جانب متوجہ ہوں اور شخصیت پرستی کے جھول جھال سے نکل کر آج کی نسلِ نو میں اپنے اَسلاف کی عظیم ترین شخصیات کو اتاریں۔

ایک درمیانی بات جس کی طرف ہم اپنے تمام مندوبین علما، مشایخ اور دانشورانِ قوم وملت کو متوجہ کرانا چاہیں گے، وہ یہ کہ اس وقت کے جو حالات ہیں، ان میں ہم پر ضروری ہے کہ ہم اپنے موقف اور اپنے مقام کا تعین واِدراک کریں، اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو ایک شیرازہ میں سمیٹنے کی کوشش کریں، کیوں کہ وہ قومیں جو زمانے کے تقاضوں کا اِدراک نہیں کرتی ہیں، اپنے قُوائے عملی کا جائزہ نہیں لیتی ہیں اور اپنا کوئی نصب العین نہیں رکھتی ہیں، ایسی قومیں زندگی کی نعمت سے محروم کردی جاتی ہیں۔

آخر میں حضرت اشرف العلمانے اپنے تمام مندوبین کا دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ علما کی سرپرستی چاہیے، آپ اپنے تجربات کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ موجودہ وقت میں امت جن حالات سے نبرد آزما ہے، ایسے وقت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، یہ اشرف آپ کو یقین دلاتا ہے کہ آپ کے جو بھی مشورے اور آرا ہوں گی، ان پر عمل در آمد کیا جائے گا۔

اس موقع پر مولانا سید غوث اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی مفتی شہاب الدین صاحب اشرفی شیخ الحدیث جامع اشرف، مولانا عبد الخالق صاحب اشرفی صدر المدرسین جامع اشرف، فاضل یمن مولانا سید جامی اشرف اشرفی جیلانی، نبیرۂ قطب المشایخ مولانا سید اعرف اشرف اشرفی جیلانی اور خانوادۂ اشرفیہ کے معزز افراد بر سر اسٹیج تھے۔

سیمینار کو کامیابی سے ہمکنار کرانے میں حضرت صوفی ملت کے تمام شہزادگان اور اہل خانہ کے ساتھ مفتی اصغر علی اشرفی جامعی شیخ الحدیث وصدر مفتی، دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات، مولانا معصوم رضا نوری، استاذ مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم اور دیگر محبین ومخلصین نے اپنی رضا کارانہ خدمات پیش کیں۔

سیمینار ایک نشست میں منعقد ہوا، نظامت کے فرائض نقیبِ شہیر مولانا کفیل عنبر نے انجام دیے، سیمینار کی تقریب صبح ۹ بجے شروع ہو کر ساڑھے تین بجے دن میں اپنے اختتام کو پہنچی اور سیمینار کے بعد حضرت اشرف العلما کی جانب سے تمام مندوبین علما کو تحائف واکرامات سے نوازا کیا۔ ☆☆☆☆

عرس غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی روداد

مجلس تحقیقات علمی جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کا پہلا انٹرنیشنل مخدوم اشرف سیمینار کی رپورٹ

آٹھویں صدی ہجری کے مجدّدِاعظم، غوث العالم، محبوب یزدانی ،سلطان اوحد الدین مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی قدس سرہ العزیزکی عظیم شخصیت جو قادریت اور چشتیت کا مجمع البحرین ہے، صدّیقین اولیامیں جن کا شمار ہے۔ بزمِ اولیاء میں جن کی مثال اس دولھے کی سی ہے جس کی بارات میں اس کے اکابرین و اصاغرین اصحاب و یاران اور اساتذہ اور مشائخ سب ہی شریک ہیں۔ لیکن سبھی کی نگاہِ محبت و فیضان کا مرکز وہی دولھا ہے۔

یہ حضور غوث العالم مخدوم سید اشرف ہی کا فیضان تربیت تھا کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے جلیل القدر فرزندگان اور وابستگان آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتے رہے۔ خاص کر آپ کے خانوادے پر آپ کی خاص نگاہِ التفات رہی۔ جس کا ہر دور میں یہ نتیجہ بر آمد ہوتا رہا کہ آپ کا خانوادہ ہر دور کے علماء و مشائخ عوام و خواص کی محبت اور عقیدت کا مرکز رہا۔ اور ہر دور کے صاحبانِ بصیرت اشرفی خانوادے کی روحانی برتری کے آگے سجود نیاز لٹاتے رہے۔ اشرفی شہزادوں سے محبت اور ان سے دینی وابستگی صحیح العقیدہ سنّی ہونے کی علامت بن گئی۔ اور کچھوچھہ مقدسہ کو ہر خاص وعام دین وسنّیت کے ایک عظیم مرکز کی حیثیت سے جاننے پہچاننے لگے۔

اشرف کا دو جہاں میں ہے جھنڈا گڑا ہوا
ہے اشرفی فقیروں میلہ لگا ہوا

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے آستانہ عالیہ کے زیرسایہ خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں میں ”جامع اشرف“ کا قیام اسی مخدومی فیضانِ مسلسل کی ایک کڑی ہے۔ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق جنوری ۱۹۷۸ء میں زیرسرپرستی حضور مخدوم المشائخ، غوث زماں، سرکارکلاں، علامہ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ حضرت شیخ اعظم علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ نے قائم فرمایا۔ جو ایک عظیم علمی و روحانی دانشگاہ ہے اورعلم شریعت وطریقت کاایک حسین سنگم ہے۔ ہندوستان میں اسلامی اور روحانی اقدار کی حفاظت و صیانت کی ضمانت بن چکاہے۔ جس کاتعلیمی تفوق شہرہ آفاق ہے۔ جہاں اعدادیہ سے لے کرعالم، فاضل، مفتی تک معقول تعلیم کے ساتھ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ نیز عصری علوم وفنون مع کمپیوٹر ٹریننگ کا بھی باضابطہ انتظام ہے جس کی سند کوجامع ازہر مصر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ جامعہ ہمدرد دہلی۔ مولانا آزاد یونیورسٹی حیدر آباد۔ بہار مدرسہ بورڈ وغیرہ سے منظور شدہ ہے۔

جامع اشرف سے ملحق ”مختار اشرف لائبریری“ ایک عظیم الشان لائبریری ہے جس کو حضرت شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ نے اپنے والدماجد کے نام سے قائم فرمایا۔ یہ لائبریری ہندوستان کی عظیم لائبریریوں میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے۔ اس لائبریری میں احادیث وتفاسیر۔فقہ واصول۔ تواریخ وسیرت وسوانح۔ تقابل ادیان ۔کلیات ومجلات ۔ لسانی ادبیات پرعربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت، انگلش میں ایسی کتابیں موجود ہیں جوعام لائبریریوں میں دستیاب نہیں ہیں۔ کتابوں کی فراہمی کا کام مسلسل جاری ہے۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار غالبًا نامناسب نہ ہوگا کہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں مرشد الانام، مخدوم الاولیاء، ہم شبیہ غوث الثقلین، پروردۂ محبوباں ، محبوب ربانی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ العزیزکی سرپرستی اور شوکۃ الاسلام، عالم ربانی، واعظ لاثانی اقدس حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی ولی عہد آستانہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ کے اہتمام وانتظام میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی بنیاد پڑی تھی۔ یہ جامعہ برسہابرس کتاب وسنت کی ترویج واشاعت فرماتا رہا۔ اسی جامعہ کے شیخ الحدیث محدث اعظم ہند، حضرت مولانا عماد الدین، صاحب تصانیف کثیرہ حکیم الامت حضرت

علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی، حضرت علامہ مفتی عبد الرشید خاں اشرفی فتح پوری، حضرت علامہ سید شاہ محی الدین اشرفی جیلانی فاضل کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اساتذۂ کرام درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ یہاں کے فارغین طلبہ آج اکابر ملّت اسلامیہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کو مقبول و مستحکم بنانے میں فخر الاماثل، صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین اشرفی مراد آبادی، حضرت علامہ مولانا سید فاخر صاحب الہ آبادی، حضرت علامہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی مساعی جمیلہ کی بھی ایک طویل داستان ہے۔

ہندوستان کی لمبی چوڑی آبادی میں خالص اہل سنت کا محققانہ اور غیر نزاعی جریدہ ایک حد تک مفقود سا تھا اور جو جریدے تھے ان کے مطالعہ کی تکلیف اہل سنت پر بار پڑ رہی تھی صرف اس لیے کہ اُن میں کفر شکن و ارتداد فگن مضامین ہوتے تھے جن سے اعدائے اسلام نے مسلمانوں کو بھڑکا دیا تھا اور بلا شبہ ضرورت تھی کہ کوئی رسالہ تصور اغیار کے انقباض سے پاک رہ کر اہل سنت کو عقائد حقّہ کی سادگی کے ساتھ تلقین کرے اور اپنی بے لوثی سے قلوب میں وہ انقلاب پیدا کردے جس کے بعد تمام جرائد اسلامیہ محبوب مرغوب ہو جائیں۔

چنانچہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ مطابق جنوری ۱۹۲۳ء میں مرشد الانام، مخدوم الاولیاء، ہم شبیہ غوث الثقلین، پروردۂ سہ محبوباں، محبوبِ ربانی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ العزیز کی سرپرستی اور شوکۃ الاسلام، عالم ربانی، واعظ لاثانی اقدس حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی ولی عہد آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ کی نگرانی میں۔ ''ماہنامہ اشرفی'' جاری ہوا۔ اس ماہنامہ کے مدیر اعلیٰ نواسۂ اعلیٰ حضرت اشرفی، مخدوم الملت، حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہ تھے اور آپ ہی کی ادارت میں یہ رسالہ برسہا برس کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت فرماتا رہا۔ ہر مہینہ کے مناسب مذہبی مضامین پیش کرتا رہا۔ حالاتِ سلف اُس نے روز مرہ کے انداز میں سنائے۔ نغمہ سنجی بھی کی۔ دکھ درد کا روحانی علاج بھی بتایا۔ مسائل دینیہ کی تبلیغ کرتا رہا حالات حاضر میں بلا خوف لومۃ لائم اسلام پر جان نثاری کرتا رہا اور ارتداد کے خلاف برابر اپنی آواز بلند کرتا رہا۔ لطائف اشرفی کو بالالتزام حاضر کرتا رہا اور اُس کے نازک مسائل سمجھاتا رہا۔ آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتا رہا۔ اور آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتا رہا۔

اسی طرح حضرت قائد ملّت، انتخاب سرکارِ کلاں علامہ مولانا الحاج سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ ادامہ اللہ المنان علی رؤس الانس والجان نے ناصبیت، رافضیت، خارجیت، وھابیت وغیرہ بد مذاہب کے رد و ابطال کے لیے اپنے آباء و اجداد کے انہی نقوش پر چلتے ہوئے اور مخدوم اشرف کے علمی و روحانی مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے السید محمود اشرف ریسرچ سینٹر۔ ماہنامہ جام اشرف۔ اظہار چینل قائم فرما کر اہل سنت و جماعت کے عقائد و مسائل اور نظریات و معمولات پر مخالفین کے حملوں کا علمی و تحقیقی انداز میں قرآن و احادیث کی روشنی میں دنداں شکن جوابات دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و خدمات پر سیمینار

۲۶؍ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶؍ ستمبر ۲۰۱۹ء کو ''مولانا احمد اشرف ہال'' میں مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی۔ حیات و خدمات پر ایک روزہ انٹرنیشنل سیمینار کا انعقاد ہوا یہ علمی پروگرام اہل علم و دانش کے لیے بطور خاص منعقد ہوا تھا۔ مختلف جامعہ و یونیورسٹی کے اسکالروں، پروفیسروں اور علما و دانشوروں نے شرکت کی اور غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و خدمات مختلف گوشوں کو عالمی سطح پر متعارف کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور اپنا گراں قدر مقالہ پیش فرمایا۔ سیمینار کا پروگرام تین نشستوں میں اختتام پذیر ہوا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

افتتاحی اجلاس ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء

9:00AM to 10 :30 AM

۱۔ تلاوت کلام پاک: قاری محمد سلیمان اشرفی استاذ جامع اشرف نے فرمائی، نعت پاک: معین الدین اشرفی متعلّم جامع اشرف فاضل اول۔ خطبۂ صدارت: حضرت قائد ملّت، سرپرست اعلیٰ جامع اشرف صاحب سجادہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی دام فیوضہ نے پیش فرمایا۔ خطبۂ استقبالیہ حضرت مولانا قمر احمد اشرفی صاحب ناظم اعلیٰ جامع اشرف نے پیش فرمایا۔ اغراض و مقاصد حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مشرفِ اعلیٰ السید محمود اشرف دار التحقیق و التصنیف جامع اشرف صاحب نے پیش کیے۔

نشست اول۔ ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء

10:30 AM to 1:00 PM

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر واحد نظیر صاحب، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔ نظامت: مولانا قمر عارف ازہری اشرفی، استاذ جامع اشرف۔

درج ذیل مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات پیش کیے

۱۔ مفتی کمال الدین اشرفی صاحب، رائے بریلی
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی خدمات

۲۔ مولانا فروغ احمد اعظمی صاحب، دوست پور،
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور اصلاح امرا و سلاطین

۳۔ ڈاکٹر سراج احمد صاحب، بستی
سید اشرف جہانگیر سمنانی خُلق نبوی ﷺ کے آئینے میں

۴۔ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب، مبارکپور
سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنی تصانیف کے آئینے میں

۵۔ مولانا انوار احمد نعیمی صاحب، فیض آباد
خطۂ اودھ میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اثرات و برکات

۶۔ مولانا ساجد مصباحی صاحب، کشتی نگر
سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے ملفوظات کے آئینے میں

۷۔ محمد فہیم ثقلینی صاحب، بدایوں
سید اشرف جہانگیر سمنانی کے روحانی فیوض و برکات

۸۔ ڈاکٹر سجاد مصباحی صاحب، کولکاتا
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور انسانی رواداری

۹۔ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب، دہلی
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور تربیت مریدین

۱۰۔ ڈاکٹر عبد السلام جیلانی صاحب، علی گڑھ
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور ہم عصر امرا و سلاطین سے روابط

نشست دوم۔ ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء

2:30 PM to 4:30 PM

صدارت: پروفیسر عبد السلام جیلانی صاحب، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
نظامت: مولانا جابر حسین مصباحی صاحب، استاذ جامع اشرف۔

مقالہ نگار:

۱۔ مفتی عبد الخبیر اشرفی صاحب، التفات گنج
سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے پیر و مرشد کی نظر میں۔

۲۔ مولانا مفتی رستم علی صاحب، ممبئی
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی زندگی کے چند گوشے احادیث کی روشنی میں۔

۳۔ ڈاکٹر محمد عباس (حیدر چشتی) صاحب، علی گڑھ
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ادبی خدمات۔

۴۔ مفتی معین الدین اشرفی صاحب، فیض آباد
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور ان کی سیاحت و جہانگیری۔

۵۔ مولانا عماد الدین صاحب، جلال پور
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا مقامِ محبوبیت۔

۶۔ مولانا ابرار احمد صاحب، جلال پور
ملفوظات صوفیہ میں لطائف اشرفی کا مقام۔

۷۔ ڈاکٹر امجد رضا صاحب، پٹنہ
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور سطحیات صوفیہ۔

۸۔ ڈاکٹر محمد موصوف احمد صاحب، دھنباد
سید اشرف جہانگیر سمنانی (شخصیت اور شاعری)۔

۹۔ ڈاکٹر محمد احمد نعیمی صاحب جامعہ ہمدرد، دہلی
سید اشرف جہانگیر سمنانی پر مختلف عصری جامعات میں علمی تحقیق۔

۱۰۔ مولانا فصیح الدین نظامی صاحب، حیدر آباد
سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات و مکتوبات میں اصطلاحات صوفیہ۔

۱۱۔ ڈاکٹر واحد نظیر صاحب، دہلی
سید اشرف جہانگیر سمنانی بحیثیت ماہر تعلیم: لطائف اشرفی کے آئینے میں

نشست سوم۔ ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء

9:00 PM to 4:00 AM

صدارت: حضرت مولانا قمر عالم اشرفی شیخ الحدیث دار العلوم علیمیہ۔ جمدا شاہی۔ نظامت: حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی ناظم مجلس تحقیقات علمی جامع اشرف۔

مقالہ نگار:

۱۔ مفتی آل مصطفیٰ اشرفی صاحب، گھوسی
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا فقہی مقام۔

۲۔ مولانا عارف اللہ فیضی صاحب، مئو
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا مقام ولایت۔

۳۔ شیخ سید عبدالحکیم مرشدی ازہری صاحب، مصر
سوانح سید اشرف جہانگیر سمنانی (تقریر بزبان عربی)
۴۔ مولانا عبدالخالق اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور احترام علم و علماء
۵۔ مفتی شہاب الدین اشرفی، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کے علمی افادات میں قرآن و حدیث سے استدلال
۶۔ مولانا قمرالدین اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شاہ ولی اللہ کے ترجمہ قرآن کا تقابلی جائزہ
۷۔ مولانا قمر عارف اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
مکتوبات اشرفی کی تاریخی و علمی حیثیت
۸۔ مولانا نوشاد عالم اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانیجامع سلاسل طریقت
۹۔ مولانا نذر الباری اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا خاندانی پس منظر
۱۰۔ مولانا جابر حسین مصباحی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ممتاز خلفاء و مریدین
۱۱۔ مولانا جابر احمد اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی معاصر اولیاء سے ملاقات و تعلقات
۱۲۔ مولانا انور جامعی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و خدمات
۱۳۔ مولانا ساجد حسین جامعی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی
۱۴۔ مولانا غلام محبوب سبحانی اشرفی صاحب، استاذ جامع اشرف
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سمنان سے سفر ہندوستان

تقسیم اسناد وغیرہ: بدست قائد ملت حضرت علامہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں دامت برکاتہم العالیہ۔

دعائیہ کلمات: قائد ملت حضرت علامہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں و سرپرست اعلیٰ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ۔

۶۳۳واں عرس مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

۲۷۔۲۸/ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷۔۲۸ /ستمبر ۲۰۱۹ء کو خانوادۂ اشرفیہ کے علماء و مشائخ اور دانشوران کے علاوہ ملک اور بیرون ملک سے لاکھوں شیدائیوں نے عرس مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ مقدسہ میں شرکت کی اور غوث العالم کی جنت نشاں بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کیا۔ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کے دیوانوں اور جامع اشرف کے اساتذہ و طلبہ و دیگر ملازموں نے اپنے بے لوث ایثار و جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے مخدوم پاک کے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کیا ۔ مقامی اور ضلعی انتظامیہ نے پوری ہمدردی کے ساتھ اپنا تعاون پیش کیا ۔ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا نے بھی غوث العالم مخدوم اشرف اور تقریبات عرس سے متعلق اپنی نشریات سے قارئین و سامعین کو متاثر کیا۔

حسب روایات ۲۶/ محرم الحرام بعد نماز عصر حضرت قائد ملّت سرپرست جامع اشرف حضرت علامہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں دامت برکاتہ نے پرچم کشائی فرمایا اور ختم بخاری شریف کرایا۔

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷/ستمبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بوقت ۹ /بجے صبح محفل سماع منعقد ہوئی اور ۲/ بجے دن مختار المساجد کچھوچھہ مقدسہ سے جلوس موئے مبارک نکالا گیا[جو مختلف شاہراہوں سے گزر کر درگاہ شریف آیا اور بعد نماز عصر صاحب سجادہ قائد ملّت نے زائرین کو موئے مبارک اور دیگر تبرکات کی زیارت کرائی۔ بعد نماز عشا سلسلۂ خطابت کے بعد فارغین کی دستار بندی تقسیم اسناد کا دل آویز منظر پیش کیا گیا۔ امسال مختلف شعبوں سے فارغین کی تعداد ۸۸ تھی۔ شعبہ افتا کے ۹، فضیلت کے ۲۳، عالمیت کے ۲۵، حفظ کے ۱۲/ اور قراءت کے ۱۹ طلبا شامل ہیں۔

۲۸/ستمبر ۲۰۱۹ء بروز سنیچر۔ بعد نماز فجر مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میں قرآن خوانی ہوئی اس کے بعد ۹/ بجے صبح مولانا احمد اشرف ہال میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ اور معمول کے مطابق بعد نماز ظہر ۲/ بجے دن مختار المساجد کچھوچھہ مقدسہ سے جلوس غوثیہ نکالا گیا۔ اور بعد نماز عصر خرقہ پوشی و زیارت لباس غوثیہ و دیگر تبرکات۔ فاتحہ خوانی و شجرہ خوانی کرائی گئی اور صاحب سجادہ قائد ملت، سرپرست جامع اشرف حضرت علامہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں دامت برکاتہم العالیہ نے رقت انگیز دعا فرمائی۔ اور حسنات و برکات کی موسلادھار بارش میں ۶۳۳واں عرسِ مخدومی بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆☆

خیروخبر

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں مقابلۂ تجوید وقراءت

ہندوستان کی عالمی شہرت یافتہ خانقاہ، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ میں عرس قاسمی علیہ الرحمۃ کے بابرکت اور پرنور موقع سے ۱۸ صفرالمظفر ۱۴۴۱ ہجری مطابق ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء ملکی پیمانے پر ایک عظیم الشان مقابلۂ تجوید وقراءت منعقد ہوا، جس کی سرپرستی تاج المشائخ، امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ نے فرمائی اور صدارت کے فرائض رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب نوری سجادہ نشیں مسند نوریہ آل احمدیہ مارہرہ شریف نے انجام دیے، اس تاریخ ساز مقابلے میں شرکت کے لیے ہندوستان بھر کے ۲۱، شہرت یافتہ مدارس اہل سنت کو دعوت دی گئی تھی جن میں سے ۱۹ مدارس کے باوقار طلبہ نے پوری تیاری اور مکمل عزم وحوصلہ کے ساتھ شرکت کی۔

موقر ومنصف ممتحنین کرام کے منصفانہ فیصلے میں اول انعام: قاری محمد ہارون متعلّم دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی (عمرہ کا ٹکٹ مع ٹرافی)، دوم انعام: قاری نصیرالدین، متعلّم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (بغداد شریف کا ٹکٹ مع ٹرافی)، سوم انعام: قاری محمد مرشد رضا متعلّم جامعہ علی حسن اہل سنت اترولہ بلرامپور (اجمیر شریف کا ٹکٹ مع ٹرافی) نے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ اس تاریخی مقابلہ کے تمام شرکاء کو ترغیبی انعامات (ضیاء النبی کا مکمل سیٹ، قراءت کورس بیگ) اور توصیفی سند سے نوازا گیا۔

فیصل کے فرائض خیرالاذ کیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، فخرالقراء حضرت قاری ذاکر علی قادری صدرالمدرسین مدرسہ حنفیہ ضیاءالقرآن لکھنؤ اور حضرت مولانا قاری محمد رضا برکاتی مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے انجام دیے۔

حضور رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر صاحب سجادہ مسند نوریہ نے اپنے صدارتی خطاب میں تمام شرکا کا شکریہ ادا کیا اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ فن تجوید وقراءت کی ترویج واشاعت کے لیے جو بھی ضرورت پڑے گی خانقاہ برکاتیہ کے ذمہ داران ہر ممکن تعاون پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد عرفان قادری، استاذ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ نے ”علم تجوید کی اہمیت وضرورت“ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فن تجوید کی اہمیت مسلم ہے۔ علم تجوید کا سیکھنا اور سکھانا بے حد ضروری ہے ’اس فن سے صرف نظر یا کسی قسم کی تساہلی وکوتاہی قطعًا جائز نہیں۔ انھوں نے کہا کہ گزشتہ چند سالوں سے مدارس اہل سنت میں بیداری آئی ہے اور اس فن کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جانے لگا ہے۔ البتہ اس فن کی اہمیت کے اعتبار سے جو پیش رفت ہونی چاہیے تھی وہ ابھی تک نہیں ہو سکی تھی۔ خانقاہ برکاتیہ کے سجادہ نشین حضور رفیق ملت نے اس فن کی آبیاری پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ خانقاہ برکاتیہ کے زیر اہتمام مقابلۂ تجوید وقراءت کا پروگرام گزشتہ کئی سالوں سے منعقد ہوتا چلا آیا ہے، لیکن پچھلے چار سال سے ناظم عرس قاسمی گل گلزار برکاتیت حضور رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر نوری برکاتی صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے فن تجوید وقراءت کو فروغ دینے کے لیے اس پروگرام کو مزید وسعت دی ہے اور اول، دوم، سوم، پوزیشن حاصل کرنے والوں کے لیے حسب ترتیب زیارت حرمین شریفین، زیارت بغداد معلی اور زیارت اجمیر مقدس جیسا بڑا انعام مقرر فرمایا ہے۔ مقابلہ کا یہ شاندار پروگرام دو مرحلوں میں منعقد ہوتا ہے، دن میں ڈھائی بجے سے ساڑھے چار بجے تک تحریری مقابلہ ہوتا

ہے،جس میں شرکائے مقابلہ،ضیاء القراءت اور جامع الوقف سے منتخب سوالات حل کرتے ہیں اور بعد نماز عشاء منبر نور پر قراءت قرآن کا مقابلہ ہوتا ہے جس میں شرکت کرنے والے ہر طالب علم کو اظہار فن کے لیے پانچ سے چھ منٹ کا وقت دیا جاتا ہے۔

مقابلہ ختم ہونے کے بعد "فروغ تجوید و قراءت کے امکانات" کے حوالے سے ایک معلوماتی اور دعوتی خطاب بھی ہوتا ہے پھر نتائج کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی خانقاہ برکاتیہ کی جانب سے تمام شرکائے مقابلہ کو انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ مقابلہ میں شرکت کرنے والے طالب علم کے ساتھ اس کے سرپرست کی حیثیت سے شریک ہونے والے استاذ کی بھی معقول زاد راہ سے عزت افزائی کی جاتی ہے۔

منبر نور ذمہ دار علمائے کرام، مشائخ عظام اور قرائے کرام سے بھرا ہوتا ہے اور سامنے عقیدت مندوں کا کثیر مجمع ہوتا ہے۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا یہ کارنامہ نہ صرف تاریخ ساز ہے بلکہ حد درجہ قابل تحسین ولائق تقلید بھی ہے۔

(قاری) محمد ابرار رضا برکاتی
شعبۂ تجوید و قراءت، جامعہ احسن البرکات
مارہرہ مطہرہ، ضلع-ایٹہ (یوپی)

آل انڈیا غریب نواز کونسل کے زیر اہتمام

جشن تاجدار بغداد

کانپور ۸/ دسمبر اقتصادی بحران، معاشی تنگی، سیاسی فقدان اور معاشرتی بدنظمی کا مسلمان بہت تیزی کے ساتھ شکار ہوتا جا رہا ہے ماں بہن، بہو بیٹیوں کا وقار داؤ پر ہے بزرگوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں پر ترحم ختم ہوتا جا رہا ہے درحقیقت یہ قرآن و سنت اور اولیاے کرام کی سچی تعلیمات سے دور و نفور کے بھیانک نتائج ہیں جن کا سامنا ہر کس و ناکس کو کرنا پڑ رہا ہے ان خیالات کا اظہار آل انڈیا غریب نواز کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ جشن تاجدار بغداد کے شاندار اجلاس میں مولانا محمد مہتاب عالم قادری مصباحی شہری صدر آل انڈیا غریب نواز کونسل نے مدرسہ اہل سنت گلشن رضا ہیرامن پوروا میں کیا مولانا نے کہا کہ آج ہمارے درمیان سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے جلسے و جلوس کا اہتمام تو نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ کیا جاتا ہے جو اچھی بات ہے یونہی فضائل و مناقب کی تقریریں بھی خوب ہوتی ہیں مگر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات پر عمل سے مسلمان کوسوں دور نظر آتا ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کا ایک عظیم گوشہ یہ ہے کہ آپ اپنی مہربان ماں کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتے ہیں اور ماں سے اجازت لے کر حصول علم کی خاطر اپنے مادر وطن جیلان کو خیرباد کہتے ہوئے علم و ادب کے مشہور شہر بغداد کے لیے کوچ کر جاتے ہیں مدینۃ العلم بغداد شریف جامعہ نظامیہ میں داخل ہو کر کسب علم کیا آپ کی سیرت کا یہ وہ انمول گوشہ ہے جس پر ہم عمل پیرا ہو کر علم وادب کا شاہکار اور اپنے مقصد حیات میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں بیشک علم ہی وہ دولت ہے جو انسان کو معراج انسانیت عطا کرتی ہے علم کے بغیر انسان ایک تاریک کوٹھری کی مانند ہے۔

اس سے قبل جلسے کا آغاز تلاوت کلام ربانی سے قاری محمد سیف رضا نے کیا اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قاری خوش محمد خوشتر، حافظ غلام نبی، حافظ محمد توصیف رضا، محمد الطاف رضا نے گلہائے نعت شریف کا نذرانہ پیش فرمایا۔ جلسہ کی صدارت حضرت مفتی نجم الدین قادری مصباحی نے فرمائی اور نظامت کے فرائض حافظ زید برکاتی نے انجام دیے جلسے کا اختتام صلوۃ وسلام او ملک و ملت کے لیے امن وسلامتی کے دعائیہ کلمات پر ہوا اس موقع پر شہر کے مقتدر علماے کرام ودانشواران ملت مولانا غلام حسن قادری ابوالعلائی، مولانا مطیع الرحمٰن، حافظ محمد آصف حافظ محمد ذیشان، سید شفاعت علی وغیرہ خاص طور سے موجود رہے۔ ☆☆☆

=====================

راجستھان میں ماہنامہ اشرفیہ حاصل کریں

جناب محمد ہاشم لعل محمد

جیلانی یونانی اسٹور، سرواڑ، باڑمیر، راجستھان

=====================